پہلا باب
مع تمہید و دیباچہ

۷۸۶

حامداً و مصلیاً

سنہ ۱۹۰۱ء مین جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریس کانپور مین چھپ رہی تھی تو مین نے اُسمین سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب آثار الصنادید کا بیان (جسمین شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور اُنکے حالات درج ہین) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھون اور اگر ممکن ہو تو اپنے پریس مین چھاپون۔ کچھ تلاش کے بعد مجکو اپنے بعض مہربانون کی عنایت سے اُسکا طبع اول جو سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۷ء مین چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۴ء مین چھپا تھا دستیاب ہوگیا۔ مگر جب دونون کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ موجودہ حیثیت مین دونون ایڈیشن ناقص ہین۔ یعنی طبع اول مین اگرچہ عمارات کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہین لیکن اُنپر جو کتبے دکھلائے گئے وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہین۔ مضمون متروک زبان اور مبالغہ آمیز عبارت مین ہی جو کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہی۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف اور مورخانہ ہی۔ جسمین ہر ایک عمارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہین،
سرے سے اُن عمارات کے نقشے ہی ندارد ہین بقول ناسخ ؎

ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پر اُسکے رو نہین
ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابرو نہین

اب خواہ مخواہ طبیعت نے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا
خوبیونکو ایک مین مجتمع کرکے طبع ثالث کیلیے مکمل حیثیت مین ایک نسخہ ترتیب
دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۱۳۰ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوانے،
اور طبع ثانی سے اُنکے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالون کے درج تھے نقل کرانے
شروع کردیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہوگئی تو آخر مین تمام عمارات
کے کتبے جو بدھسٹ یا جینی یا ناگری حروف مین تھے۔ یا بہت پرانی شان کو خطِ نسخ
یا خطِ طغرا یا خطِ نستعلیق مین تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا مسلم تھے
النقل کالاصل چربہ کراکے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی
صنعت ضائع نہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث مین بھی التزام رکھا
گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اِس کتاب مین سیاہ حروف سے دکھلایا جائے
اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا اُسکے حروف دوہرے خطون سے بناکر بیچ
مین سفیدی چھوڑ دیجائے، بہرحال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان مین تھی عمل
مین لائی گئی اور اس سلسلۂ انتظامی سے ایک مدت مین کتاب باختتام کیجاتی

پر پہونچائی گئی۔

نام آوران ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کرنیکے بعد دہلی اور نواح دہلی مین اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالباً سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہی۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہون اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کر کے ایک مدّت دراز کیلیے محفوظ کرلیے جائین، مگر غدر ۱۸۵۷ء مین ان نقشون اور کتابون کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ مین پورے کامیاب نہو سکے اور بمجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہونیسے بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کر دینے پڑے۔ لیکن اب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء مین اُسکا تیسرا ایڈیشن جمیع خوبیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اسطرح سرسید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جسکا ذکر آیندہ صفحات پر درج ہے۔) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

للہ الحمد ہر ان چیز کہ خاطر میخواست۔
آمد آخر ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رعد

آثارُ الصنادید

کا ذکر، حیات جاوید میں

اُس زمانہ مین جبکہ وہ (یعنی سرسید) دلّی مین منصف تھے اُنکو عمارات شہراور نواحِ شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا...... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عماراتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت مین جمع کرکے شائع کرنیکا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیلوں مین عماراتِ بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے، اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتوں کی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسوں عمارتین ٹوٹ پھوٹکر کھنڈر ہو گئی تھین۔ اکثر عمارتوں کے کتبے پڑھے نجاتے تھے۔ بہت سے کتبون سے ضروری حالات معلوم نہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خطوں مین تھے جنسے کوئی واقف نتھا۔ بعض قدیم عمارتوں کے ضروری حصے معدوم ہو گئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رہگئے تھے اُنسے کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ عمارت کیون بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبون مین جن بانیوں کے نام لکھے تھے اُنکا مفصل حال دریافت کرنیکے لیے تاریخوں کی طرف رجوع کرنیکی ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتوں

کی حالت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُنکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتونکے عرض و طول و ارتفاع کی پیمایش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورتِ حال قلمبند کرنی، کتبونکے چربے اُتارنے اور ہر ایک کتبے کو بعینہٖ اُسکے اصلی خط مین دکھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تون مصور سے کھچوانا، اور اسطرح کچھ اوپر سوا سو عمارتونکی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقۃ نہایت دشوار کام تھا۔ سرسید کہتے تھے کہ "قطب صاحب کی لاٹھ کے بعضے کتبے جو زیادہ بلند ہونیکے سبب پڑھے نہ جا سکتے تھے اُنکے پڑھنے کو ایک چھینکا دو بلیونکے بیچ مین ہر ایک کتبے کے محاذی بندھوا لیا جاتا تھا۔ اور مین خود اوپر چڑھکر اور چھینکے مین بیٹھکر ہر کتبے کا چربا اُتارتا تھا۔ جسوقت مین چھینکے مین بیٹھتا تھا تو مولانا صہبائی فرطِ محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوف کے مارے اُنکا رنگ متغیر ہو جاتا تھا"۔ سرسید کی آیندہ ترقیات کی گویا یہ پہلی سیڑھی تھی اور اُنکی یہ حالت بالکل ابو تمام کے اِس شعر کی مصداق تھی

وَيَصْعَدُ حَتّٰى يَظُنَّ الْوَرىٰ ۔۔۔ بِاَنَّ لَہٗ حَاجَۃً فِی السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہین اُسکو آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اسقدر مشکلات کے آثار الصنادید کا پہلا اڈیشن ڈیڑھ برس کے اندر اندر چھپکر طیار ہوگیا۔۔۔ اگرچہ اس اڈیشن کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات باردہ کے سبب آجکل کے مذاق کے موافق بہت پھیکی اور بے مزہ ہوگئی تھی اور اسکے سوا اُسمین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتین رہگئی تھین مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب دیکھکر سرزمین دہلی کی قدیم شان و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھون کے آگے پھر جاتی ہے۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ اور پچھلے باب سے دلی کا آخیر جھمکڑا آنکھونکے روبرو آجاتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ جس شہر مین پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اسقدر اہل اللہ، اہل علم، اور اہل ہنر موجود تھے آج وہان چارونطرف سناٹا نظر آتا ہے۔۔۔۔

الغرض یہ اڈیشن ۱۸۴۷ء مین چھپکر شائع ہوا۔ اُسی زمانہ مین مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ شہر شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ آثار الصنادید کا ساتھ لیگئے۔ اور وہان جاکر اُسکو رائل ایشیاٹک سوسائٹی مین پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اُسکو بہت پسند کیا اور کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بعض ممبرون نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی مین ہوجائے تو بہتر ہی۔ جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو اُنھون نے سرسید کی شرکت سے اُس کا انگریزی مین ترجمہ کرنا چاہا۔ اُسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسرین پہلے اڈیشن مین رہگئی ہین اُنکی درستی اور اصلاح کیجائے۔ چنانچہ اُنھون نے کتاب پر نظر ثانی کرکے اُسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ ترمیم یا اصلاح یا اضافہ اُنھون نے پہلے اڈیشن مین کیا ہی اُسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے دیباچہ مین مندرج ہی۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن مین یہ ہی کہ اسکی عبارت مین بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت سادگی ہی۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبالغون اور تکلفات بارِدہ سے بالکل پاک ہی۔ اس اڈیشن کیلیے سرسید نے نقشے بھی از سرِ نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہین وہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی لائبریری مین محفوظ ہین۔ البتہ چوتھا باب جسمین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ اس اڈیشن مین نہین ہی۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر اڈورڈ طامس ہوئے تھے جو اُسوقت دلی مین سشن جج تھے۔ اُنکو پرانی چیزون کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا اُنھین کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا۔ یہ اڈیشن ۱۸۵۴ء مین چھپکر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر مین تلف ہوگئے ....

مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اُسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہوگئی۔ پھر معلوم نہین کہ وہ ترجمہ پورا ہوا یا نہین۔ اور کسی نے اُسکا ترجمہ انگریزی مین کیا یا نہین۔ لیکن فرانس کے مشہور اورینٹلیسٹ موسیو گارسن دتاسی نے ۱۸۶۱ء مین اُسکا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کرکے مشتہر کیا جسکی ایک جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھکر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۶۴ء مین اول مسٹر رین ہولڈ راسٹ سکرٹری سوسائٹی موصوف کی چٹھی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۴ء سرسید کے نام اس مضمون کی پہونچی کہ "یورپ مین آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور باتفاق رائے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری ممبر مقرر ہوگئے ہین"۔ اسکے بعد جو ڈپلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل مین لکھا جاتا ہے:

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۴ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہر موسٹ اکسلنٹ مجسٹی وکٹوریا آجکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی آنریری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سند مین یہ ڈپلوما اُنکو ارسال کیا جاتا ہے۔

دستخط ایڈورڈ کول بروک پریسیڈنٹ۔

دستخط اِج رالنسن وائرکٹر۔

دستخط رین ہولڈ راسٹ سکرٹری

JANWADUDDAULA ARIF JANG, DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.
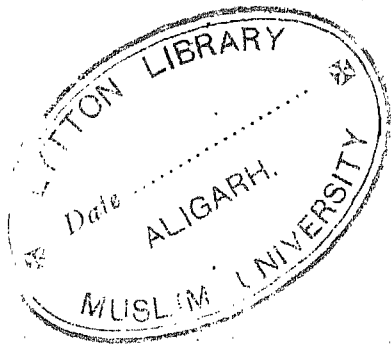
بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ آثار پدید ست صنادید عجم را

سبحان اللہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتین عنایت کی
ہین آنکھ دی ہی کان دیے ہین عقل دی ہی زبان دی ہی کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھالکر
سن سناکر سوچ سمجھ کر کرتا ہی اور ایسی باتین نکالتا ہی جسکو دیکھکر لوگ حیران ششدر
رہجاتے ہین پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہی اور اوسکی تعریف
بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہی سب سے بڑا احسان اللہ صاحب
کا یہ ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا اور سیدھے
رستے پر پونچایا اوس سے بڑا احسان یہ ہی کہ سب سے پیچھے اپنے بندونکی
ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جسکی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا

الٰہی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتون کے
حال پر رحمت کی ہی اوس سے ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کرور در کرور زیادہ تو
اون پر اور اونکی آل و صحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا
سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہ عرض
کرتا ہی کہ ۱۲۶۳ہجری مطابق ۱۸۴۶عیسوی کے مین نے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
حال مین لکھکر چھاپی تھی اوسی زمانے مین جناب مسٹر آرتھر اسٹن ابربس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
اور اوس کتاب کو لیجا کر رویل اشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نے
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونمین سے جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف ڈرکٹرس نے صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہوکر
پھر دہلی مین تشریف لائے تو اونھون نے اس خاکسار کی شرکت سے اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال مین آئی کہ اگر از سر نو یہ کتاب بہت
اچھی طرح سے مرتب کیجائے اور جو خرابیان کہ پہلی کتاب مین ہو گئی ہین وہ
وہ سب درست کی جائین تو بہت اچھی بات ہی الحمد للہ کہ خدائے تعالی نے
اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اوسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتون مین اچھی ہی۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئی عملداریون کا ذکر ہی پہلی کتاب مین نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب مین صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب مین اوس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہی اور علاوہ اوسکے ابتدائے آبادی سے آجتک جسقدر قلعہ اور بنے اور شہر بسے اون سب کا بھی ذکر ہی۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب مین جسقدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب مین لکھے ہین بلکہ بعضے پرانے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہی وہ زیادہ ہی۔

(۴) پہلی کتاب مین دو نقص تھے ایک یہ کہ بعضے پرانے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب مین بعضی جگہہ بیان حالات مین کچھ غلطی ہوگئی تھی اس کتاب مین یہ دونون نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب مین عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تھا ابکی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب مین جو حال بیان کیا گیا تھا اوسکی سند نتھی ابکی کتاب مین جو حال لکھا گیا ہی اکثر اوسکی سند کے لیئے نام اوس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہی۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب مین یہ ہی کہ جسقدر کتبے پرانی عمارتون پر ہین

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب مین مندرج ہین-

اور یہ فہرست ہی اون کتابون کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی-

توریت مقدس- راجاولی- خلاصۃ التواریخ- سلسلۃ الملوک- مہابھارت بھاگوت- آئین اکبری- جغرافیہ- تاج المآثر- تاریخ فرشتہ- توزک جہانگیری اکبرنامہ- پوتھی اندرپرست مہاتم- مرآت آفتاب نما- نزہۃ القلوب- جواہر الحروف لب التواریخ- نہ سپہر- تاریخ ہدایت اللہ خان- تاریخ فیروزشاہی ضیاے برنی- توزک تیموری ابطال ضرورت- خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی- تاریخ شیخ عبدالحق- فتوحات فیروزشاہی- اخبار الاخیار- تاریخ فیروزشاہی- شمس سراج عفیف- ظفرنامہ تیموری شاہجہان نامہ- کتاب ارکیولجیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷- کتاب رویل ایشیاٹک سوسیٹی نمبر ۶- ہفت اقلیم- تاریخ کشمیر- پوتھی ہاے بھاٹ- تقویم البلدان- قصیدۂ ہمزیہ ماثر الامرا- ماثر عالمگیری- زیچ محمد شاہی- مارکنڈے پوران- ابوالفدا

مین کمال شکر ادا کرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر دام اقبالہ اور جناب مستر ارتہر اسٹن رابرٹس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب ان دونون صاحبون کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک ذریعہ ہی افتخار کا اور وسیلہ ہی یادگاری اس گمنام کا-

اور مین نہایت شکر ادا کرتا ہون جناب مستر ایڈورڈ تہامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے سلیے اسکا فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب

دلی کی عملداریون کے مختصر حالات مین

حدیث از مطرب ومی گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو بسیرو پا بیان کرتے ہین اور اسی سبب سے اونکے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلۂ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہی مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہین کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہی کہ جسطرح بعد طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسیطرح ہندوستان بھی بسا۔

(۲) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال قبل ولادت حضرت مسیح کے تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی مین بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے اونکے جو کشتی مین تھے عالم مین زندہ نہین رہا۔

پیدایش باب ۷ ورس ۶

(۳) اگرچہ اب کے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک خود اونکے پُرانون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہی کیونکہ اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ مچھ اوتار کے وقت مین تمام عالم مین طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤن نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمین بیٹھے اور جن جن چیزون کو صدمہ طوفان سے اسکو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی مین بیٹھائی گئین۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہی اور جس طوفان کا کتاب مقدس مین ذکر ہی اوسی طوفان کا یہ حال ہی الا ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار مین بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے مین ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا اونکو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہی مبالغے کو اوسمین دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے مین کچھ فرق ہوگیا ہی اور نیز پانی کی مناسبت سے مچھ اوتار کا ذکر کردیا ہی ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہی کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہی۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ یہ چارون جُگ جو ہندوؤن مین مشہور ہین چارون کے چارون آفرینش عالم کے بعد کے ہین اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ بعد پیدایش فلج یعنے دو ہزار دو سو سینتالیس

پیدایش باب ۱۱ ورس ۱۶

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے
اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مسا سے ظفار اور پورب کے پہاڑ
تک آباد ہوئی اور اونھین سے قومین زمین پر پھیل گئین۔

(۷) معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہی کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان
مین آئے اور ہندوستان کو انھون نے آباد کیا۔

[۱] تاریخ ابوالفدا

(۸) سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہدورام ابن یاقطان ابن
فلج ابن عیبر ابن سلح ابن ارفکسد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول
ہندوستان مین آیا جسکے نام سے ابتک ہندوستان کا ملک مشہور ہی بعضی کتابون
مین سہو سے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہی۔

[۲] پیدایش باب ۱۰ ورس ۲

[۳] تاریخ فرشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بیخبر ہوگئی
تو اونھین سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے
کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین یا شاعرون نے بسبب مبالغے کے اونکے باپ دادا کو
چاند اور سورج بنادیا اور اونھون نے سچ سمجھا چنانچہ اونھون نے اپنے
کرسی نامے مین چاند اور سورج کو بجای اصلی باپ کے داخل کرکر اپنے تئین
سورج بنسی اور چندر بنسی ملقب کیا۔

[۴] تاریخ فرشتہ

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنگ دکھن نہروال اور نہروال کے تین
بیٹے ہوئے بھروچ دکنا یچ مال راج اور دکھن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

کنہر تلنگ اسیطرح بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور راجودھیا مین پہلے پہل انھون نے راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک سجوارٹون پر منقسم ہو کر ہر ایک خطے کا جدا جدا راجہ قرار پایا اور اوسی زمانے مین قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر نے مخالفت کر کر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کے نام سے مشہور ہے اور بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیسر کے قریب کورچھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہے اور راجہ جدہشٹر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہے۔

راجۂ دلی
خلاصۃ التواریخ
سلسلۃ الملوک
مہابھارت
بھاگوت

(۱۲) فارسی تاریخون اور ہندی پوتھیون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہے کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہے۔

(۱۳) خود پرانون سے ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس قبل جلوس راجہ نند راجہ مگدھ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہے کہ راجہ نند چار سو برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اوسی زمانے

ہین راجہ جدہشٹر مسند نشین ہوا اور اوسنے اندرپت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جدہشٹر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذرے ہین اس باب مین درج کرتے ہین اور جو زمانہ بڑھتی کہ ہمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون بموجب لکھا تھا اس فہرست مین سے کم کرتے ہین

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہو جائے

فہرست فرمان روایان دار الملک اندرپت و دہلی از ابتدای راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ع مطابق ۱۲۶۸ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈ	۱۴۵۰	ہستناپور	۳۶ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمانچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پریچہت	ابہمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈ	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے مسند پر بیٹھا اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریچہت	۱۳۸۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سہنرانیک عرف راجہ ادہیمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی دہج عرف راجہ مہاجی	راجہ ادہیمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۸	نمی عرف راجہ دشٹان	اسین کرشن	۱۲۱۲	اول ہستناپور بعدہٗ کنارہ گوشتی ندی و بعدہٗ اندرپت	۳۵ سال	گنگا کے چڑھاؤ سے ہستناپور بہ گیا اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن مین گوشتی ندی کے کنارے شہر بسانا چاہا اور پھر اندرپت مین چلا آیا
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشٹان	۱۱۷۷	اندرپت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چیتر رتھ عرف سورسین	اوگرسین	۱۱۴۱	اندرپت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سورسین	۱۱۰۵	اندرپت	۳۲ سال	
۱۲	برشتمان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندرپت	۳۱ سال	
۱۳	سوسین عرف راجہ برجھل	رسمی	۱۰۴۲	اندرپت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سونتھ عرف سکھپال	راجہ برجھل	۱۰۱۵	اندرپت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ نرچاک شو عرف نرہردیو	راجہ سکھپال	۹۸۷	اندرپت	۲۳ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی تل عرف سورج رتھ	نرہر دیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	پرمیلو عرف راجہ بھوپت	سورج رتھ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھاوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۳ سال	اسی راجہ کا نام دھاوا ابھی ہم سنتے جاتے ہین جسکی بنائی ہوئی لوہے کی لاٹھ ہہ
۲۰	نرپ انجی عرف شرون پتر	میدھاوی	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دور بہہ عرف کھیکم	شرون چتر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ بھیمی عرف بدارتھ	راجہ کھیکم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرف راجہ سوان	راجہ بدارتھ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اونی پال	راجہ دسوان	۷۸۷	اندرپت	۲۰ سال	
۲۵	ششتانیک عرف ابھی دھر	اونی پال	۷۶۷	اندرپت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن عرف ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	نہی تر عرف دربل رائے	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ نہی عرف کھیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	کشتی تک عرف راجہ کھین	کھیم پال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال ۸۰۷	بسراوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراوہ	۰	۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراوہ	۶۳۶	اندرپت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
٣٣	راجہ بیرساہ	سعج سین	٦١٧	اندرپت	٢٤ سال	
٣٤	راجہ انیک ساہ یا رب سین	بیرساہ	٥٩٣	اندرپت	٢٢ سال	
٣٥	راجہ ہرجیت یا پترسال	راجہ انیک ساہ	٥٧١	اندرپت	١٦ سال	
٣٦	راجہ دربہہ	راجہ ہرجیت	٥٥٥	اندرپت	٣٠ سال	
٣٧	راجہ سدھی پال	راجہ دربہہ	٥٣٥	اندرپت	١٣ سال	
٣٨	راجہ برست	راجہ سدھی پال	٥٢٢	اندرپت	١٩ سال	
٣٩	راجہ سنجی	راجہ برت	٥٠٣	اندرپت	١٦ سال	
٤٠	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	٤٨٧	اندرپت	١٣ سال	
٤١	امین پال	راجہ امرجودہ	٤٧٤	اندرپت	١٢ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندرپت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندرپت	۱۲ سال	
۴۴	راجہ بدھمل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندرپت	۱۵ سال ۲۰ ہ	بیرباہ وزیر نے اس راجہ کو مارا اور آپ گدہی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیرباہ		۴۱۳	اندرپت	۱۳ سال ۲۰ ہ	
۴۶	مرارسنگہ	بیرباہ	۳۹۶	اندرپت	۱۴ سال	
۴۷	ستشرکن	مرارسنگہ	۳۸۲	اندرپت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یا دھن پت	شترکن	۳۷۱	اندرپت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندرپت	۱۹ سال	
۵۰	سروپ دت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	۱۴ سال	شاید اس راجہ کیوقت مین راجہ ہلوالی قنوج کے نام سے اندرپت مین شہر بسا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۵۱	متر سین	سروپ دت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھوان	راجہ متر سین	۳۱۴	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ پال سنگھ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگھ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	راجہ شتر مرون	راجہ کلمنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شتر مرون	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ پریچھت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیر سین	راجہ پریچھت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۶۰	راجہ اودیپت	راجہ بیرسین	۲۱۰	دہلی	۱۳ سال ۵ ۲۱۶	دھرنی دہر وزیر نے اس راجہ کو مار ڈالا اور آپ گدی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرنی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرنی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کٹک	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کٹک	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیرناتھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون راج	بیرناتھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ اننگ پال	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	[illegible]	[illegible]	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ انند جاگ	۳۶	دہلی	۱۲ سال سنہ ۱۷۴	راجہ بھگونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
۷۰	راجہ بھگونت گوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۳ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندہرپ سین	سمت ۱۱۲ بکرماجیت	اوجین	۹۳ سال	جبکہ یہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی سند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	سمت ۱۳۵ سنہ ۷۸ ع	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ ع	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۸۶ سنہ ۱۲۹ ع	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۷ سنہ ۱۵۰ ع	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ سنہ ۱۶۴ ع	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ سنہ ۱۸۳ ع	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سالِ جلوس	دارالسلطنت	مدتِ سلطنت	حالات
۷۸	مکھ پال	گوبند پال	سمت ۲۵۸ سنہ ۲۰۱ء	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	ہرچند پال	مکھ پال	سمت ۲۸۰ سنہ ۲۲۳ء	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچند پال	سمت ۲۹۳ سنہ ۲۳۶ء	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	ہر پال	مہی پال	سمت ۳۰۸ سنہ ۲۵۱ء	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہر پال	سمت ۳۲۲ سنہ ۲۶۵ء	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ سنہ ۲۸۳ء	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا بھیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۵ سنہ ۲۹۸ء	دہلی	۱۲ سال ۵ ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑ کر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	.	سمت ۳۶۷ سنہ ۳۱۰ء	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ سنہ ۳۱۲ء	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	پایۂ سلطنت	مدت سلطنت	حالات
۸۷	کانچند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ سنہ ۳۲۵ع	دہلی	ایک سال	
۸۸	رام چندر	کانچند	سمت ۳۸۳ سنہ ۳۲۶ع	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چندر	سمت ۳۹۴ سنہ ۳۳۷ع	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۴۰۹ سنہ ۳۵۲ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ سنہ ۳۶۸ع	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہرچند	بھیم چند	سمت ۴۳۷ سنہ ۳۸۰ع	دہلی	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہرچند	سمت ۴۳۸ سنہ ۳۸۱ع	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجۂ گوبند چند	سمت ۴۵۱ سنہ ۳۹۴ع	دہلی	ایک سال ۴۵	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہر پریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہر پریم		سمت ۴۵۲ سنہ ۳۹۵ع	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۴۶۰ سنہ ۴۰۳ع	دہلی	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ سنہ ۴۲۳ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۸	مہا پاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ سنہ ۴۳۹ع	دہلی	۷ سال ۱۵ سال	راجہ ریاست چھوڑ کر فقیر ہوگیا یہ خبر سنکر راجہ دہی سین بنگالے کے راجہ نے دلی پر قبضہ کرلیا
۹۹	دہی سین	۰	سمت ۵۰۳ سنہ ۴۴۶ع	دہلی	۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ سنہ ۴۶۴ع	دہلی	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ سنہ ۴۷۶ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ سنہ ۴۹۱ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سمت ۵۶۳ سنہ ۵۰۶ع	دہلی	۶ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بھیم سین	سور سین	سمت ۵۶۹ سنہ ۵۱۲ء	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	سمت ۵۷۴ سنہ ۵۱۷ء	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سمت ۵۷۹ سنہ ۵۲۲ء	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	کہن سین	ہر سین	سمت ۵۸۸ سنہ ۵۳۱ء	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کہن سین	سمت ۵۹۰ سنہ ۵۳۳ء	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	دامودر سین	نرائن سین	سمت ۶۱۷ سنہ ۵۶۰ء	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیون نے ایک سو پچیس برس حکومت کی آخرکار ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کوہستان کے راجہ سے سازش کر کر دلی مین بلالیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہی	۰	سمت ۶۲۸ سنہ ۵۷۱ء	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمت ۶۴۵ سنہ ۵۸۸ء	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ سنہ ۶۰۲ع	دہلی	۹ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ سنہ ۶۱۱ع	دہلی	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ سنہ ۶۵۶ع سنہ ۳۷ھ	دہلی	۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمت ۷۲۶ سنہ ۶۶۹ع سنہ ۵۰ھ	دہلی	۷ سال ۱۰۵	چھ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی اخیر کو انیکپال تنور نے دلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیکپال تنور	اوکرسین	سمت ۷۳۳ سنہ ۶۷۶ع سنہ ۵۷ھ	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	سمت ۷۵۱ سنہ ۶۹۴ع سنہ ۷۵ھ	دہلی	۱۹ سال ۱ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	سمت ۷۷۰ سنہ ۷۱۳ع سنہ ۹۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	سمت ۷۹۲ سنہ ۷۳۵ع سنہ ۱۱۷ھ	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ سنہ ۷۵۴ع سنہ ۱۳۷ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۸۳۲ سنہ ۷۷۵ع سنہ ۱۵۹ھ	دہلی	۱۴ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودے راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ سنہ ۷۸۹ع سنہ ۱۷۳ھ	دہلی	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	سمت ۸۷۲ سنہ ۸۱۶ع سنہ ۲۰۱ھ	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بچھراج	سمت ۸۹۴ سنہ ۸۳۷ع سنہ ۲۲۳ھ	دہلی	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمت ۹۱۶ سنہ ۸۵۹ع سنہ ۲۴۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ سنہ ۸۸۱ع سنہ ۲۶۸ھ	دہلی	۲ سال ۴ ۲۱ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ سنہ ۸۸۳ع سنہ ۲۷۰ھ	دہلی	۱۸ سال ۳ شہر ۱۵ یوم	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمت ۹۵۸ سنہ ۹۰۱ع سنہ ۲۸۹ھ	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمت ۹۸۳ سنہ ۹۲۶ع سنہ ۳۱۴ھ	دہلی	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ سنہ ۹۴۳ع سنہ ۳۳۲ھ	دہلی	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	سمت ۱۰۲۹ سنہ ۹۷۲ع سنہ ۳۶۲ھ	دہلی	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۹ سنہ ۱۰۰۲ع سنہ ۳۹۳ھ	دہلی	۲۴ سال ایک شہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ سنہ ۱۰۲۶ع سنہ ۴۱۷ھ	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکرپال	مہی پال	سمت ۱۱۰۸ سنہ ۱۰۵۱ع سنہ ۴۴۳ھ	دہلی	۲۱ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	سمت ۱۱۲۹ سنہ ۱۰۷۲ع سنہ ۴۶۵ھ	دہلی	۲۲ سال ۲ شہر ۱۶ یوم ۴۱۹ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	بیس آدمیوں نے چار سو انیس سال سات مہینے اٹھائیس دن حکومت کی آخر کو بیلدیو چوہان نے فتح پائی

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بیلدیو	انیلدیو	سمت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ع سنہ ۴۹۵ھ	دہلی	سال ۶ ایک شہر ۳ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بیلدیو	سمت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ع سنہ ۴۹۹ھ	دہلی	سال ۵ ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کھرپال	امرکنکو	سمت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ع سنہ ۵۰۰ھ	دہلی	سال ۲۰ ایک شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کھرپال	سمت ۱۱۸۳ سنہ ۱۱۲۶ع سنہ ۵۲۰ھ	دہلی	سال ۷ ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۳ع سنہ ۵۲۸ھ	دہلی	سال ۴ ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ سنہ ۱۱۳۸ع سنہ ۵۳۳ھ	دہلی	سال ۳ ایک شہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتھی راج عرف رائی پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ع سنہ ۵۳۶ھ	اجمیر و دہلی	سال ۴۹ ۵ شہر ۱ یوم ۹ سال ۵ شہر	۲۶ بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اوسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی تاریخ سے دلی کے بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت کلی	سال وفات
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابو المظفر سلطان معز الدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	+	سنہ ۵۸۷ھ سنہ ۱۱۹۱ع سنہ ۱۲۴۸ بکرماجیت	محل فتح موضع نراین عرف تلاوری کنار آب سرستی	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	+	روز سہ شنبہ ہجدہم ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ھ سنہ ۱۲۰۵ع	لاہور	دہلی قلعہ راے پتھورا	۴ سال چند ماہ	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ع
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعہ راے پتھورا	چند ماہ	۰
۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	سفید قصر واقع قلعہ راے پتھورا	دہلی	۲۶ سال	بستم شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	+	روز سہ شنبہ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع	قلعہ راے پتھورا	دہلی	۶ ماہ ۲۸ یوم	سنہ ۶۳۵ھ سنہ ۱۲۳۷ع
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	+	سنہ ۶۳۴ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعہ راے پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	پچیسویں ربیع الاول سنہ ۶۳۸ھ سنہ ۱۲۴۰ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	غزنین اپنی بیٹی کے مقبرے مین	لاہور سے غزنین جاتے ہوئے رتھک کے مقام مین کھکرون نے مار ڈالا اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کیطرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا اور اوسنے بہت فتحت بہم پونہچائی تھی اسواسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی اور خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا۔
	لاہور	لاہور مین وقت چوگان بازی کے گھوڑے سے گرکر مر گیا امرا نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بیٹھایا۔
		امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داود دیلمی نے اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التمش کو جو داماد اونکا حاکم تھا دلی مین بلالیا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا
	قلعہ رای پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مر گیا
	ملک پور	ملک اعز الدین حاکم ملتان کی تنبیہ کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا اوسکے پیچھے امرا نے سلطان رضیہ کو تخت پر بیٹھایا بادشاہ یہ خبر سنکر دلی مین آیا اور کیلوکھڑی کے میدان مین لڑائی ہوئی اسی لڑائی مین پکڑا گیا اور قید مین مر گیا
	شاہجہان آباد محلہ بلبلی خانہ گذر ترکمان	جبکہ ملک التونیہ بھٹنڈہ کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی اسوقت امرا نے مخالفت کرکر سلطان رضیہ کو قلعہ بھٹنڈہ مین قید کیا اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بیٹھادیا بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کو ماری گئی۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۹	معزالدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	ترک		روز سہ شنبہ بست و ہشتم رمضان سنہ ۶۳۷ھ سنہ ۱۲۳۹ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع
۱۵۰	سلطان علاءالدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک		ذیقعدہ سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۴ سال یک ماہ یک یوم	سنہ ۶۴۴ھ سنہ ۱۲۴۶ع
۱۵۱	سلطان ناصرالدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک		ذی حجہ سنہ ۶۴۳ھ سنہ ۱۲۴۵ع	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۰ سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۵ع
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین بلبن	غلام شمس الدین التمش	ترک	سنہ ۶۰۵ ہجری سنہ ۱۲۰۸ع	جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۵ع	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	سنہ ۶۸۶ھ سنہ ۱۲۸۷ع
۱۵۳	معزالدین کیقباد کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین	ناصرالدین بغراخان بن غیاث الدین بلبن	ترک	سنہ ۶۶۷ھ سنہ ۱۲۶۸ع	سنہ ۶۸۶ھ سنہ ۱۲۸۷ع محرم سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع	قلعہ رائے پتھورا	قصر دہلی کیلوکھری	۳ سال چند ماہ	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	ملک پور	نظام الملک مہذب الدین اور امرا نے مخالفت کرکے بادشاہ کو دلی مین محصور کیا اور تین مہینے تک ہر روز لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑکر مار ڈالا اور ملک معزالدین بلبن امیرالامرا تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئے اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا
		اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئے اور سلطان ناصرالدین کو بہرائچ سے بلاکر بادشاہ کیا اور ۲۴ محرم ۶۴۴ھ مطابق ۱۲۴۶ عیسوی علاءالدین کو قید کرلیا کہ اوسی زمانے مین قید مین مرگیا۔
	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرا نے الغ خان کو بادشاہ کرلیا
۸۰ سال	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور ملک فخرالدین کوتوال اور امرا نے آپس مین صلاح کرکر معزالدین کیقباد کو بادشاہ کیا
۲۰ سال		بادشاہ کو فالج ہوگیا اس سبب سے امرا نے کیومرث اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا مگر امرا خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادر پور مین پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لاتون سے مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ آدمیون نے ترکون سے جو سلاطین غوریہ کے غلامون سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیہ مین چلی گئی۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	سنہ ۶۱۸ھ سنہ ۱۲۲۱ع	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع	کیلو کھری	دہلی	۶ سال چند ماہ	سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ع
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی		رمضان سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ع	کوشک سبز	دہلی	۴ ماہ	
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی		بست و دوم ذی الحجہ سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ع	قلعہ سرائے پتھورا	دہلی قلعۂ سیری	۱۹ سال چند ماہ	شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ع
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	سنہ ۷۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ع	ہفتم شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ع	قلعہ علائی	دہلی	۳ ماہ چند یوم	
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی		محرم سنہ ۷۱۶ھ سنہ ۱۳۱۶ع	قلعہ علائی	دہلی	۵ سال ایک ماہ ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان		پروار		ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع	قلعۂ علائی قصر ہزار ستون	دہلی	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ رجب سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۷ سال		ملک علاءالدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اوترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا جب یہ خبر دلی مین پونہچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		سلطان علاءالدین سے لڑ کر بھاگ گیا اور سلطان علاءالدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
	قلعہ کے آگے پیچھے عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا امرا نے باہم صلاح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
		مبارک خان نے ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
		جاہر بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹھا
		غازی الملک تغلقشاہ دیپالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارے پر نکلا اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوئی اور خسرو خان بھاگ کر تلپت مین چھپا آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلقشاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ	ملک تغلق	ترک		غرۂ شعبان سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ء	قلعۂ علائی	قلعۂ دہلی تغلق آباد	سال ۴ چند ماہ	ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ء
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاہ	غیاث الدین تغلقشاہ	ترک		ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	دہلی بعدہ دولت آباد و بازو دہلی	۲۷ سال	بست و یکم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب برادر خرد تغلقشاہ	ترک	سنہ ۶۹۹ھ سنہ ۱۲۹۸ء	بست و سوم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء	سبھوان	شہر دہلی فیروز آباد	سال ۳۸ ۷ ماہ ۲ یوم	سیزدہم رمضان سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ء
	غیاث الدین محمد	تغلقشاہ			سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء				
	شاہزادہ فتح خان	فیروز شاہ			سنہ ۷۶۰ھ سنہ ۱۳۵۹ء				
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ		سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۲ء	سنہ ۷۸۹ھ سنہ ۱۳۸۷ء				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	ترک		سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۵ ماہ ۸ یوم	بست و یکم صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ء
۱۶۴	ابوبکر شاہ	ظفر خان بن فیروز شاہ	ترک	٠	صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	یک سال ۶ ماہ چند یوم	بستم ذیحجہ سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ء

مدت عمر	مدفن	حالات
	تغلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب افغانپور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کھانا کھارہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مرگیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا
	تغلق آباد	سفر ٹھٹھ مین بیمار ہوکر ٹھٹھ سے چودہ کوس ورے رود سندھ کے کنارے پر مرگیا
۹۱ سال	حوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروزشاہ نے اوٹھادیا بعد چند مدت کے فیروزشاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کردیا اور جب وہ مرگیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوہ سرمور کیطرف بھگادیا اور تغلقشاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصے مین فیروزشاہ مرگیا اور تغلقشاہ مستقل بادشاہ رہا
		ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مارڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ نے امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات مین چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائیون کے ابوبکر شاہ کو پکڑکر قلعہ میرٹھ مین قید کیا کہ وہین مرگیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۶۵	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ	ترک	روز دوشنبہ سوم جمادی الاولی سنہ ۷۵۳ھ سنہ ۱۳۵۲ع	نوزدہم رمضان سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ع	فیروز آباد	دہلی	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	ہفدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ع
۱۶۶	علاء الدین سکندر شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		نوزدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ع	فیروز آباد	دہلی	یک ماہ چند یوم	ربیع الثانی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ع
	ناصر الدین محمود شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		جمادی الاولی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ع	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ سنہ ۸۱۵ھ سنہ ۱۴۱۲ع
۱۶۷	ناصر الدین نصرت شاہ	شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ			سنہ ۷۹۷ھ سنہ ۱۳۹۴ع سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۸ع	شہر فیروز آباد			
	اقبال خان عرف ملو		پٹھان		سنہ ۸۰۰ھ سنہ ۱۳۹۷ع سنہ ۸۰۲ھ سنہ ۱۳۹۹ع	کوشک سیری			
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائی	شب سہ شنبہ بست و پنجم شعبان سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۱۳۳۶ع	جمادی الاولی سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۸ع	شہر فیروز آباد	سمرقند	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفدہم شعبان سنہ ۸۰۷ھ سنہ ۱۴۰۵ع
۱۶۸	دولت خان	.	لودھی		محرم سنہ ۸۱۶ھ سنہ ۱۴۱۳ع	کوشک سیری	دہلی	یک سال ۲ ماہ چند یوم	سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ع
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید		پانزدہم ربیع الاول سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ع	کوشک سیری	دہلی	۷ سال دو ماہ دو یوم	ہفدہم جمادی الاولی سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۳ سال	خاص حوض	بیمار ہوکر جالیسر مین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
	خاص حوض	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو رہی کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھا دیا تھا اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر آگیا اور اسی میان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا امرا نے دولت خان کو بادشاہ کیا
۷۱ سال ۱۱ ماہ ۳۰ یوم	سمرقند	
		خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شک سیری مین محصور ہوا آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا اور اوسنے فیروزآباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
	دہلی	اٹاوے مین بیمار ہوکر دلی مین آیا اور مرگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	مقام جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۰	معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید		ہفتدہم جمادی الاولی سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ع	کوشک سیری	دہلی	۱۳ سال یک ماہ چند یوم	نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۴ع
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید		نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۴ع	کوشک سیری	دہلی	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع
۱۷۲	سلطان علاء الدین عالم شاہ	محمد شاہ	سید		سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	کوشک سیری	دہلی	۶ سال چند ماہ	سنہ ۸۸۳ھ سنہ ۱۴۷۸ع
۱۷۳	سلطان بہلول لودھے	ملک کالا	لودھے		ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۸۵۵ھ سنہ ۱۴۵۱ع	کوشک سیری	دہلی	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ع
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودھے		سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ع	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ آگرہ	۲۸ سال پنج ماہ	روز یکشنبہ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ع
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودھے		ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ع	آگرہ	آگرہ	۸ سال چند ماہ	ہشتم رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع
۱۷۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ میرزا	چغتائے	سنہ ۸۸۸ھ سنہ ۱۴۸۳ع	رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع	دہلی	آگرہ	۴ سال چند ماہ	روز دوشنبہ ششم جمادی الاولی سنہ ۹۳۷ھ سنہ ۱۵۳۰ع
۱۷۷	نصیر الدین ہمایوں بادشاہ مرتبہ اول	بابر بادشاہ	چغتائے	ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ سنہ ۱۵۰۸ع	جمادی الاولی سنہ ۹۳۷ھ سنہ ۱۵۳۰ع	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	۱۱ سال پنج ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	دہلی مبارک پور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد جمنا میں اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بیٹھایا
	دہلی متصل مقبرہ صفدر جنگ درسواد موضع خیر پور	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
		بادشاہ بداؤن مین جا پڑا اور ملک بہلول لودی دلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا
	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہو کر مر گیا اور خانخانان نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بیٹھایا
	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندؤن نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	مقام جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب بہ شیر شاہ	حسن	سور پٹھان	رجب سنہ ۸۷۷ھ سنہ ۱۴۷۲ع	سنہ ۹۴۷ھ سنہ ۱۵۴۰ع	آگرہ	دہلی	۵ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	دوازدہم ربیع الاول سنہ ۹۵۲ھ سنہ ۱۵۴۵ع
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	سور پٹھان	صفر سنہ ۹۰۲ھ سنہ ۱۴۹۶ع	پانزدہم ربیع الاول سنہ ۹۵۲ھ سنہ ۱۵۴۵ع	قلعہ کالنجر	دہلی	۸ سال ۲ ماہ ۱۰ یوم	بست و پنجم جمادی الثانی سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۲ع
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	سور پٹھان	ربیع الثانی سنہ ۹۴۸ھ سنہ ۱۵۴۱ع	بست و ششم جمادی الاولی سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نہم جمادی الاولی سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۲ع
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	سور پٹھان	شعبان سنہ ۹۱۱ھ سنہ ۱۵۰۵ع	بست و نہم جمادی الاولی سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماہ ۷ یوم	
۱۸۲	سلطان ابراہیم	۰	سور پٹھان	سنہ ۹۰۳ھ سنہ ۱۴۹۷ع	ششم جمادی الاولی سنہ ۹۶۲ھ سنہ ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	۲ ماہ ۳ یوم	سنہ ۹۷۵ھ سنہ ۱۵۶۷ع
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	سور پٹھان	ربیع الاول سنہ ۹۱۱ھ سنہ ۱۵۰۵ع	نہم رجب سنہ ۹۶۲ھ سنہ ۱۵۵۴ع	فرح	دہلی	دو ماہ	۰
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ مرتبہ دوم	بابر بادشاہ	چغتائی	شب شنبہ چہاردہم ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ سنہ ۱۵۰۸ع	رمضان سنہ ۹۶۲ھ سنہ ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	۶ ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۷ سال ۸ ماہ چندیوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین باروت سے جلکر مرگیا
۵۸ سال ۳ ماہ چندیوم		بیمار ہوکر مرگیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
سال ۱۲ چندیوم		مبارز خان لڑکے ماموں نے مارڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
		ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال		احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی
		ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالے کیطرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ سے اوترتے وقت گرپڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	مقام جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائے	شب یکشنبہ پنجم رجب سنہ ۹۴۹ھ سنہ ۱۵۴۲ع	دوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع	کلانور	آگرہ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہارشنبہ سیزدہم جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع
۱۸۶	ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائے	روز چہارشنبہ ہفدہم ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ سنہ ۱۵۶۹ع	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع	آگرہ	آگرہ	۲۲ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	بست و ہفتم صفر سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع
۱۸۷	میرزا ابلاقی المخاطب بسلطان داور بخش	شاہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائے	ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۹ھ سنہ ۱۶۱۰ع	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع	راجپوری	آگرہ	۲ ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائے	شب پنجشنبہ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ سنہ ۱۵۹۱ع	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۷ع	لاہور	آگرہ بعدہٗ شاہجہان آباد	۳۲ سال چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب سنہ ۱۰۷۶ھ سنہ ۱۶۶۵ع
۱۸۹	ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہ جہان	چغتائے	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ سنہ ۱۶۱۸ع	روز جمعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ سنہ ۱۶۵۷ع	اعزآباد متصل سرہند	دہلی	۵۰ سال ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ششم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ع
۱۹۰	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	چغتائے	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ھ سنہ ۱۶۴۳ع	غرۂ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۶ع	لاہور	دہلی	۵ سال ایک ماہ ۲۱ یوم	بست و یکم محرم سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ع
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ع	احمدنگر			سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۵ع

مدت عیش	مدفن	حالات
۶۴ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم	اکبرآباد بمقام بہشت آباد معروف بسکندرہ	بیمار ہوکر مر گیا۔
۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مر گیا امرا نے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہِ جہان کو بلا لیا۔
۲۶ سال		جب کہ شاہجہان لاہور مین پونہچا آصف خان نے اس بیچارے کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۷۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔
۹۰ سال ۱۷ یوم	اورنگ آباد	بیمار ہوکر مر گیا محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلّی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیون سے لڑ کر فتحیاب ہوا۔
۷۲ سال ۶ ماہ	دہلی قطب صاحب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجو مضاف صوبۂ اکبرآباد مین اپنے بھائی سے لڑ کر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مر گیا اور اوسکے بیٹون مین بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معزالدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	مقام جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال انتقال
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان ۱۰۷۲ھ ۱۶۶۱ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء
	عظیم الشان					بنگالہ			
	رفیع الشان					شاہجہان آباد			
	خجستہ اختر جہان شاہ					شاہجہان آباد			
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	روز پنجشنبہ [illegible] ۱۰۹۵ھ ۱۶۸۳ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء و جلوس ثانی ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	ہشتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء
۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	ہفتم جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء	نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر [illegible]	بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۸ یوم	ہفدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء
	سلطان نیکو سیر					آگرہ			
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	بست و ششم ربیع الاول ۱۱۱۴ھ ۱۷۰۲ء	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			۱۱۳۲ھ ۱۷۱۹ء				
	نادر شاہ				۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ء				
۱۹۶	مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز سہ شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی ۱۱۳۸ھ ۱۷۲۵ء	دوم جمادی الاولیٰ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم شوال ۱۱۸۹ھ ۱۷۷۴ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعۂ دہلی مین مارا گیا۔
۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	بیمار ہوکر مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبر آباد مین ہزارے سترسین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	بیماری سے مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ مغلوب ہوا
۴۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہوکر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرۂ ہمایون	عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔

حالات	مدفن	مدت عمر
عماد الملک کے کہنے سے تالح یاس خان اور مہدی قلی خان نے مار ڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔	دہلی مقبرۂ ہمایون	۷۳ سال چندماہ
بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہوگیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عملداری ہونیکے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا	دہلی قطب صاحب	۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم
اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت وچتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔	قلعۂ وترا دہلی قطب صاحب	۸۲ سال ۳۲ سال ۱۰ ماہ ۱۲ یوم
	قلعۂ وترا	۶۸ سال
چونکہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکوحہ صحیحہ سے نہ تھا اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکہ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھین تخت پر بیٹھین۔	قلعۂ وترا	۷۲ سال

فہرست دوسری باب آثار الصنادید کی جسمین دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بیان ہی

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۱	اندرپت	جدہشٹر	۰	تخمیناً [illegible] سال قبل حضرت مسیح		۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	تخمیناً سال [illegible] قبل حضرت مسیح		۷
۳	پرانا قلعہ یا دین پناہ یا شیر گڈہ	انکپال تنور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷	اور سنہ ۹۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۳ع کے ہمایون بادشاہ نے اس قلعہ کی از سر نو مرمت کر کر دین پناہ نام رکھا اور شیر شاہ نے بھی اسکی مرمت کی اور شیر گڈہ نام رکھا	۹
۴	قلعہ راے پتھورا	رای پتھورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	اسی قلعے کے غربی دروازے کا نام غزنین دروازہ تھا	۱۲
	قصر سفید	قطب الدین ایبک	سنہ ۶۰۲	سنہ ۱۲۰۵	راے پتھورا کے قلعے مین یہ محل بنایا تھا	۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۴	سنہ ۱۲۶۵	ان سنون سے چند سال پہلے یہ قلعہ بنا کیونکہ یہ سن تو بادشاہ ہونیکے ہین اور یہ کوشک چند سال پیشتر بادشاہ ہونیسے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرزغن یا غیاث پور	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۶	سنہ ۱۲۶۷	اسی قلعے کی زمین مین حضرت نظام الدین کی درگاہ ہی	۱۵
۷	کیلوکھڑی یا قصر معزی	معز الدین کیقباد	سنہ ۶۸۵	سنہ ۱۲۸۶	ہمایون کا مقبرہ اسی قلعے کی زمین مین ہی	۱۶

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	جلال الدین فیروز خلجی	سنہ ۶۸۸	سنہ ۱۲۸۹		۱۶
	کوشک سبز	جلال الدین فیروز خلجی	سنہ ۶۸۸	سنہ ۱۲۸۹	کوشک لعل میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری	علاء الدین خلجی	سنہ ۷۰۳	سنہ ۱۳۰۳		۱۷
	قصر ہزار ستون	علاء الدین خلجی	سنہ ۷۰۳	سنہ ۱۳۰۳	کوشک سیری میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تغلق آباد	تغلق شاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱		۱۹
۱۱	عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷		۲۰
۱۲	جہان پناہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷	دہلی علائی اور دہلی کہنہ یعنی قلعہ رائے پتھورا کو ملادیا	۲۲
	کوشک بجے منڈل یا بدیع منزل	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷	جہان پناہ کی فصیل کا ایک برج ہے	۲۲
۱۳	کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۲۳
	شہر فیروز آباد	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	اسی کوٹلہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۲۵

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	سنہ ۸۲۱	سنہ ۱۴۱۸		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱	اس شہر کا کابلی دروازہ ابتک جیلخانے کے پاس موجود ہے	۲۷
۱۸	سلیم گڈھ یا نور گڈھ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۳	سنہ ۱۵۴۶	نور الدین جہانگیر کیوقت مین پل اسکے سامنے بنا اور اوسی وقت سے نور گڈہ اسکا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	سنہ ۱۰۴۸	سنہ ۱۶۳۸	اس قلعے کے بنانے مین یورپ علے الخصوص اٹالین بھی شریک تھے اس قلعے مین شاہجہان کے بنائے ہوئے یہ کانات ابتک موجود ہین دلی دروازہ لاہوری دروازہ مع چھتہ نقار خانہ یا نوبت یا ہتیا پول دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل امتیاز محل یا رنگ محل و تصویر پچکاری سنگین ارفیوس کلا ونت موافق مرقع رفیل مصوّر بیٹھک مع ثمن برج اسد برج شاہ محل یا دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون بھادون. شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر شاہجہان آباد مع حال بازار یا فیض بازار و فیض نہر	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۸	سنہ ۱۶۴۸	اسی قلعے کا یہ شہر ہی جو ابتک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵۰

دوسرا باب

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کے بیان مین

بیا و نقش عمارات شہریاران بین　　کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست و شکست

یونانی حکیمون نے تمام روے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہین اور ہر ایک ٹکڑے کا نام اقلیم رکھا ہی ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہی اور قطب شمالی کی جانب منتہی[1] یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم مین ہی طول اسکا جزائر خالدات سے ایک سو چودہ درجے اور اڑتیس دقیقہ ہی اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہی انگریزی ہیات[2] جدید مین تمام روے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہین اس حساب کے بموجب دلی ایشیہ مین

[1] آئین اکبری

[2] جغرافیہ

واقع ہی جسمین ہندوستان ہی اور ہندوستان کے تین ٹکڑے ہین اون
مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین ہی طول اسکا انگریزی
حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہی پہلے حساب سے بیس
درجے کم ہی اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین یہ شہر بہت پرانا
ہی اگرچہ یہان کے راجہ کبھی ملوک فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابعدار رہے اور کبھی خود بھی بغیر کسیکی
تابعداری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤنکی دار الحکومت
اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا صرف آٹھ زمانے
ایسے گذرے ہین کہ اون دنون مین یہان دار السلطنت نہین رہی ایک تو
مہابھارت
وہ زمانہ ہی کہ جب راجہ جدہشتر نے راجہ جرجودھن پر فتح پائی اور یہان سے
اوٹھ کر ہستناپور مین راج کیا اور سات پشت تک وہین راج رہا جب نمی
بھاگوت
عرف راجہ ڈشت وان راجہ ہوا اوسکے زمانے مین گنگا ایسی زور سے
چڑھی کہ سارا شہر ہستناپور کا بہ گیا تب اوس راجہ نے پہلے کوشنکی ندی
کے کنارے دکن کے ملک مین شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھیر
یہان چلا آیا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہی کہ جب
خلاصة التواریخ در راجاؤلی
راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پر فتح پائی اور اس شہر
کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر مین اوسکی طرف سے

صوبے دار رہتا تھا اوسکے بعد جوگیون کی حکومت مین یہ شہر کھر دار الحکومت
ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہی کہ جب رائے پتھورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور
وہان دار الحکومت ٹھہرایا اور دلی مین کھانڈے راؤ اپنے بھائی کو
صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہی کہ ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی کے
سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین
ایک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ کر کر چھوڑا پانچوان وہ زمانہ ہی کہ جب ۷۳۷ھ
ہجری مطابق ۱۳۳۶ عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دار السلطنت
ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ مین ہو تو
اوسنے دلی کو چھوڑ کر دیوگر مین دار السلطنت کیا اور دولت آباد اوسکا
نام رکھا اور چونکہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعۃً
دلی کے رہنے والون کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی مین رہنے نہ پائے ناچار
سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہوگیا کہ درحقیقت دلی
مین ایک آدمی نام کو بھی نرہا تھا یکایک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
دن رات دلی مین رہنے لگے چونکہ دیوگر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تھا اسو اسطے بادشاہ نے ۷۴۲ھ ہجری مطابق ۱۳۴۱ع کے
پھر دلی مین مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

تاج المآثر

تاریخ فرشتہ

اور جبکا دل چاہے یہان رہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت
یادگار ہی اور شاید ہی کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعتہ ویران
ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہی کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا
ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑکر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اوس زمانے مین اکبر آباد مین
پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اوس قلعہ کو توڑکر جلال الدین
اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہی اور سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بھی وہین
پایۂ تخت رکھا یہان تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
لودھی پر فتح پائی تو اوس زمانے مین اوسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اوسکے
ہمایون بادشاہ نے اولا آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ساتوان
وہ زمانہ ہی کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور
اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک
یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھوان یہ
اب حال کا زمانہ ہی کہ جب شاہجہاہ جارج سوم کے عہد مین ستمبر ۱۸۰۳ع مین
جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہان کا دار الخلافت
منقطع ہوگیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوون کے وقت مین بھی
یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانون کے وقت مین بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا
جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہی اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توزک جہانگیری[1]

اکبرنامہ[2]

پُرانے قلعے اور پُرانے شہر اور پُرانی عمارتین موجود ہین جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر راجاؤن اور بادشاہون نے اپنے زمانۂ حکومت مین اپنا نام رہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون مین سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سردارون نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اونمین سے ابتک موجود ہین اسواسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہین۔

اندرپت

پہلے اندرپرست اوس میدان کا نام تھا جو پُرانے قلعہ اور دریبے کے خونی دروازے کے درمیان مین ہی ہندوون کے اعتقاد مین اندر نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوون کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہی اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھون کے ملے ہوئے لبون کو ہندوون کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نے کسی فرضی زمانے مین دونون ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندرپرست کہتے ہین کثرت استعمال سے رے اور سین حذف ہوگیا اور اندرپت مشہور ہوگیا مگر میری سمجھ مین یہ معنی تو ایسے ہی ہین جیسے اور ہندوون کی کہانیان صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ پت کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہین جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندرپت نام رکھا

پرتھی اندرپرست تھا نام

مہابھارت وخلاصۃ التواریخ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہی جو آکاس اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے مین یہان کے راجاؤن کی تختگاہ ہستناپور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل دور ہی جب راجہ جدہشتر اور راجہ جرجودھن مین بگاڑ ہوا تو راجہ جدہشتر نے یہ شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا اگر یہ زمانہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہی صحیح حساب سے یون تحقیق ہوا ہی کہ واقعۂ مہابھارت اور راجہ جدہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیحؑ ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہین رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہین رہی ساری زمین مین زراعت ہوتی ہی اور وہان کے زمیندار پرانے قلعے مین بستے ہین اور یہ سب سے پہلا شہر ہی جو یہان آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیان اسکے آس پاس ہوتی رہین۔

دہلی

حضرت دہلی کنف عدل و داد   جنت عدن ست کہ آباد باد

مرآت آفتاب نما

اس بات مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہی کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنسیون مین اور چندربنسیون مین کا ایک راجہ ہی

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی اسواسطے کہ ہندوونکی
اگلی پوتھیون مین باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہی مگر کہین دلی کا نام نہین بلکہ
جہان لکھا ہی اندرپت ہی کرکر لکھا ہی اور بعضی تاریخون[1] مین لکھا ہی کہ [illegible] ہجری مطابق
۱۰۱۹ع کے تنورون کے خاندان مین سے ایک راجہ نے شہر اندرپت کے برابر
دہلی شہر بسایا اور چونکہ[2] وہان کی زمین نرم تھی اور ہندی مین دہلی نرم زمین کو کہتے
ہین جہان میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہوگئی مگر اس سنہ مین نہ
تنورون کے خاندان مین حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام پڑجانا قریب قیاس
ہی اسواسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہین مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہی یہ ہی
کہ راجہ ڈہلو[3] قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے
ہین اندرپت مین اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
دہلی کا ڈہلو ہی چنانچہ[4] امیر خسرو نے جلال الدین فیروزشاہ کو خطاب کرکے ڈہلو کا لفظ ایک شعر مین باندھا ہی شعر

یا بفرمان وہ کہ گردون نشینم در ڈہلو روم — یا تنک اسپم بخش یا زاخور بفرما بارگیر

راجہ ڈہلو راجہ پورس یعنی فور راجہ کمایون کے ہم عصر تھا اور اوسی کی لڑائی مین
مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہوگیا[5] اوسکے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن
یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر ستلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
تک یعنی قنوج تک عمل کرلیا یہ واقعہ تین سو اٹھائیس ۳۲۸ سال قبل حضرت
مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بسنے کا خیال ہوسکتا ہی۔

[1] تاریخ فرشتہ
[2] زبدۃ التواریخ
[3] مرآۃ آفتاب نما
[4] جواہر الحروف
[5] لب التواریخ

پُرانا قلعہ

یہ پُرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے باہر دو میل کے فاصلے پر واقع ہے وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انکپال تونور نے اپنے عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کے حال مین اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہے اس راجہ[۲] نے اس قلعہ کے دروازے پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوون مین کانسے کے گھنٹے لٹکائے تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اوس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۷۱۸ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۸ سنہ عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے الا اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹے آئین اکبری مین اس قلعہ کا بننا اور راجہ انکپال تنور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق ۳۷۲ سنہ عیسوی مین لکھا ہے اور اس کتاب پر بھروسا کر کے ہر ایک تاریخ والے نے اسی سن کو نقل کر دیا ہے مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ سن بالکل غلط ہین کیونکہ اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ سمت ۴۲۹ سے سمت ۸۴۷ تک تنورون کے خاندان مین بیس آدمیون نے راج کیا اوسکے بعد سمت ۸۴۸ مطابق ۷۹۱ سنہ ع مین بیلدیو چوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نے رائے پتھورا تک ۱۵۹ برس سات مہینے راج کیا اور رائے پتھورا کو جو چوہان مین کا اخیر ساتوان راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانون کے گھرانے

آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ

[۲] دسپلہر خسرو

مین حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جاوے تو لازم آتا ہی کہ سمت ۱۲۴۳ بکرماجیت مطابق ۱۱۸۶ع موافق سنہ ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین غوری دلی مین آیا ہوا ور یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ سلطان شہاب الدین کا دلی کو فتح کرنا اور راے پتھورا کا مارا جانا یقیناً سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ع موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے ہی اور معتبر تاریخون مین بھی یہی سن لکھے ہین اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہین اور خود آئین اکبری مین بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی سنہ ۵۸۸ ہجری لکھ رکھے ہین پس ظاہر ہی کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی مین آنا سنہ ۵۸۲ ہجری مطابق ۱۱۸۶ عیسوی مین نکلتا ہی بالکل غلط ہی صحیح حساب سے ثابت ہوتا ہی کہ راجہ انکپال تنور سمت ۷۳۳ بکرماجیت مطابق ۶۷۶ع موافق سنہ ۵۷ ہجری کے دلی مین راجہ ہوا اور اوسنے یہ قلعہ بنایا جسکو آجتک گیارہ سو چہتر برس کا عرصہ گذرتا ہی اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہین اور سلطان شہاب الدین کا بھی دلی مین آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہی۔

تاج المآثر

دین پناہ

نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڈھ کی فتح کے بعد سنہ ۹۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۳ع کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سر سے شہر بسایا اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اوس زمانے کے منشیون نے شہر بادشاہ دین پناہ

اکبرنامہ

اوسکی تاریخ کہی تھی فصیل اس قلعہ کی چونے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت
عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہی اور اکثر برج بھی گر پڑے ہین
اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہین اور اندر بہت سے
زمینداروں نے کچے پکے مکان بنا لیے ہین پرانی عمارتون مین سے ایک مسجد اور
ایک شیر منڈل باقی رہگیا ہی اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیان ہین
ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سے بند ہی اور لوگ
اوسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین مشہور ہی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے
کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اسلیے بند کر دیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو
کھولین تو اون پر طلاق ہی مگر یہ افواہ ہی کچھ قابل اعتماد کے نہین اس قلعہ سے ملا ہوا
جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چارون
طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازون کے سامنے پل بنائے تھے
چنانچہ ابتک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نے بھی
اپنے زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی
سبب سے شیر شاہ کے وقت مین یہ قلعہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ
عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ اور شیر شاہ
کی ہو کیونکہ اتنی بار تغیر کے زمانے کی عمارت کا اس ہیأت پر باقی رہنا بسبب
امتداد زمانہ کثیر کے خیال مین نہین آتا۔

[1] تاریخ میرزا ہدایت اللہ خان نبیرہ زادہ خان اعظم میرزا کوکا جو سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۹ع اوائل عہد عالمگیر مین تصنیف ہوئی ہے

قلعہ راے پتھورا

جبکہ تنورون کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانون کے پاس پونہچی اور راے پتھورا راجہ ہوا[1] اوسنے سمنت ۱۲۰۰ ایک ہزار دو سو بکرماجیت مطابق ۱۱۴۳ عیسوی موافق ۵۳۸ ہجری مین یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے مین یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہی یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑون مین خندق بنائی تھی اور اس خندق مین تمام جنگلون کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اسمین پانی رہتا تھا اب بھی کہین کہین پانی کے رکاؤ کے بند پائے جاتے ہین دیوار غربی اس قلعہ کی کچھ کچھ قائم ہی اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہی اور غزنین دروازے کا بھی ڈھیر معلوم ہوتا ہی مین نے اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمایش مین آئی معلوم نہین کہ اس سے اور کسقدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلے تو خندق کیطرف سے فصیل اور برج چنے ہین اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر ہوگئی ہی وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چننی شروع کی ہی اور پھر قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگورے بھی ہونگے یہ قلعہ ایک مدت تک دارالخلافت مسلمان بادشاہون کا بھی رہا ہی چنانچہ سلطان

[1] خلاصۃ التواریخ

نقشۂ قلعہ راسے تھرا
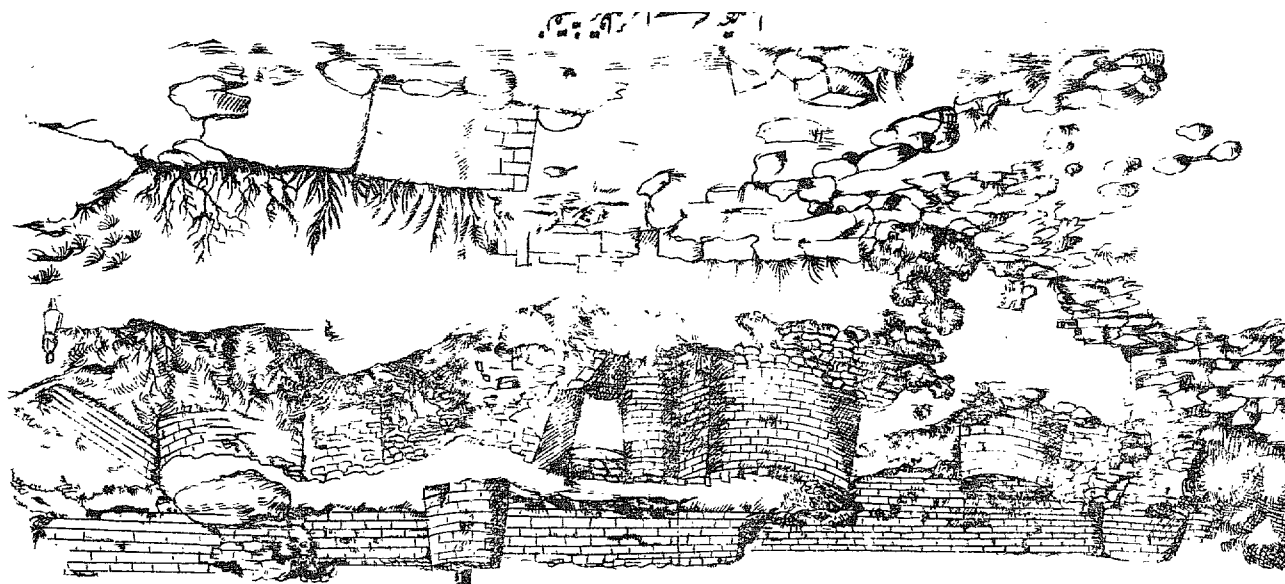
قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ مین رہتے تھے ۶۸۸ھ ہجری
مطابق ۱۲۸۹ عیسوی مین جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھڑی کے پاس نیا
شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ[1] کی کتابون مین لکھا
ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسون نے بیعت کی تو نئے
شہر سے لاکر پرانی دلی مین اگلے بادشاہون کی تختگاہ مین تخت پر بٹھایا اور اوس
زمانے کے اگلے بادشاہون کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رائے پتھورا کے قلعہ مین
سلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توزک تیموری
مین جس قلعہ کو قلعہ دہلی کہنہ لکھا ہی وہ یہی قلعہ ہی۔

[1] تاریخ فرشتہ

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب مین ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہین کہ راجہ پتھورا
کے وقت مین اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانون کے وقت مین اوسکو غزنی[2] دروازہ
کہتے تھے اسواسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ مین داخل ہوئی
تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے نو[3] دروازے اور تھے۔

[2] تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی

[3] توزک تیموری

قصر سفید

اسی قلعہ رائے پتھورا مین سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے زمانہ بادشاہت مین
جو ۶۰۲ھ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا
قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر ہی جسمین ملک اختیار الدین التگین وزیر

[4] تاریخ فرشتہ

معزالدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ھ ہجری مطابق ۱۲۴۱ عیسویمین مارا گیا
اور اسی قصر مین سلطان ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور
اسی قصر مین سلطان ناصرالدین کے وقت مین ۶۵۸ھ ہجری مطابق ۱۲۵۹ عیسوی
مین ہلاکوخان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کے وقت مین اتنا بڑا دربار ہوا کہ چشم فلک
نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا
مگر اب اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرزغن بنایا تاریخ کی کتابون
مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیس موافق ہوگئے اور
کیلوکھڑی مین سے لاکر پرانی دلی کے تخت پر بٹھایا تو بادشاہ وہان سے کوشک لال
مین آیا اور اوسکے دروازے سے پیادہ پا ہوا اُمرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے
کیون اوترتے ہین سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن
کا بنوایا ہوا ہی کہ اوسنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہی کہ جو ادب اوسکا
اوس زمانے مین کرتا تھا اب بھی کرون اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک
۶۶۴ھ ہجری مطابق ۱۲۶۵ عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہی مگر
بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تھا اور جس زمانے مین

تاریخ فرشتہ ۱
تاریخ فرشتہ ۲
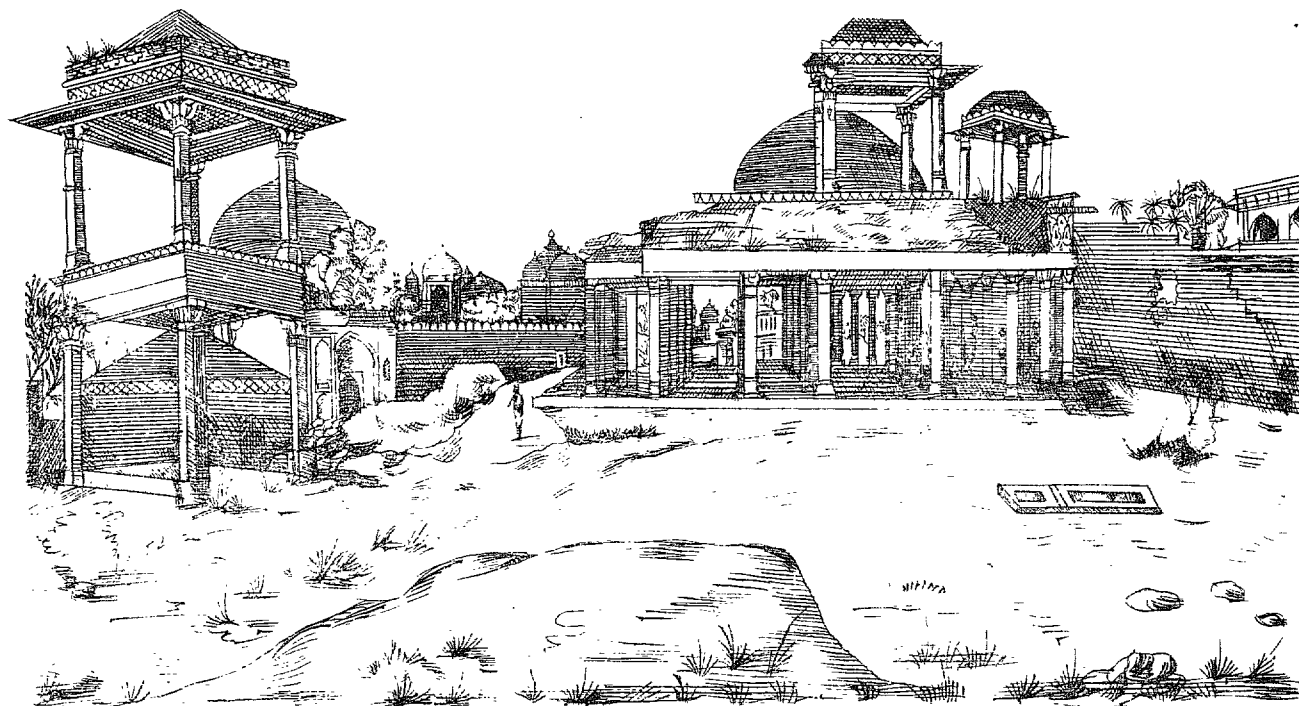
نقشۂ لال محل

اوسکو شکار کا شوق ہوا ہی بہرات رہے سے اسی کوشک مین سے سوار ہوتا تھا
اور سلطان علاءالدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک مین رہتا تھا
اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک
کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی
لیکن اب اسمین کچھ شک نہین رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کرکر
جو عمارت مشہور ہی یہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہ محل بہت خوشنما نرا
سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارتین بنائی ہین لیکن اب
بہت خراب ہی اور روز بروز اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین چند قبرین
بھی بن گئی ہین اور اس سبب سے بڑا اشبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال
نہو مگر اب یہ شبہہ نہین رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہان
قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نے اس محل مین بھی کہ ویران
پڑا تھا قبرین بنادین۔

تاریخ فیروز شاہی ضیائی برنی
تاریخ فرشتہ

قلعۂ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنے سنہ ۶۶۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۲۶۷ عیسوی مین اوسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام
رکھا کہ اب غیاث پور کر کر مشہور ہی اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا وہین
مزار ہی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو مجرم

آئین اکبری
خلاصۃ التواریخ

اس قلعہ مین جا چھپتا تھا تو وہان سے نہ پکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا
کہ اس قلعہ کا یہ نام کیون رکھا اسواسطے کہ مرغزن اور مرزغن کے معنی دوزخ کے
ہین مگر اس مقام کے مناسب نہین کچھ عجب نہین کہ بادشاہ نے یہ نام نرکھا ہو بلکہ
ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگون نے اس نام سے مشہور کردیا ہوا ور
اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہے۔

الشان الدین ثیک چند بہار

کیلوکھڑی یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معز الدین کیقباد نے ۶۸۵ھ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی مین بنایا تھا
اور کیلوکھڑی گانون کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی
الا قلعہ کا کچھ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ مین رہتا تھا اور بنی
بنی عمارتون کو بنایا تھا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بھی نام لکھا ہی اور
حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکھی ہی شعر

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ روفتہ طوبی در او را بشاخ

آئین اکبری وخلاصۃ التواریخ وتاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اوسکا
یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۸ھ ہجری مطابق
۱۲۸۹ عیسوی مین تخت پر بیٹھا شہر کے رئیسون کی طرف سے مطمئن نہ تھا اسواسطے
کیلوکھڑی مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکے ناتمام عمارتین تھین اونکو پورا کیا

تاریخ فرشتہ

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد اور بازار بناکر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویران ہونے لگی تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر مین یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ امیر خسرو نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہے اور یہ بیت اوسی مین کی ہے شعر

شہا در شہر تو کردے حصارے ... کہ رفت از کنگرہا تا قمر سنگ

خلاصۃ التواریخ

کوشک سبز

اُسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز کہتے تھے جب اس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے کڑہ مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر گنگا کے کنارے پر کشتی مین سے اوترتے وقت مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا ان دونون کوشکون کا نشان اب نہین پایا جاتا بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہین۔

تاریخ فرشتہ

دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہے اسکا حال یون ہے کہ سنہ ۷۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین اس بادشاہ نے قلعہ چیتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج جانب تلنگانہ قلعہ ورنگل پر بھیجی طرغی نویان یعنی مغلون نے دلی کو خالی سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیون کے بعد

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

آئین اکبری

بادشاہ کی فتح ہوئی اوسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر سیری ایک گانون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیرشاہ کے وقت مین یہ قلعہ کوشک سیری کرکر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدوّر بنایا تھا اور اوسکی دیوارین چونے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے بنائی تھین اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن نہ چکا تھا کہ دوبارہ مغلون سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلون کا سر کاٹ کر اس قلعہ کی دیوار مین پتھرون کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہی ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے شیرشاہ نے اس شہر کو ویران کرکر نیا شہر قدیم شہر کے پاس یعنی اندرپت کے پاس دریا کے کنارے آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گانون بنام شاہ آباد آباد ہی۔

تاریخ فیروزشاہی ضیائی برنی و تاریخ فرشتہ

خلاصۃ التواریخ تزک تیموری

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

تاریخ شیخ عبد الحق دہلوی و مرآۃ آفتاب نما

قصر ہزار ستون

تاریخ فرشتہ

اسی سال مین اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوسمین ہزار ستون لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتے تھے جس زمانے مین کہ بادشاہ سے اور کنگ وغیرہ مغلون سے لڑائی ہوئی ہی تو بہت سے مغل بندی وان ہوکر دلی مین آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتیون کے پانوُن تلے اونکو روندوا ڈالا اور اونکے سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صدہا سال تک

تک نہین رہا بجز گڑھون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا قلعہ
کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اوسکو جہان نما
کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اسطرح پر ملا کر بنایا ہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم
ہوتا ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہوگا مشہور ہی کہ اس قلعہ
اور شہر کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین اور کچھ عجب نہین کہ ایسا ہی
ہو مگر بسبب شکستہ ہوجانے مکانات اور دیوارون کے ہم شمار نکر سکے
یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر راجہ
ناہر سنگہ بلم گڈھہ والے کی عملداری مین واقع ہی۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا
اوسنے ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۷ عیسوی مین یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور محمد آباد
یا عادل آباد اوسکا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تھے
اس سبب سے عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور چونکہ اس بادشاہ نے اپنا لقب
سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی
کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
مکان صرف بطور سیرگاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب
پہاڑون کے بیچ مین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین اکبری
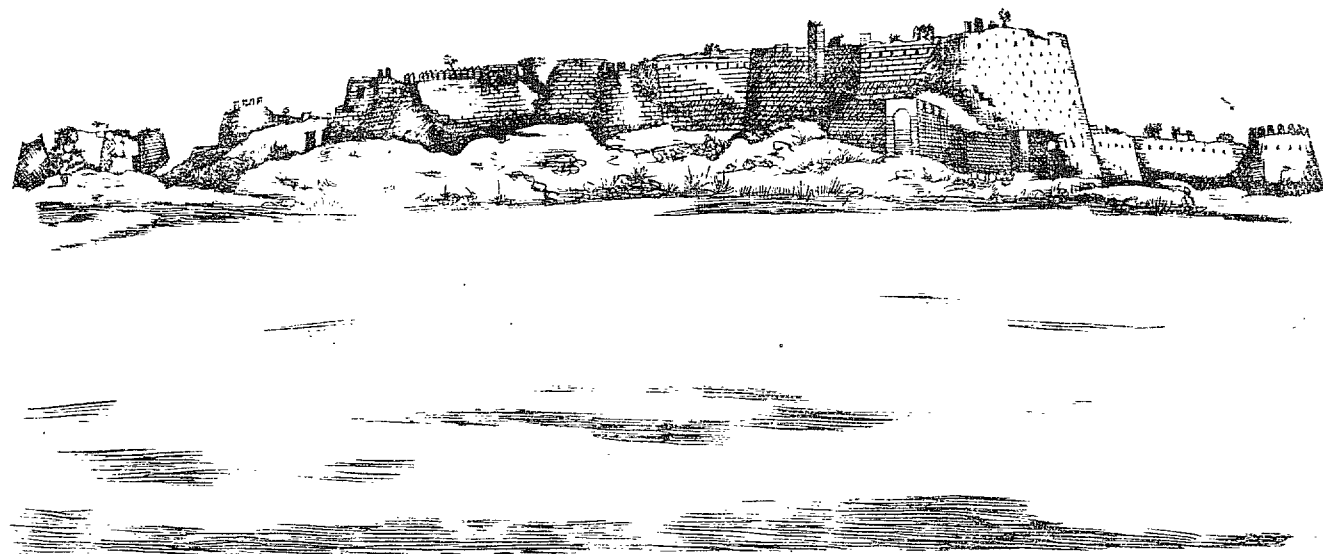
پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر
واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروازے سے اس قلعہ کے دروازے تک
ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرۂ تغلق شاہ بنایا ہی اور اوسکے
دروازے اور قلعہ کے دروازے مین بھی پل بنا دیا ہی اور آگے قلعہ کے دیوار
شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون
لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون
کا بھی نام ونشان نہین رہا الا ہمنے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بنظر قطع اور وضع تعمیر
مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب اس
قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہی اور اسمین کچھ
شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ
عجب نہین اوس زمانے کے مورخون نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ فادخلوہا
لکھی تھی بعضون کو یہ شبہہ پڑا ہی کہ یہ وہی محل ہی جسکی چھت گرنے کے سبب
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا تھا یہ بات بالکل غلط ہی وہ محل چھوٹا سا تین دن
کے عرصے مین اس بادشاہ نے سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی مین موضع
افغان پور کے قرب اپنے زمانۂ ولیعہدی مین بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت
بسبب بوداپنے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر
گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہی جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہی

تاریخ فیروزشاہی ضیاء برنی

جہان پناہ

جبکہ ۷۲۸ہجری مطابق ۱۳۲۷عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنانے سے فارغ ہوا تو اوسنے قلعہ علائی سے قلعہ رائے پتھورا تک جو سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے وقت سے پرانی دلی کے نام سے مشہور تھا دو دیوارین شہر پناہ کے طور پر کھیچدین تھین ایک سرا ان دیوارون کا اسی قلعہ علائی یا کوشک سیری سے ملا دیا تھا اور دوسرا سرا قلعہ رائے پتھورا سے اور اوسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ تینون قلعہ یعنی قلعہ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ اور قلعہ علائی یا کوشک سیری اور جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہو گیا تھا اور تینون قلعون کے تیس دروازے تھے تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال مائل بغرب اور قلعہ علائی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعہ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کیطرف کھلتے تھے اور کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین ویران ہوا-

کوشک بجی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت درحقیقت ایک برج ہے قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل تغلق شاہ نے بہت نفیس و لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازونکا کمرہ اوسکی

1. تاریخ فرشتہ
2. توزک تیموری
3. فتوحات فیروز شاہی
4. توزک تیموری
5. اخبار الاخیار

نقشۂ کوٹلہ فیروز شاہ
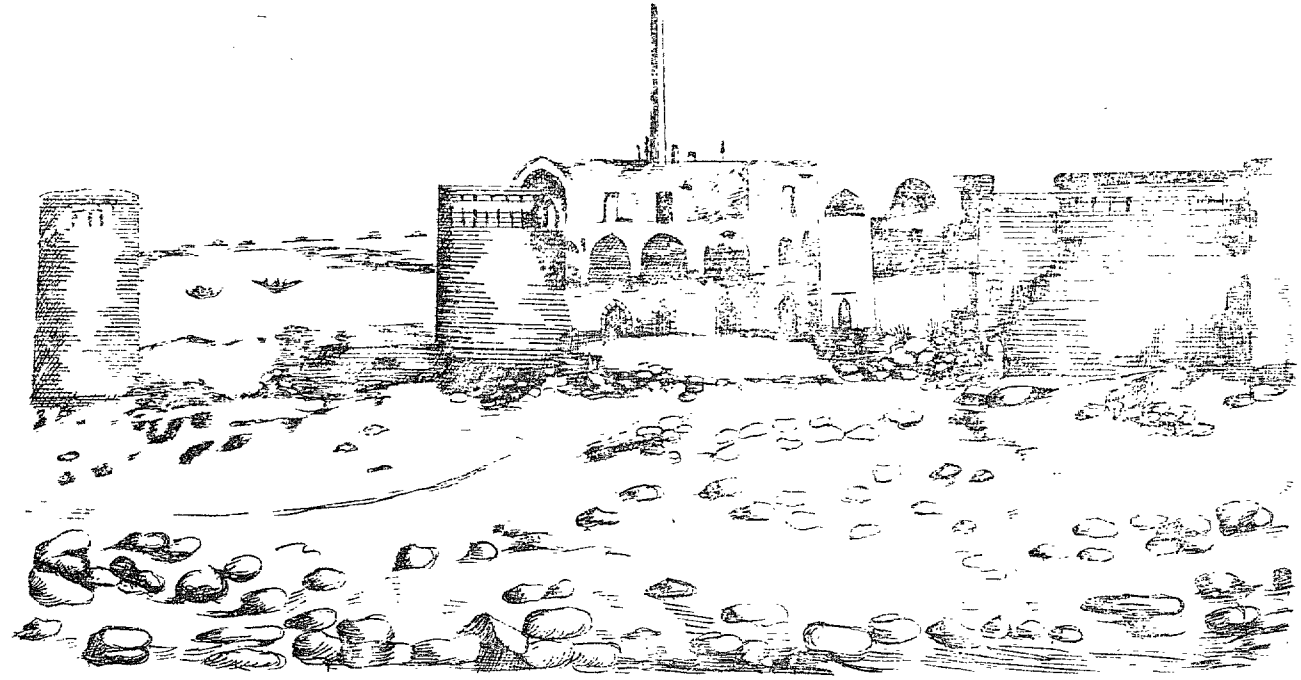
دیوارون مین اوپر سے جانے کا رستہ ہی اوسکے اوپر اگلے زمانے مین سنگین بہت خوشنما
بارہ دری تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لیجاتے تھے
سلطان سکندر لودھی کے وقت مین شیخ حسن طاہر اسی برج مین رہا کرتے تھے
اس برج کے پاس جو قبرستان ہی وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہی سنہ ٩٠٩ھ ہجری
مطابق سنہ ١٥٠٣ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسیکے پاس مزار ہی

کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہونچی اوسنے ٧٥٥ھ ہجری مطابق ١٣٥٤ع
کے دریا کے کنارے سر حد[2] موضع کادین مین اس کوشک کو بنایا اور اوسکے
متصل شہر بسایا اور اوس کوشک مین[3] تین نقبین بنائین تھین کہ اپنے محل کی عورتون
سمیت سواریون پر اونمین سے چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی پانچ جریب
لنبی اور ایک جہان نما کیطرف تھی دو کوس لنبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تھی
پانچ کوس لنبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سے قلعہ اور شہر رائے پتھورا مراد ہی
کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہی اور بڈھے بڈھے آدمی بیان کرتے ہین کہ یہ
[illegible] بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوکا کی لاٹھ جسکا حال
تیسرے باب مین آئیگا موضع توپرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضر آباد سے لاکر
فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کری ہی۔

[1] تاریخ فرشتہ
[2] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
[3] آئین اکبری

شہر فیروزآباد

اسی بادشاہ نے اسی سن مین پرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہو گیا قطر اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہی اسمین سے بھی ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلبلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی قبر ہی اور بھوجلا پہاڑی کا تھانہ یہ سب فیروزآباد کے شہر مین داخل تھے اور کالی مسجد جو اب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہی اوسی شہر مین کی ایک مسجد ہی غرضکہ اس شہر مین قصبہ اندمتہ اور سرائے ملک یار پران اور سرائے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کیتھواڑہ اور زمین لڑادت اور زمین اندھاولی اور زمین سرائے ملکا اور زمین مقبرۂ سلطان رضیہ یعنی محلہ بلبلی خانہ اور زمین پہاڑسی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور وغیرہ اٹھارہ گانو کی شہر کی آبادی مین آ گئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے مین جانے کو کرایہ کی سواری یہان ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیمور یہان آیا تو اوسنے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہان سے حوض خاص جہان فیروزشاہ کی قبر ہی قریب تھا راجہ مانسنگھ نے گوالیار کے قلعہ مین ایک محل بنایا تھا اور بادل گڑھ اوسکا نام رکھا تھا اوس جگہ کانسے کا ایک بیل بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اوسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

ظفرنامۂ تیموری شیخ علی یزدی

اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہان سے لاکر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

کوشک جہان نما یا کوشک شکار

اسی بادشاہ نے انھین عمارتون کے سات شہر فیروزآباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس پہاڑون کا پانی روکنے کو ایک بند پختہ بنایا تھا کہ اوسکی دیوارین کہین کہین اب بھی موجود ہین یہ عمارت درحقیقت شکارگاہ ہی اور کوشک فیروزشاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لنبی کہ اوسمین سے سواری پر محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرا نے مکانات بنائے تھے اور یہان بھی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی تھی اور جدا شہر سا بس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی مین آیا یعنی ۸۰۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۸ سنہ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل لشکر اوترا تھا راجا اشوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب مین آئیگا نواح میرٹھ مین سے لاکر فیروزشاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہی مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہی۔

تاریخ فرشتہ

آئین اکبری و تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

تزک تیموری

خضر آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان رایات اعلی بادشاہ ہوا

اوسنے سنہ ۸۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۱۸ عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانات
بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھ عجب نہین کہ موضع خضر آباد جو
اس زمانے مین مشہور ہی وہی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہی کسی تاریخ
کی کتاب سے اسکا پتا نہین ملتا

مبارک آباد

تاریخ فرشتہ

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۸۳۷ ہجری
مطابق سنہ ۱۴۳۳ عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام
رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے
نہین پائی تھی کہ امرا نے مخالفت کر کے اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا اور
محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتے ہین جہان اس
بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے ہی چنانچہ وہ گانون بھی مبارک پور
کوٹلہ کر کر مشہور ہی لیکن ہماری رائے مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنے سے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر
بسایا تھا اور اوس زمانے مین دریا مبارک پور کوٹلہ کے نیچے ہرگز نہین بہتا تھا
کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہمارے نزدیک
یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارک پور ریتی
موجود ہی تو کچھ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہی۔

دہلی شیر شاہ

جبکہ شیر شاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور اوسنے دہلی علائی اور کوشک سیری کو ویران کرکر اندرپت کے پاس دریا کے کنارے پر سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی مین ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیر شاہ کی دلی مشہور تھی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت مین واقع ہوا آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیر شاہ نے ازسرنو آباد کیا ہو کیونکہ اوس میدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہین ہی کہ ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

تاریخ شیخ عبد الحق و مرآت آفتاب نما

کابلی دروازہ دہلی شیر شاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہین رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر جیلخانہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہی یہ دروازہ شیر شاہ کی دلی کا ہی اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطے کابلی دروازہ کہتے ہین یہ دروازہ چونے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور دروازے پر حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اور رودکار اس دروازے کی ساری سنگ سرخ کی ہی اس سبب سے عوام مین لال دروازے کے نام سے مشہور ہی۔

سلیم گڈھ یا نورگڈھ

راست آفتاب نما

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۹۵۳ھ ہجری مطابق ۱۵۴۶ عیسوی سے پانچ
برس کی مدت مین چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی
کہ اسلام شاہ مرگیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین

تزک جہانگیری

مرتضیٰ خان اکبری نے اسمین کچھ مکانات بنائے تھے یہ قلعہ ابتک قلعہ شاہجہان کے
شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہی اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے
اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اوسوقت سے نورگڈھ کے نام سے مشہور ہوا

قلعہ شاہجہان

نہے قلعہ کا ندر بساتین وے ‏ ‏ ‏ ‏ نہ اردی بہشت ست نی کل شئے

شاہجہان نامہ و مرات آفتاب نما

شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبرآباد کو دار الخلافت رکھا سنہ ۱۲
جلوسی مطابق ۱۰۴۸ہجری موافق ۵۶۱ ملک شاہی و ۱۶۳۸ عیسوی کے دلی مین قلعہ بننے کا
حکم دیا اور اوسی سال بارھوین ذی الحجہ کو دریا کے کنارے سلیم گڈھ کے پاس [illegible] شروع ہوا
اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنے فن مین یکتا تھے اس قلعہ کو بنوانے تھے مگر اس
کا ملی دلیل ہے کہ دیوان عام مین سنگین تخت کے پیچھے ایک مرقع تصاویر کا جو رفیل اٹلی
کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچیکاری کا بنا ہوا ہی جسکا حال
اوسکے مقام پہ بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یوروپن اٹلی کے ملک کا بھی
اس قلعہ کے بنانے مین شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام
ملا اور پانچ مہینے دو دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی بنیادین کھدین ور

نقشہ لاٹھ
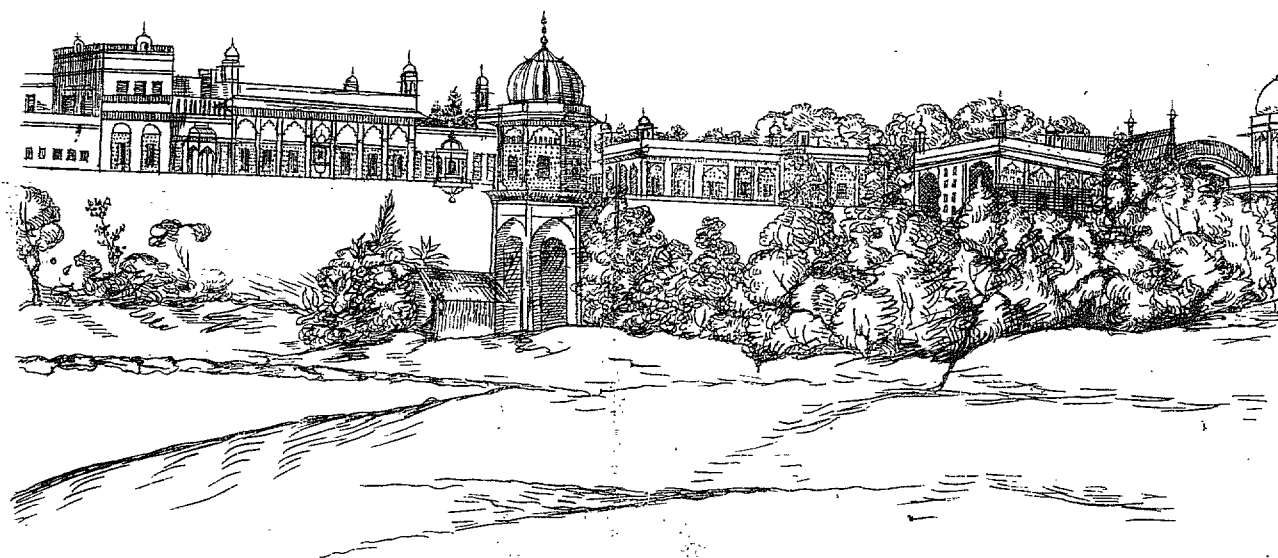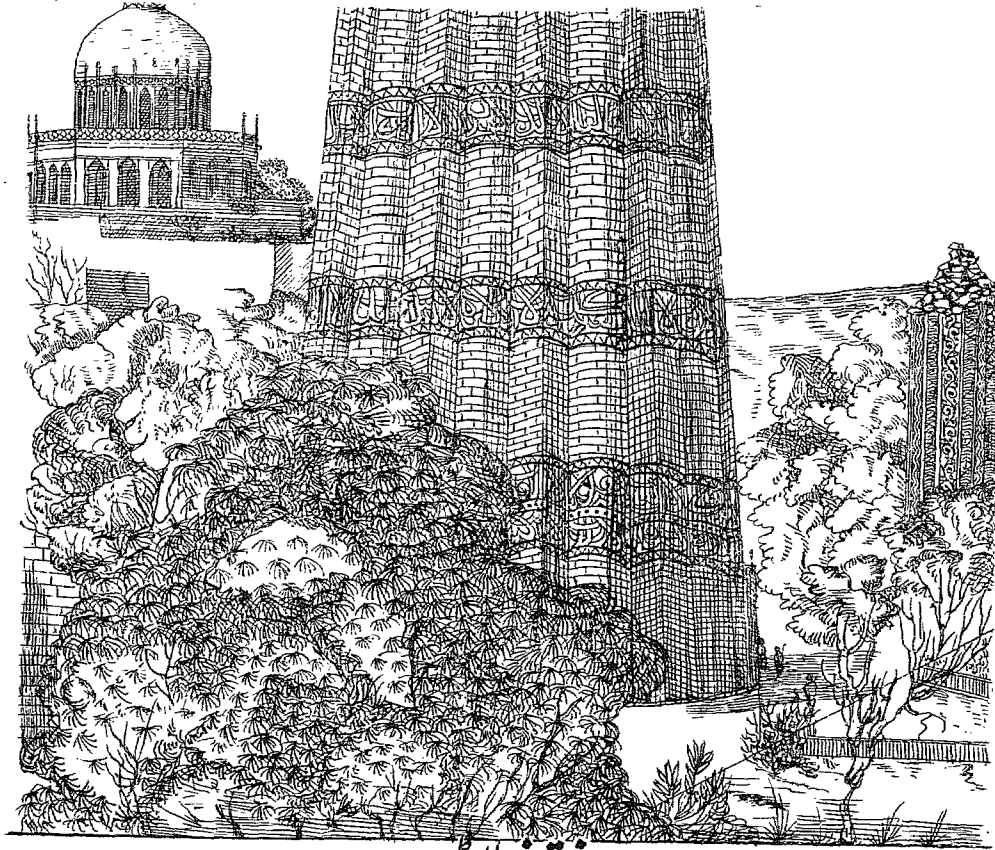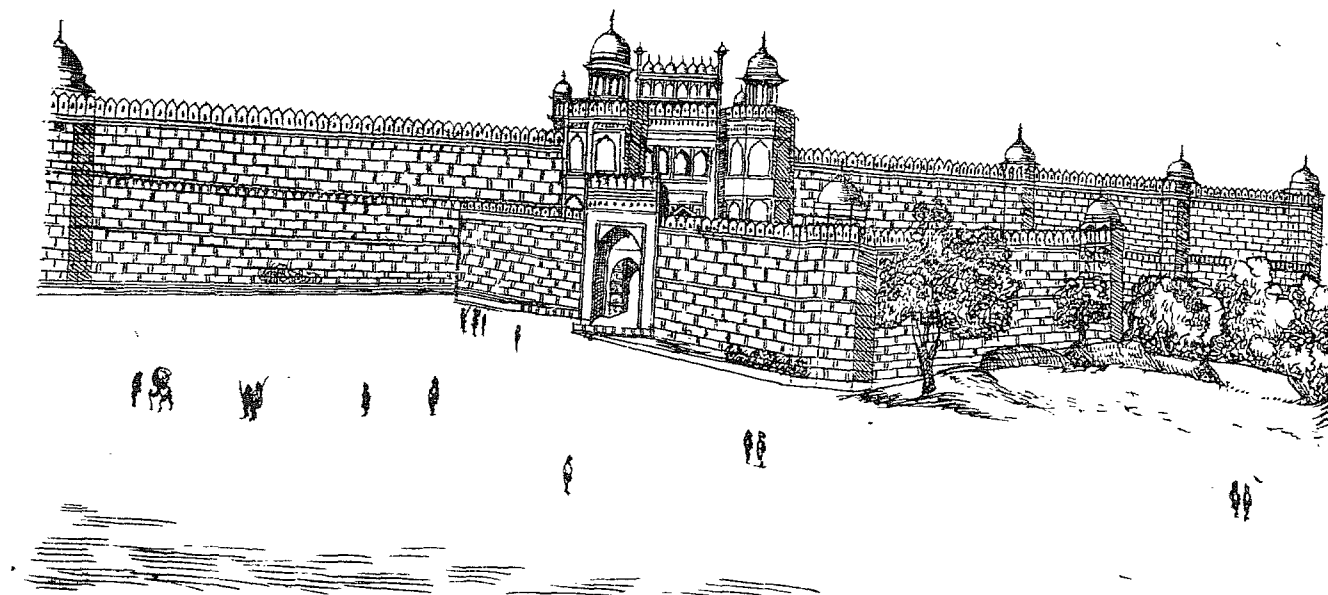
نقشۂ دہلی دروازہ قلعۂ معلّیٰ

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کہین کہین سے بنیاد اونچی بھی ہوآئی اتنے مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اللہ وردی خان کو سپرد ہوا دو برس
ایک مہینے گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی چارون طرف کی دیوار بارہ بارہ
گز اونچی ہوگئی پھر اوسکا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور بیسوین سال جلوس
مین اوسکے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسوین
ربیع الاول سنہ ۲۱ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی بادشاہ نے
اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا سر سے پانون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور
ہر ایک مقام پر کنگورے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اس قلعہ کو
ہشت پہل بنایا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہی جسکی کل زمین چھ لاکھ
گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبرآباد کے قلعہ سے دوگنا ہی فصیل اس قلعہ کی
پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گھری بنیاد ہی دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اور اوپر
سے دس گز کا ہی اس قلعہ کے جانب شرق جمنا بہتی ہی باقی تینون طرف خندق
جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز گھری کھودکر پختہ بنادی
ہی کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے مین پچاس
لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ سو لاکھ روپے خرچ ہوئے ہین
پچاس لاکھ قلعہ کے بننے مین اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکانون مین

مرآت آفتاب نما

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے
نام سے مشہور ہی اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہی
یہ دونون دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازون پر سہ دریان بہت
خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب رہتے ہین مشہور ہی
کہ ان دروازون کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی
اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین ان دونون دروازون کے آگے کھوگس بنائے گئے ہین
ان دونون دروازون کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۶ ہجری مطابق ۱۸۱۱ع مین
تختے کی جگہ پختہ پل بنائے ہین اور دونون پلون پر یہ کتبہ لگایا ہی۔

ھو الغنی

سنہ ۵ جلوس والا ۱۲۲۶ ہجری ۱۸۱۱ عیسوی در عہد شاہ جہجاہ
محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ راپرٹ ماقفرسن
بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہی لداؤ اس چھتے کا بہت اونچا ہی اور یہ چھتہ بھی بہت
لنبا ہی اور اوسمین ہنبت کاری بہت خوب کی ہی اور دونون طرف دو منزلے مکان بنے
ہوئے ہین اور بیچ مین ایک چوک ہی اور اوسکی چھت روشنی کے لیے کھلی ہوئی
ہی یہ چھتہ بازار مسقف کے نام سے بھی مشہور رہا ہی ان دروازون کے سوا

آثار آفتاب نما

نقشہ نقار خانہ
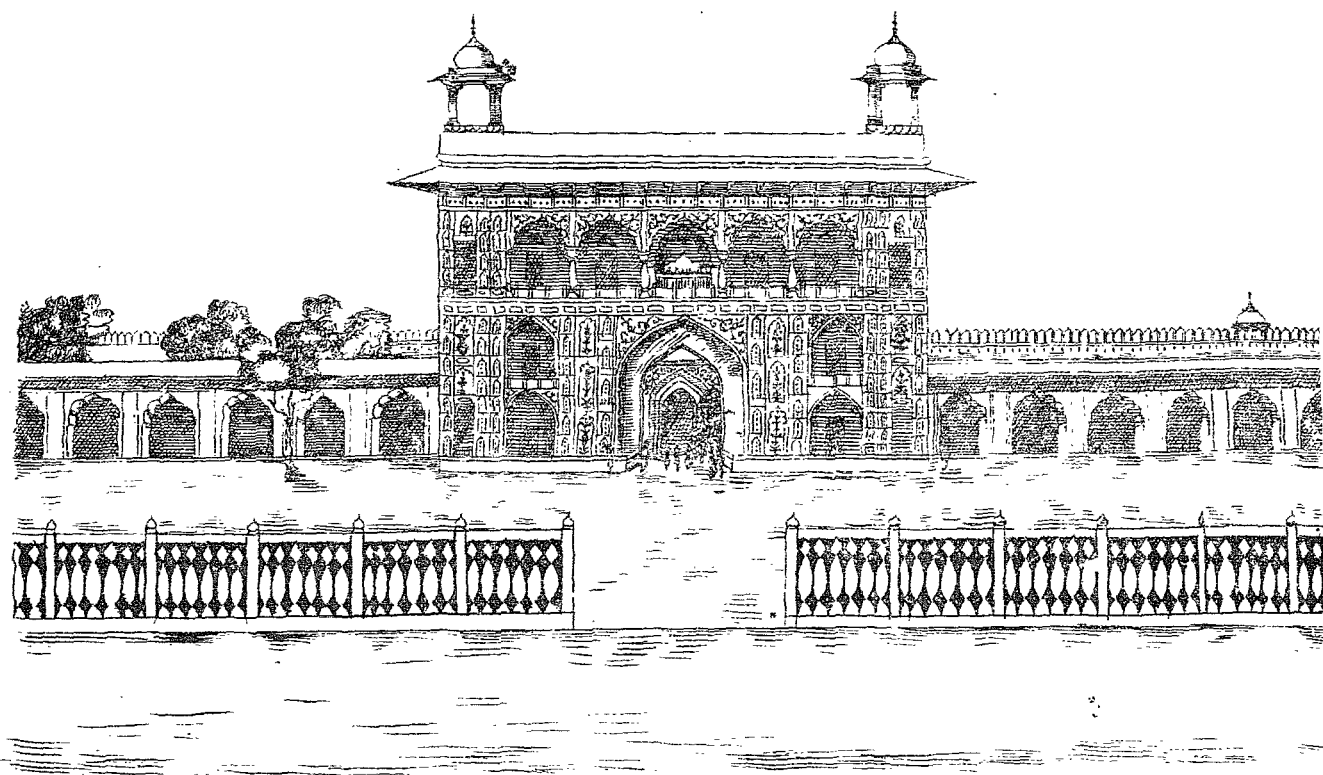
اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیان اور اکیس برج ہین اون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین۔

نقار خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام مین جانے کا جو دروازہ ہی وہ نقار خانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بھی نرا سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور اوسپر مکانات اور ایک بچدرہ دالان دونون طرف سے کھلا بنا ہوا ہی اسی دالان مین بادشاہی نوبت بجتی ہی اور اسی سبب سے نوبت خانہ مشہور ہی اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اوتنے ہی بڑے جتنا کہ سچ مچ کا ہاتی ہوتا ہی بنائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک سو چالیس گز کا چوڑا چوک ہی اور بیچ مین بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال و جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکے بیچ مین نہر بھی جاری ہی اس دروازے کے اندر اب بھی سوا شہزادون کے اور کوئی سواری پر نہین جا سکتا اسی مقام پر سے اوتر لیتے ہین

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبھی دربار عام ہوتا تھا تو اوسمین بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمین تین درجے کے مکان ہین کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہین۔

نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت

اس مکان کے بیچون بیچ مین شرقی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہی چار گز کا
مربع اور اوسپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہی اور آدمی
کے قد سے زائد کرسی دی ہی اوسکے پیچھے ایک طاق ہی سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز
لنبا اور ڈھائی گز کا چوڑا اوسپر ہر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویرین عجب عجب
رنگین پتھرون کی بنی ہوئی ہین اور اوسمین ایک آدمی کی تصویر ہی جو دو تارہ بجا کر
گا رہا ہی ملک اٹلی مین جو فرنگستان مین واقع ہی آرفیوس کلاونت کی کہانی
یون مشہور ہی کہ وہ علم موسیقی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز
تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے
اور اوسکے گرد آن بیٹھتے تھے اوسی ملک مین رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے
مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور
تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے
گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور سنہ ۱۵۲۰ عیسوی مین مرا مگر یہ مرقع اوسکا
بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان مین بہت مروج اور نہایت مشہور ہی
اور اب تک اوسکی نقلین موجود ہین وہی مرقع اس طاق مین پتھر کی پچیکاری مین
کھودا ہی پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہی اور جو کہ اس مرقع کا سوا ے
فرنگستان کے اور کہین رواج نہین تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہی کہ اس قلعہ
کے بنانے مین کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

نشیمن ظل الٰہی یا تخت سنگین واقعہ دیوان عام
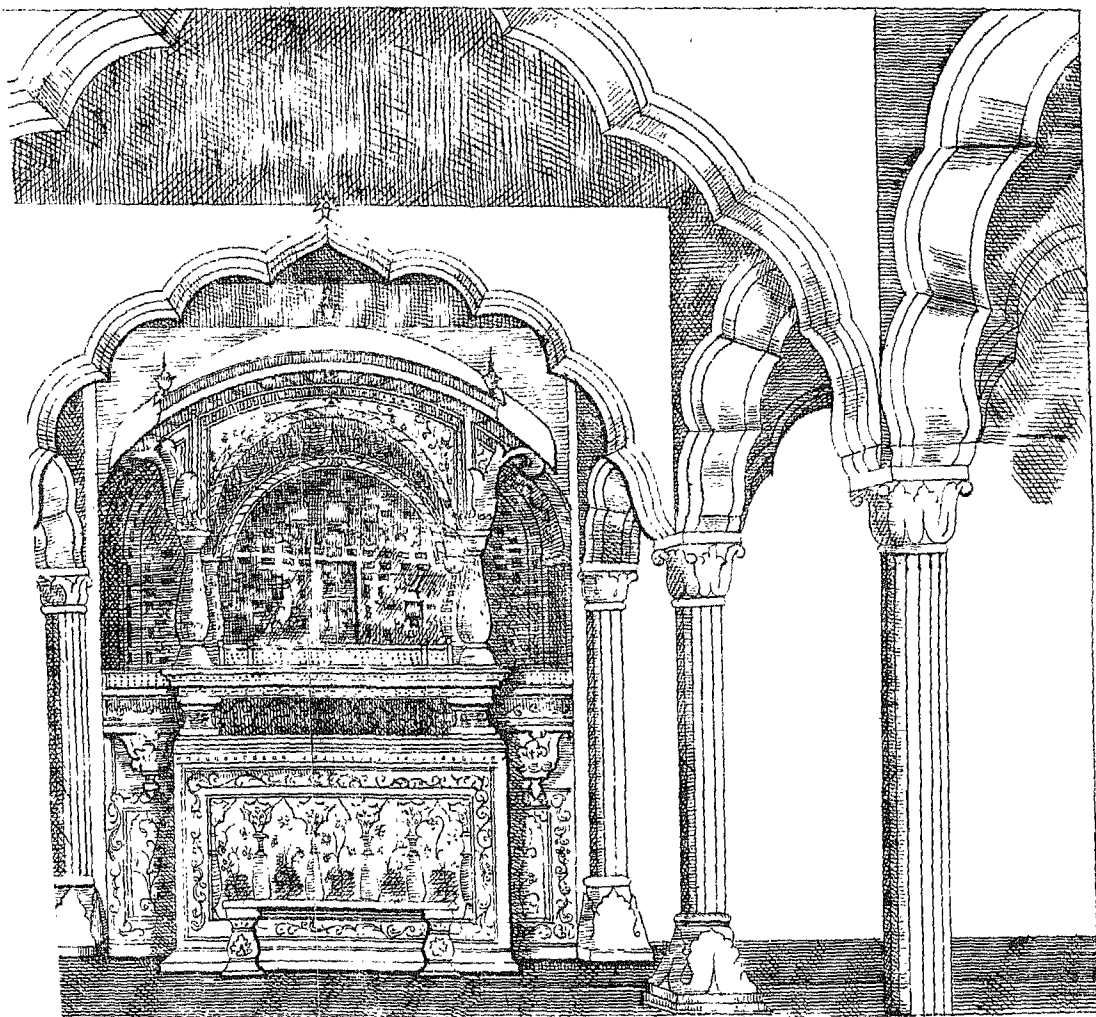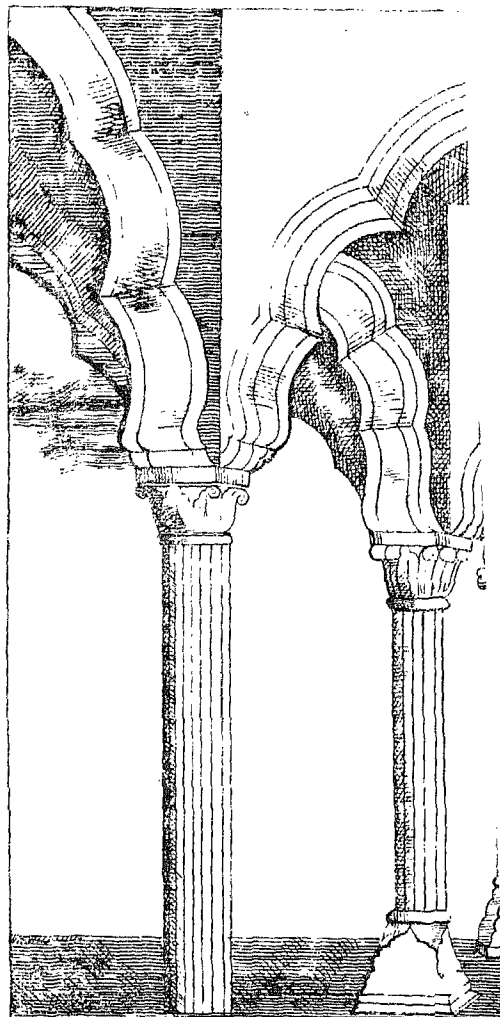
بغل مین دروازہ ہی اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام
کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا
ہی امرا مین سے جس کسیکو عرض کرنا ہوتا تھا اوس تخت پر چڑھکر بادشاہ
سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہی کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی
کا گلا تخت تک پونہچتا ہی۔

دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہی ۶۷ سٹھ گز کا لنبا اور ۲۴ چوبیس گز
کا چوڑا ہر ایک دالان کے نو نو در ہین ہر دالان مین سنگ سرخ کے ستون
لگائے ہین اور اون پر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہین اور اوس پر سفیدی
گھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہی باہر کے دالان مین بیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر
کا کٹہرا لگایا ہی اور اوس پر سنہری کلسیان بہت خوشنما لگائی تھین کہ اب
اون کلسیون مین سے ایک بھی باقی نہین یہ دالان امرا اور وزرا اور وکلا
کے حسب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

گلال باڑی

یہ دربار کا دالان درحقیقت ایک چبوترے پر بنا ہوا ہی جسکا ایک سو چار گز کا
طول اور ۶۰ ساٹھ گز کا عرض ہی اوس چبوترے کے بیچ مین یہ دالان ہی اور باقی
چبوترہ اوسکے تین طرف باقی ہی اوس چبوترے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا

کٹہرا لگا ہوا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھین
مگر اب اون کلسیون کا نام نشان نہین رہا یہ جگہہ چوبدار اور نقیب اور احدی وغیرہ
لوگون کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہوگئے تھے اور
گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نے سنہ حد جلوسی مطابق ۱۲۵۳ ہجری موافق ۱۸۳۷ عیسوی کے اس دیوان عام
کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہی کہ تین بادشاہت
کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت
سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہی کہ محمد شاہ
کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے مین بھی شک ہی اسکے
آگے دوسو چار ۲۰۴ گز لنبا اور ایک سو ساٹھ ۱۶۰ گز چوڑا صحن ہی اور اوسکے
چارون طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہین اور شمال کی
طرف دیوان خاص مین جانے کا دروازہ ہی۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچدرہ تہ گھا والان ہی تینتیس ۳۳ گز کا لنبا اور اوسکے
پیچھے ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل
سنگ مرمر کی ہی اور اوس سے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچھی نقاشی کی
ہی اس محل مین ایک نہر ہی نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا
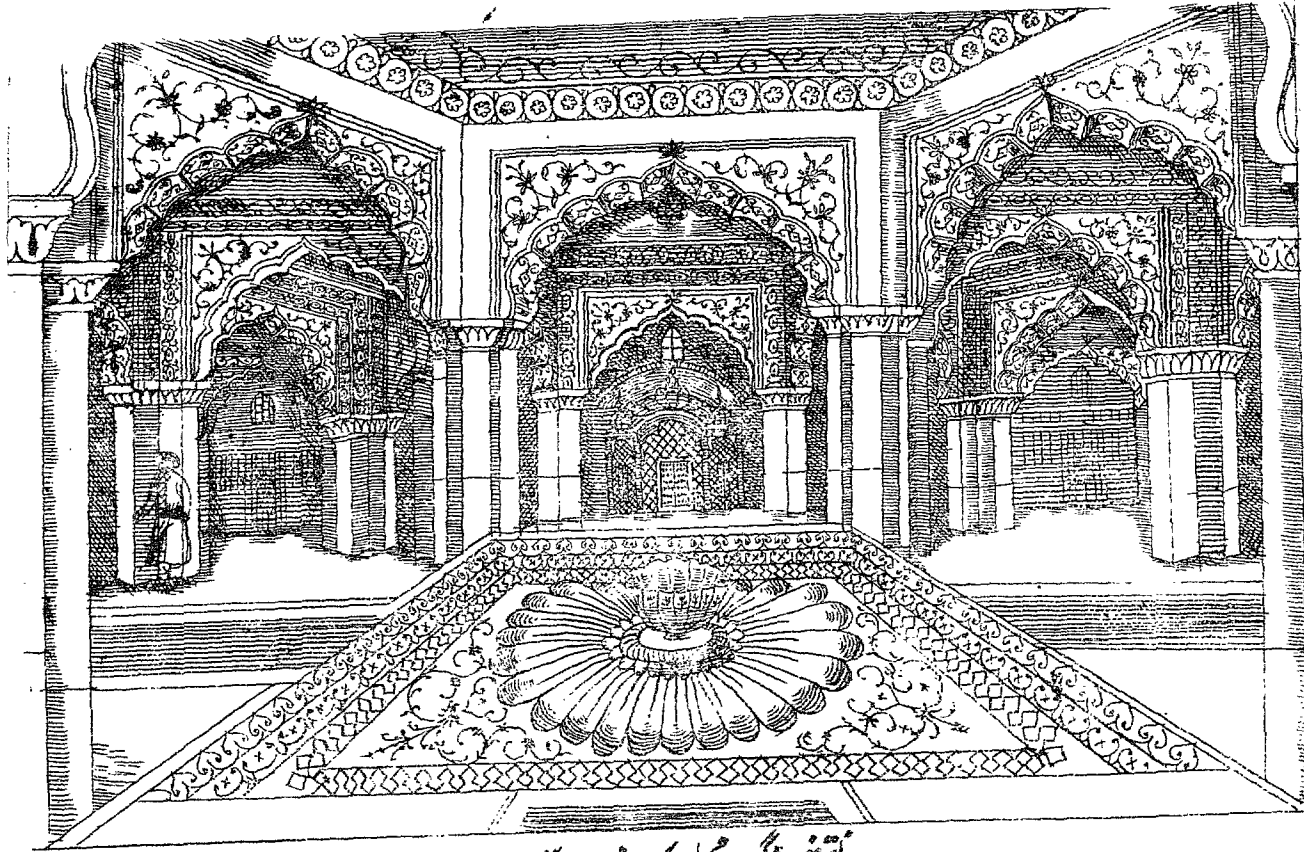
نقشہ رنگ محل کا اندر سے

اوبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہی اور وہان سے نہر مین بہتی ہی اور صحن کے حوض مین
جاکر باغیچے کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
وہ تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کاری کی ہی کہ آدمی کی عقل
دیکھکر حیران ہوتی ہی اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی
ہین کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دوگنی ہو گئی ہی اس محل کے
کونون پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیون مین خشکی ٹٹیان لگا کر خس خانہ
بنایا جائے جسطرح اسکی روکار مین پانچ در محراب دار بنائے ہین اسیطرح اسکے
اندر بھی محراب دار در ہین کہ ان محرابون کے بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
سی واقع ہو گئی ہی اوسمین ایک حوض ہی کہ اوسکی خوبی بیان نہین ہو سکتی اوس
حوض کو سنگ مرمر سے اسطرح بنایا ہی کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہی اور پھر
اوسمین رنگ برنگ کے پتھرون سے ایسی پچیکاری کی ہی اور گل بوٹے بیل پتی
بنائے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز مربع ہی
لیکن گہراؤ اسکا بہت کم ہی بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کیطرح بنایا ہی اسمین خوبی یہ ہی کہ جسوقت
پانی بھرتا ہی اور لہرآتا ہی تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہین
اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
معلوم ہوتا ہی لیکن اسپر بھی اوسکی ہر ایک مروڑ اور مرغول پر رنگین پتھرون
سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین کہ پھول مین پتی بیل اور بیل مین
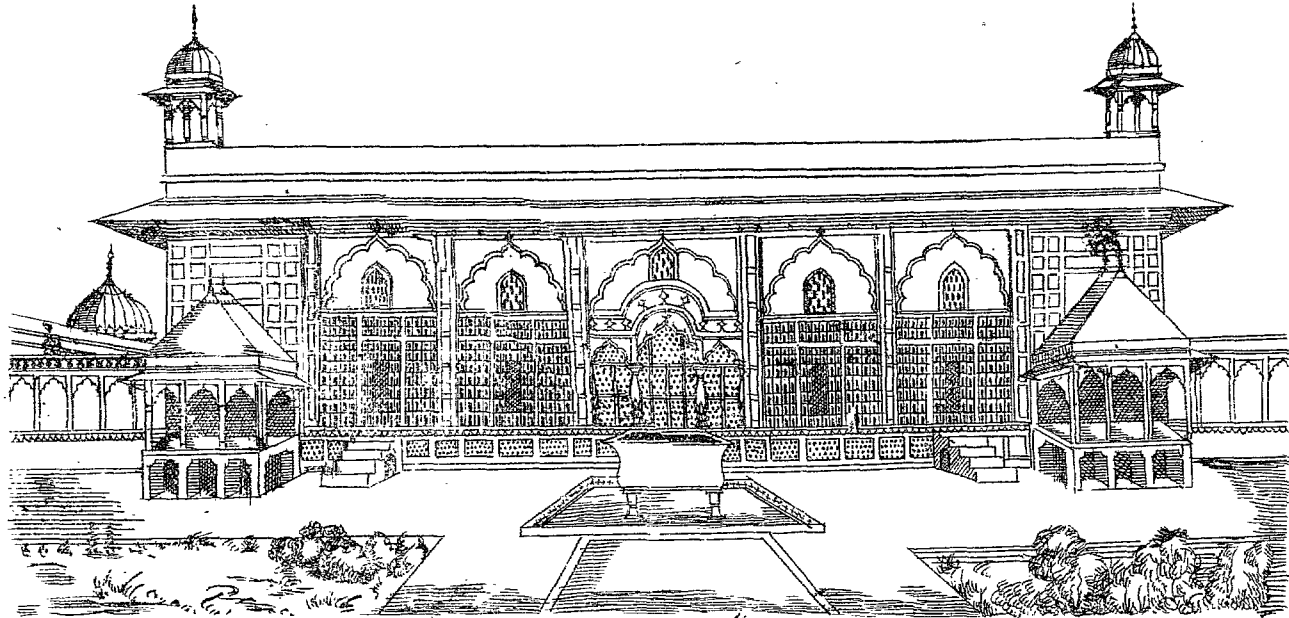
نقشہ رنگ محل کا باہر سے

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اوس پیالے مین ایک سوراخ ہی اور ایک نہر
پوشیدہ تلے تلے آئی ہی اور اوس پیالے مین سے اوبلی ہی پیالے کے لبون سے پانی کا
گرنا اور حجاب آب سے گل بوٹون کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم
ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہی اس محل کے
بیچون بیچ مین سے گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر
اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس
حوض مین جو صحن کیطرف روکار کے سامنے رکھا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک
نہر مین منبت کاری اور پرچین سازی اور پچیکاری کا وہی حال ہی یہ محل اجارہ تک
اور اوسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور
اور سمین پچیکاری کی ہوئی ہی علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لیا ہوا ہی
اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت
نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت
اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھادی محمد اکبر شاہ ثانی کیوقت
مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت
لگائی ہی کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہی۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہی اور حقیقت مین قرینہ ہی خوابگاہ کا

جو بڑی بیٹھک کر کے مشہور ہی اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہی لیکن
میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی

اسد برج

یہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہی یہ برج
ہر ناتھ چیلے کے ہنگامے مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ
ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہی اور جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا ہی۔

خوابگاہ یا بڑی بیٹھک

یہ خوابگاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہی اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و
لطیف سر سے پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی اور اوسمین طرح طرح سے منبت کاری کا کام
اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شہ نشین کیطرح ایک مکان ہی اور
اوسکے جنوب اور شمال کو دو بڑے بڑے دالان کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے
ہین کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہی اور اوسکی دو محرابون پر ایک
کتبہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہی لکھا ہوا ہی اور گرد اجارہ کے پاس سونے کے پانی
سے اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

کتبۂ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہاست رنگین و نشیمن ہاست دلنشین قطعہ بہشت برین
چمن گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف

بسان بیت العتیق بطوافش آیند روا ست واگر نظار گیان انفس و آفاق مثل حجر اسود بتقبیل آستان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعهٔ والا که از کاخ گردون برتر ست ورشک سد اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش که در منازل چون روح در بدن ست و شمع در انجمن و نهر اظهر که آب صافیش بی نیاز آئینهٔ جهان نما ست و انا را از عالم غیب پرده کشا و آبشار ها که هر یک کوی سپیدهٔ صبحدم ست با لوحهٔ اسرار از لوح و قلم و فوار ها که هر کدامش پنجهٔ نور ست۔

کتبۂ محراب شمالی

بصافحهٔ آسمانیان مائل بالا آلی متلالی ست بانعام زمینیان نازل و حوض که همه از آب زندگانی پر بصفا رشک نور و چشمهٔ خور دوازدهم ذی الحجه سال جلوس دوازدهم اقدس مطابق هزار و چهل و هشت هجری بعالمیان نوید کامرانی داد و انجامش که بصرف پنجاه لک روپیه صورت پذیرفت بست و چهارم ربیع الاول سال بست و یکم جلوس همایون موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بفر قدوم میمنت لزوم گیتی خدیو گیهان خداوند بانی این مبانی آسمانی شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاهجهان بادشاه غازی در فیض بر روی جهانیان بکشاد

ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہین

شهنشاه آفاق شاه جهان	باقبال ثانی صاحبقران
در ایوان شاهی بصد احتشام	چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس ست تا ناگریزا این بنا بو قصر اقبال او عرش سا
زہی دلنشین قصر پیراستہ بہشتی بصد خوبی آراستہ
شرافت یکی آیہ در شان او سعادت در آغوش ایوان او
چو + + درین سرای سرور کند + + + از جبہہ ور
بپایش سر صدق ہر کس کہ سود چو دریای چون آبرویش فزود
زمانہ چو دیوار را ور فراشت بہ پیش رخ مہر آئینہ داشت
زبس روی دیوارش آراستست ز نقاش چین رونما خواستست
چنان بر سرش دست ایام کرد کہ گردون بلندی ازو وام کرد
ز فوارہ و حوض دریا نشان بآب زمین شستہ رو آسمان
چو جاے شہنشاہ عادل بود ازان بادشاہ منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پچدرہ دالان ہی نرا سنگ مرمر کا پرچین کار نہایت نفیس و لطیف بیس گز کا لنبا اور چھہ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اوس دالان کے بھی محرابین ہین اور حجرے ہین کہ غربی حجرے مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہین اس دالان کے بیچ مین ایک حوض ہی مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی مگر اوسکی تہ پر طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ اونمین سے
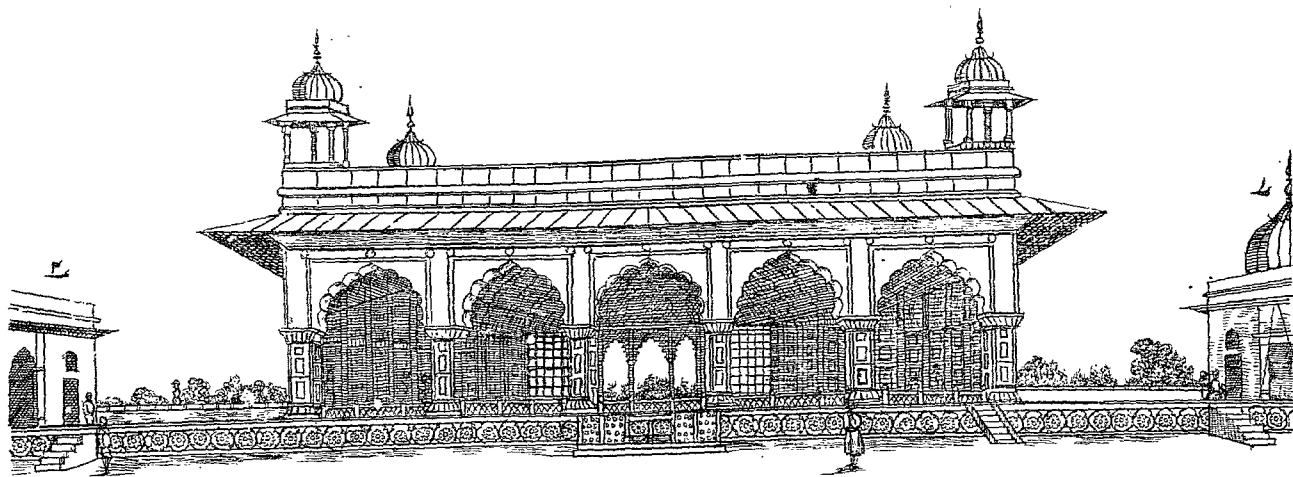
پانی اوبلتا تھا اس دالان کے آگے صحن ہی وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوسمین
کیا ہوا ہی اور نہر بہشت بہتی ہی اور رنگ محل مین چلی جاتی ہی۔

برج طلا یا مثمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہی مثمن سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کا
اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اوپر چین سازی اونبت کاری
کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج
بھی کہتے ہین اور بسبب مثمن ہونے کے مثمن برج بھی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے عمارت
خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون ضلعون مین
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک اور نشیمن بطور برآمدے
کے جانب دریا بنا ہوا ہی۔

شاہ محل یا دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اوس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ
گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسی گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ مین
دیوان خاص کی عمارت ہی چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے
پانوٗن تک سنگ مرمر کی اور سرتاسر اسکے بیچ مین چار گز کے عرض سے نہر
بہشت بہتی ہی اس عمارت کے بیچون بیچ مین چوکور ستون بنا کر اٹھارہ گز کے
طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہی اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک

چبوترہ ہی اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتے ہین
اور اس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہی در و دیوار و ستون و مرغول
او رمحراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین اجارہ تک عقیق و
مرجان اور اور احجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹے پھول پتے
بنائے ہین اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہی اور سونے کے
پانی سے گویا لیپ دیا ہی اندر کے رخ محرابون کے اوپر یہ شعر لکھا ہی **شعر**

اگر فردوس بر روے زمین ست　　　همین ست و همین ست و همین ست

یہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور اوس طرف کے درون ہین جالیان
لگا کر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
اوس صحن کے گرد مکانات اور ابوابہا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب
غرب اس صحن کے دروازہ ہی کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہی اور اس
دروازے کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب اُمرا بروقت دربار کے اس
لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہی
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو چوکھنڈی
دیوان خاص کہا کرتے ہین اسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مرہٹہ اور
جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔
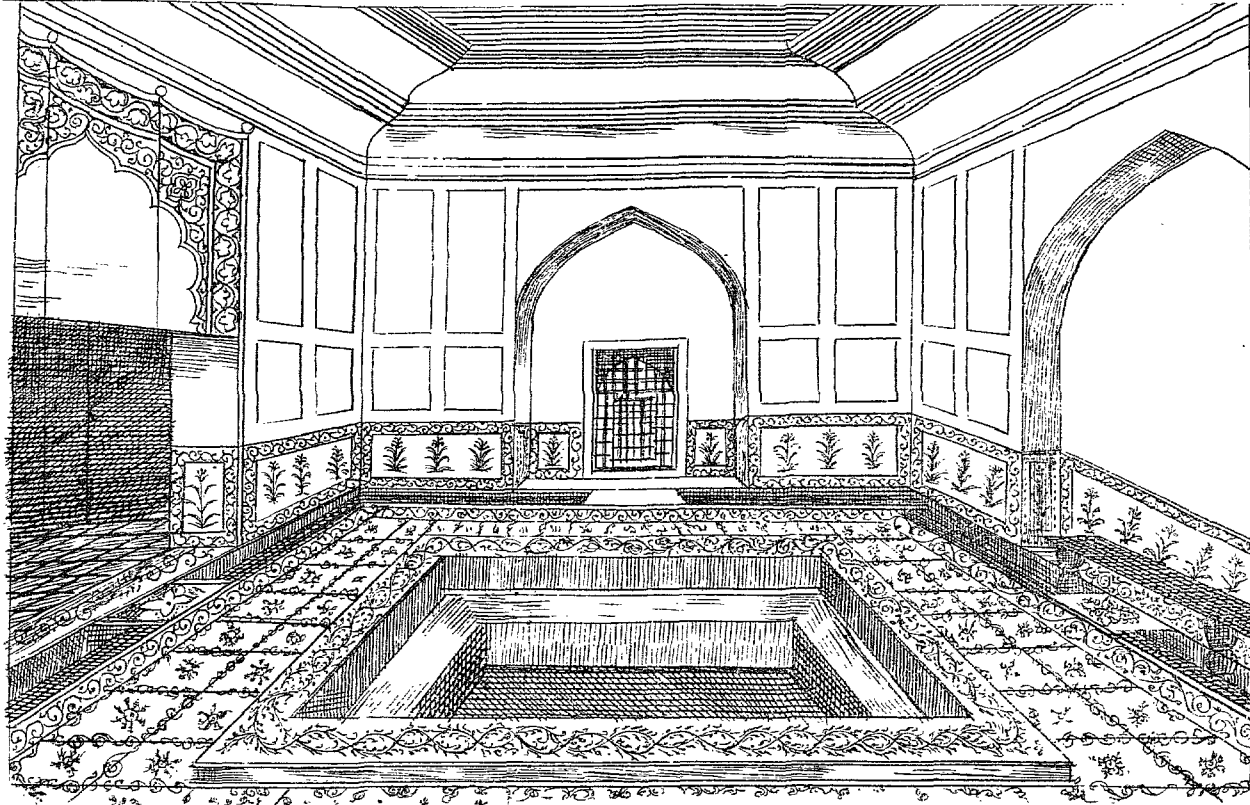
نقشہ سردخانہ حمام

تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہی اور وہ تسبیح خانہ کرکے مشہور ہی اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ مین سنگ مرمر مین ترازو کی صورت کھدی ہی اور میزان عدل اوسپر لکھدیا ہی اسی تسبیح خانے مین سے خوابگاہ کا رستہ ہی کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہی۔

عقب حمام

دیوان خاص کے جانب شمال اسیطرح کا دالان ہی کہ وہ عقب حمام کہلاتا ہی یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہی اور اوسیطرح کا بنا ہوا ہی۔

حمام

یہ حمام بیمثل و بیعدیل ہی یقین ہی کہ ملکون ملکون مین ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس حمام کا کمرہ نما بنایا ہی اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوسپر منبت کاری کی ہی اور شرق کیطرف جالیان لگاکر آئینہ بندی کی ہی کہ اوسمین سے دریا اور جنگل اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہی دوسرے درجے مین جانب شمال ایک شہ نشین ہی سر سے پائون تک سنگ مرمر کی اور اوسپر بہت تحفہ منبت کاری اور پچی کاری کی ہی اوسکے آگے ایک درجہ ہی مربع نرا سنگ مرمر کا اوسکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھرون سے پچیکاری کی ہی اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطعہ

ہی کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہی اسطرح کی
پچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی استاد
اٹالین شریک تھا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سے ہی اوس درجے کے
بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پرچین کار اوسکے چارون کونون پر چار فوارے
لگے ہوئے تھے اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بھر کے عرض کی اور بہت کم گھری نہایت
نفیس مشہور ہی کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تھا اور جب
چاہے ٹھنڈا تیسرا درجہ اس حمام کا اجارہ تک تمام سنگ مرمر کا ہی جانب غرب
حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہی کہ اوسپر
بیٹھکر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین مستطیل حوض
ہی جب چاہین اوسمین گرم پانی بھرین اور جب چاہین سرد پانی بھرین اس درجے
مین بہت تحفہ پچیکاری اور منبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سے گرم ہوتا ہی۔

موتی محل

یہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کرکے رنگامیزی اور
طلاکاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہی پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا
مشتمل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز
کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہی آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا

نقشہ گرم خانہ حمام
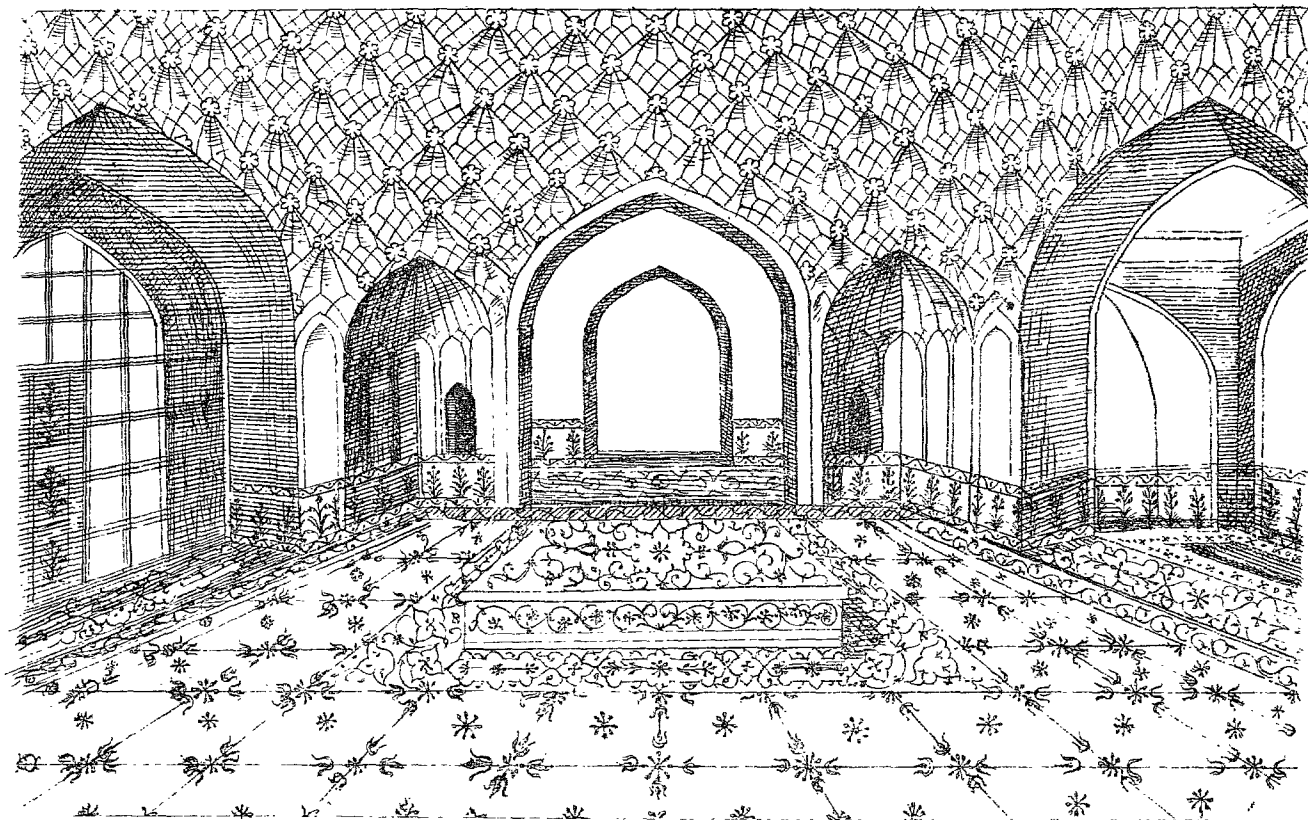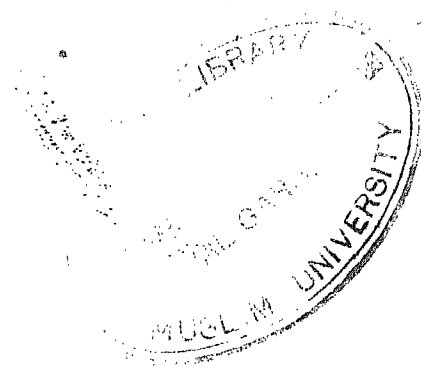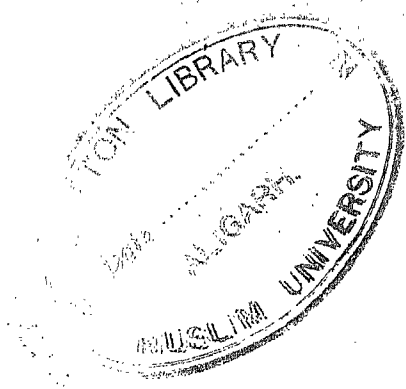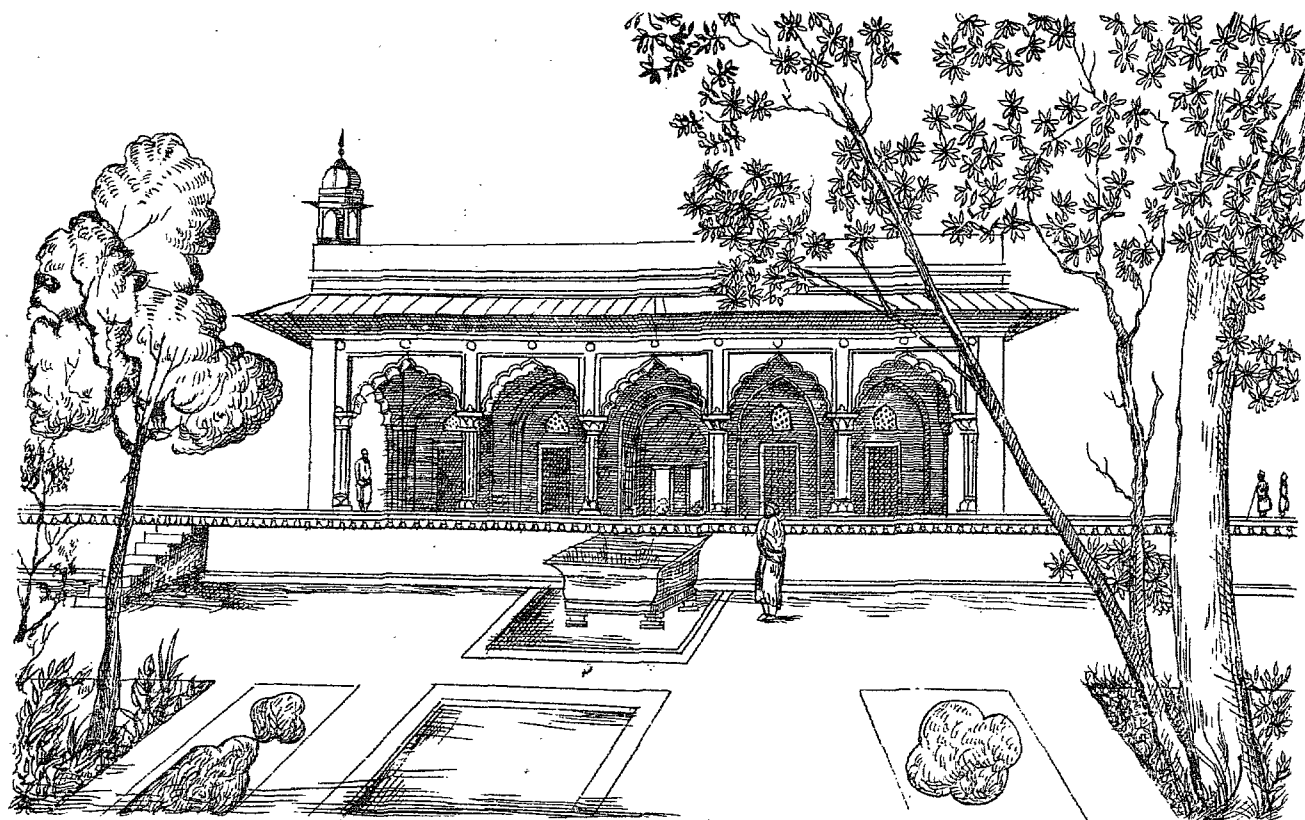
نقشہ موتی محل

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور جانب غرب سے
مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا ہی
اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور باقی سنگ سرخ کا ہی اور اوسکو
سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اوسمین سے ایک چادر
دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ حوض
بھی عجائب روزگار سے ہی کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہین نہوگا
حقیقت اسکی یہ ہی کہ یہ پتھر اتنا بڑا بجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور
شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بموجب حکم بادشاہ کے اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار
گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پایون کے ایک پتھر کا ہی
بعد تیار ہونے اوس حوض کے مکرانہ سے کہ دار الخلافت سے دو سو کوس دور ہی باحتیاط لائے
اور اس مقام پر لاکر رکھدیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات
تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اون مین کچھ نقصان بھی آگیا ہی۔

نہر بہشت

اس محل مین ہو کر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بٹھک اور رنگ محل
مین جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پھر وہان سے منشعب ہو کر ہر ایک محل
اور مکان مین بہتی ہی۔

باغ حیات بخش

صد ہزاران گل شگفتہ درو   سبزہ بیدار و آب خفتہ درو

کسی زمانے مین یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور خراب ہی حضور والا کو اسکی آراستگی پر توجہ نہین چند مکان اس باغ مین بہت خوب ہین جنکا حال بیان کیا جاتا ہی ایک درخت پا کھل کا اس باغ مین نایاب ہی اور اوسکا مربہ تلی کے مرض کو مفید ہی۔

حوض اور نہر

اس باغ کے بیچون بیچ مین ایک حوض ہی ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اوسکے بیچ مین کسی زمانے مین اونچاس فوارے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن رات چھوٹتے تھے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف ایک سو بارہ فوارے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے سبب دن رات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چارون طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز کے عرض سے بہتی تھی اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارے چاندی کے ہر وقت چھوٹتے رہتے تھے اب اون فوارون کا نام بھی رہا البتہ جس جگہ فوارے تھے وہان ایک چھید باقی رہگیا ہی شعر

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا   اب جس جگہ کہ داغ ہی یان پہلے درد تھا

اسی حوض مین بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہی۔

بھادون

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہی سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اوسکا یہ ہی کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہی اور اوسپر سولہ
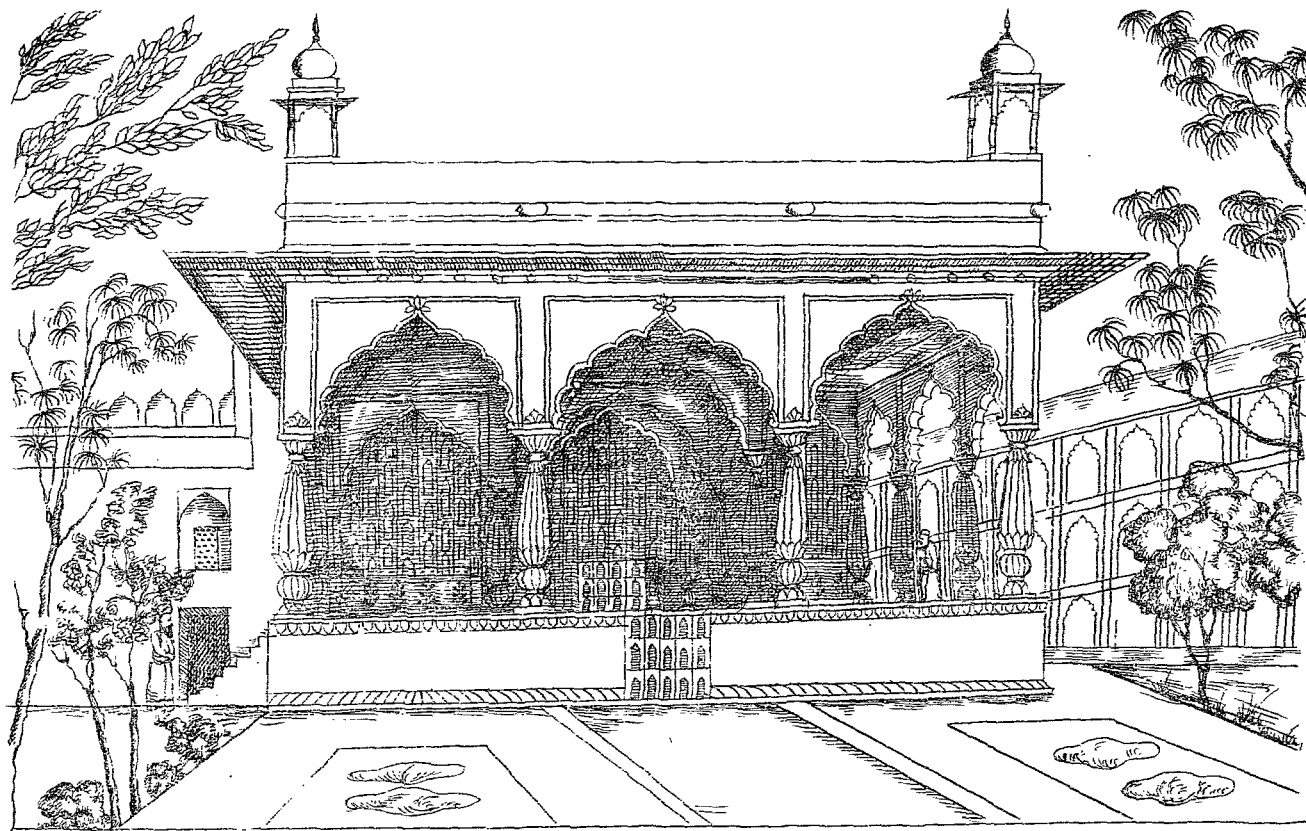
نقشۂ بھادون
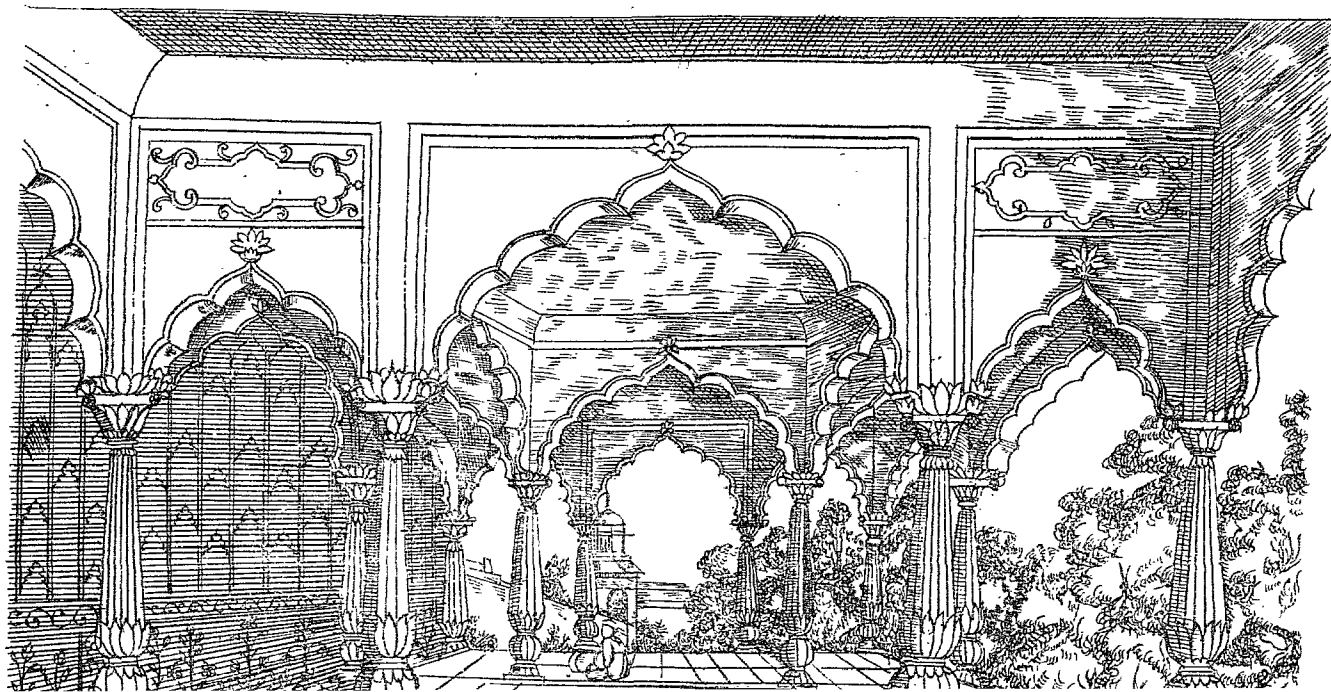
ستون لگاکر ایک ایوان دلکشا تعمیر پایا ہی مشتمل اور پردوایوان کے جانب شرق و غرب
اور دو بنگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
بن گئی ہی اور اوسمین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسو کا مربع اور ڈیڑھ
گز کا گہرا اوس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہو کر پڑتی ہی
اور پھر اوسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی یہ عمارت
بھی بہت نادر ہی اور اوسمین پانی کا پھرنا اور چادرہ چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
بھادون کا مہینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا
ہی اب اس مکان مین پانی آنے کا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہو گیا ہی
اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین
کہ دن کو اونمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن
ہوا کرتی تھین اور اوسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اون پھولون
کی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چارون
کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈیکی سنہری بنی ہوئی ہین۔

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی بڑی سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت
تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہی اور چہرہ اسکا بعینہٖ مثل
چہرۂ بھادون کے ہی بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھاپا اور ایک کو

نکالو ایک ذرہ فرق نہین اور اسیطرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہی اور حوض بھی بنا ہی
اور اسیطرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین اس سبب سے کہ
اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ جیسا ساون کا مہینا سوا سطے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہی۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین طبقے
پر ہی پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہی اور اسکی چھت اندر سے گول
اور اوپر سے مسطح ہی یہ عمارت تمام سنگین ہی اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی
اور اوسمین اجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور اجارہ سے چھت تک
سنگ پٹھانی سے سفید کرکے سنہری گل بوٹے بیل پتی بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہی
اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن مشرف بدریا بنائے
ہین اور اوسکی ردکار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہی اور مثمن درجہ
کے بیچ مین ایک حوض ہی تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اوسکی
صنعت کاری دیکھ کر عقل حیران رہجاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہی اور غربی طاق
مین ایک آبشار ہی اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہین کہ اون مین
دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے تھے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہی

شاہ برج
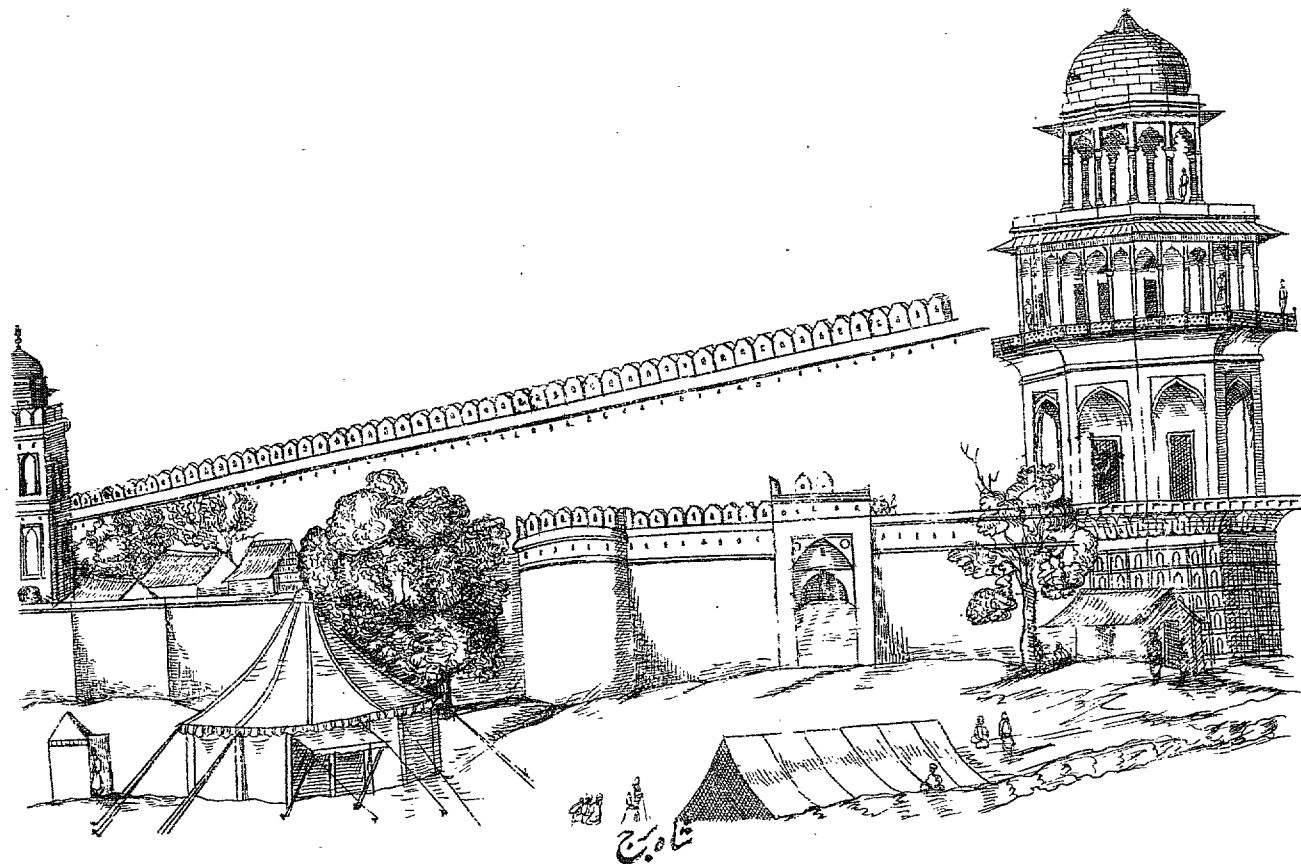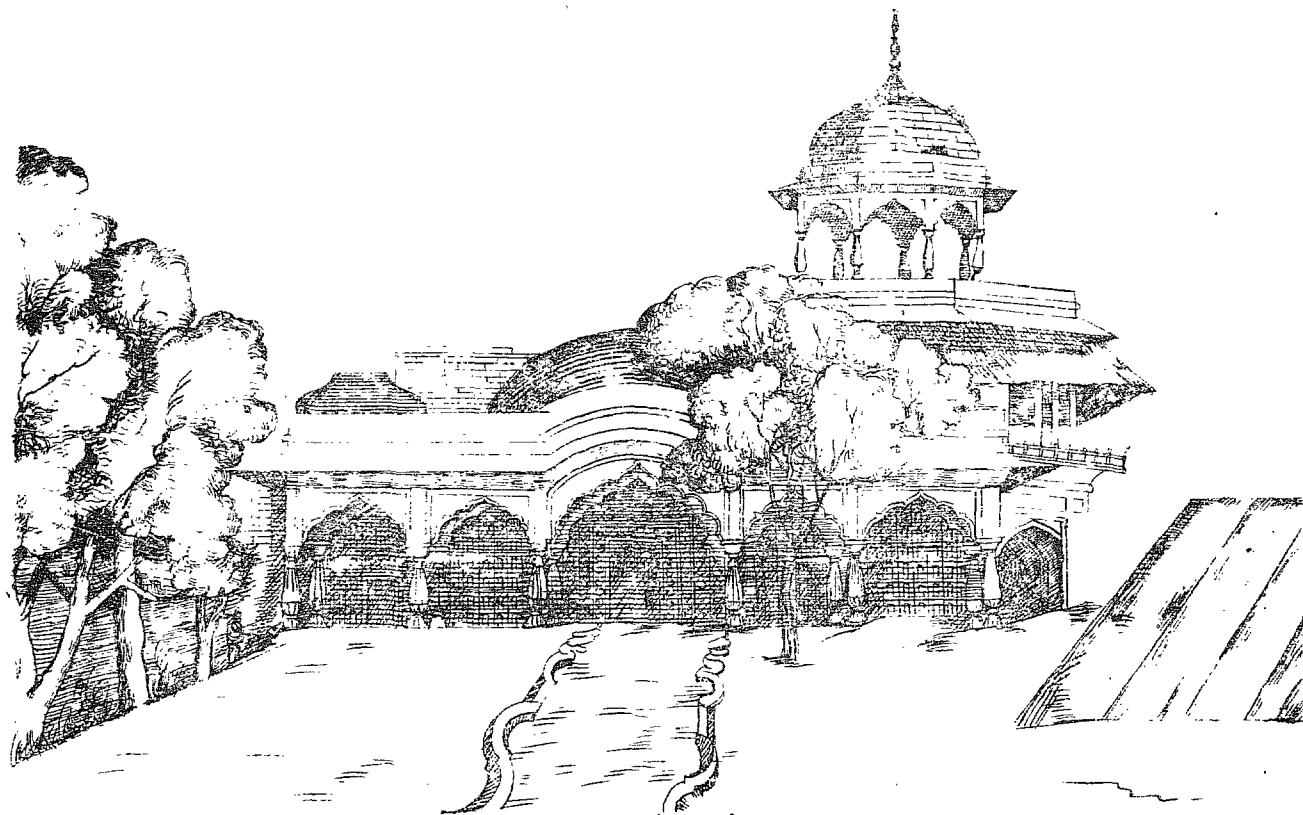
نقشہ شاہ برج

سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے
شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر ہی ڈیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی
بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہ دونون حوض بھی نہایت پرچین ساز اور
منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہوئے ہین اس نہر مین سے
ایک نہر نکلکر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہی اور اوس سے برج کی نہر مین آن کر
اور مثمن حوض مین سے ہو کر شرقی طاق کیطرف بہتی ہی کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف
ایک آبشار بنی ہوئی ہی سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہی اور ہر جگہ پانی جانیکے
قلبہ اسی برج مین بنے ہوئے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہی کہ یہ فلانے حوض کا قلبہ
ہی اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجے کی عمارت بھی مثمن ہی نہایت صفائی کے ساتھ
آٹھ گز کے قطر سے اور اوسکے آٹھون ضلعون پر سر اسر ایوان ہی چوبیس ستون کا اور
تیسرے درجے کی عمارت ایک نشیمن ہی گنبدی آٹھ ستون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر
اور کلس سنہری ہی غرضکہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہی۔

مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے مین بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بجز اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
اوسمین جاری ہی اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال
نے قطب صاحب کے جھرنے کی نقل بنائی ہی اور کچھ نہین۔

شہر شاہجہان آباد

کسے راز ندگانی شاد باشد کہ در شاہجہان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنے لگے یعنی سنہ ۱۰۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نے یہ تاریخ لکھی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

سنہ ۲۴ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۶۰ ہجری موافق سنہ ۱۶۵۰ مسیحی شاہجہان کے حکم بموجب مٹی اور پتھر سے چار مہینے کے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر دوسرے برس برسات مین اکثر جگہ سے گر پڑی اسواسطے شاہجہان نے چونے اور پتھر سے ازسرنو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے مین یعنی سنہ ۱۰۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۸ ع مین چار لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ فصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اسمین ستائیس برج دس گز کے قطر سے ہین سنہ ۱۸۰۳ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۱۸ ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو یہ فصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروازے کے باہر غازی الدین خان فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو مدرسہ کر کر مشہور رہی اوسکو بھی شہر پناہ کے اندر لے لیا اور قریب سنہ ۱۸۱۱ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۲۶ ہجری کے اوس مدرسے کے گرد بھی شہر پناہ سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر پناہ کے برج پر سنگ مرمر مین یہ کتبہ کھود رکھا ہی۔

برج اکبر شاہ

اس شہر کے دروازے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہین اکثر دروازونکی ایک ہی سی قطع ہی ۱۸۵۲ء عیسوی مطابق ۱۲۶۹ھ ہجری مین سرکار انگریزی کے حکم سے ایک اونیا دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازے مین سے آتے ہین اور ایک مین سے جاتے ہین اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہی اور اوسپر یہ کتبہ ہی۔

کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ء عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروازے اور چودہ کھڑکیان ہین اور اونکے نام یہ ہین۔

نام دروازون کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نگمبود دروازہ کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدررو دروازہ۔ کابلی دروازہ پتھر گھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیون کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروازے کی کھڑکی۔ مسدود سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلبلی باغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نگمبود کی کھڑکی۔

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروازے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک ہزار پانسو بیس گز لنبا بازار ہی

مراۃ آفتاب نما

اگلے تاریخ کی کتابون مین اس بازار کو لاہوری بازار کر کر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہی قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہی اسی گز کا مربع اس چوک مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہی ہشت پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین اسکے گرد بہت خوبصورت دوکانین بنی ہوئی ہین اور شمال کیطرف باغ ہی جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے ہین اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہی اور سراسر اسمین نہر بہتی ہی اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہی۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز کا لنبا اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونون طرف پختہ دوکانین بنی ہوئی تھین اور بیچ مین بہت خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہان کی بیوی نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بنایا تھا اور اکبر آبادی مسجد بھی اسی بازار مین ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابون مین اکبر آبادی بازار ہی یہ دونون بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہین اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتے گئے ہین۔

مراۃ آفتاب نما

آراستگی بازار اور شہر

شاہجہان کے وقت مین ان سب بازارون مین بڑی بڑی بدررؤین بنی ہوئی
تھین جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کیچڑ نہونے پاتی تھی اب کہ عمارت
کو بالکل انقلاب ہوگیا وہ بدررؤین کچھ تو بند ہوگئین اور کچھ ٹل گئین اس سبب سے
بازار خراب رہتے تھے سنہ ۱۸۵۲ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۶۹ ہجری مستر ارتھراستن ابرلٹس
صاحب کلکٹر اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازارون کی صفائی اور شہر
کی آراستگی پر ہمت صرف کی اکثر جگہ نئی بدررؤین بنوائین اور بعضی جگہ پرانے
بدررون کو صاف کیا اور بڑے بازارون مین دونون طرف دوکانون کے نیچے
پختہ بدررؤین بناکر شہر کے باہر پانی نکلوادیا دوکانون کے آگے سنگ سرخ
کے خوبصورت چبوترے بنگئے اور بڑے بازارون مین رات کو دو طرفہ لعلٹینون
کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہوگئی

فیض نہر

مرآۃ آفتاب نما[1]

اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اوسنے سنہ ۶۹۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۲۹۱ عیسوی کے اس نہر کو سوا پرگنہ خضر آباد مین دریا سے کاٹا اور تیس کوس
تک پرگنہ سفیدون مین جہان اوسکی شکارگاہ تھی لاکر چھوڑدیا پھر کسی بادشاہ کو
اوسکا خیال نرہا کہ وہ نہر بند ہوگئی تھی سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے
جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے
اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر مین لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک مدت بعد

یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۶۳۸ عیسوی کے شہاب الدین محمد
شاہجہان نے اس نہر کے سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے
قلعہ شاہجہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
بن چکا تو قلعہ اور شہر مین جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً ۱۸۲۰ عیسوی مطابق
۱۲۳۶ ہجری کے سرکار انگریزی نے
پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
بدستور جاری ہے اور
مرمت اور شکست و
ریخت سے تیار اور
مصفا
رہتی ہے
فقط

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کا ذکر ہی

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ میدہاوی عرف دہاوا	راجہ دہاوا	۰	تخمیناً سال ۸۹۵ قبل حضرت مسیح	اس لاٹھ پر سندھیون پر فتحیابی کا فتحنامہ کندہ ہی مگر رواج خط سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہین	۲
۲	لاٹھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	سال ۲۹۸ ق	پرانے خط مین بودھ کے مذہب کے احکام اور ناگری حرفون مین	۴
۳	لاٹھ اشوکا یا ستارہ کوشک شکار	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	۲۹۸ سال ق	بیلدیو چوہانکا فتحنامہ کندہ ہی مگر یہ فتحنامہ کندہ ہوا ہی راے پتھورا کے وقت مین	۸
۴	انیک پور	انیک پال تونور	انیک پال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۹
۵	انیکتال	انیک پال تونور	انیک پال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۱۰
۶	سورج کنڈ	سورج پال	انیک پال تونور	سنہ ۶۷	سنہ ۶۸۶		۱۱
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی راج عرف راے پتھورا	راے پتھورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ ع کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑکر مسجد	۱۱
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معزالدین			بنائی اور بتخانے پر اور لاٹھ کے پیلے پر فتحنامہ لکھایا اور سنہ ۵۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۵ ع	۱۲
	ایضاً	تعمیر سلطان معزالدین	سلطان معزالدین			کے سلطان معزالدین نے پانچ محرابین بنوائین سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق	۱۴
	ایضاً	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			سنہ ۱۲۲۹ ع سلطان شمس الدین التمش نے	۱۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
	ایضاً	تعمیر سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین			تین تین محرابین ور ہنوائین اور لاٹھ پر پانچ درجے اور	۲۰
۸	لاٹھ قطب صاحب	پرتھی راج عرف رای پتھورا	رای پتھورا			بڑھائے سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ عیسوی کے سلطان	۱۵
	ایضاً	قطب الدین ایبک بابت نصب فتحنامہ	سلطان معزالدین			علاءالدین نے اس مسجد کو	۱۷
	ایضاً	تعمیر سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین			بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سے دوگنی	۱۹
۹	دروازۂ کلان متصل لاٹھ	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین			بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی۔	۲۰
۱۰	ادھبنی یعنی ناتمام لاٹھ	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین				۲۲
۱۱	حوض شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۷	سنہ ۱۲۲۹	سنہ ۷۱۱ھ مطابق سنہ ۱۳۱۱ع کے سلطان علاءالدین نے اس حوض کے بیچ مین برجی بنائی۔	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۹	سنہ ۱۲۳۱	ناصرالدین محمود سلطان شمس الدین کے بیٹے کا مقبرہ ہے۔	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	سنہ ۶۳۳	سنہ ۱۲۳۵		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان		معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۷	مقبرہ معزالدین بہرام شاہ	علاءالدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۱		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۳	سنہ ۱۲۸۴	خان شہید کے مرنیکے وقت اوسکی قبر اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۱۹	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین	سنہ ۶۹۵	سنہ ۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت مین حوض خاص اسکا نام ہوا	۲۷
۲۰	مقبرہ سلطان علاءالدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۷۱۷	سنہ ۱۳۱۷		۲۷
۲۱	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلق شاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱	۷۸۱ھ مطابق سنہ ۱۳۷۹ع کے محمد معروف نے اس باولی پر مکانات بنائے	۲۸
۲۲	مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	محمد عادل تغلق شاہ کی بھی یہین قبر ہی	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین		محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	خلیل اللہ خان نے سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۲ع کے مزار پر بارہ دری بنائی۔	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۷	سنہ ۱۳۲۶		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین		فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۲
۲۶	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروز شاہی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	تیمور کا خطبہ اسی مسجد مین پڑھا گیا تھا	۳۴
۲۸	کوشک انور یا مہندیان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۴
۲۹	بولی بھٹیاری کا محل	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۵
۳۰	کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۲	سنہ ۱۳۷۰		۳۶
۳۱	درگاہ روشن چراغ دہلی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۵	سنہ ۱۳۷۳		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۳۳	مسجد چوراہہ قدم شریف	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۶۲	سنہ ۱۳۶۲		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار		فیروزشاہ	سنہ ۷۶۸	سنہ ۱۳۶۷		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرائے	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرۂ فیروزشاہ	ناصرالدین محمد شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	سنہ ۷۹۲	سنہ ۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی گمٹی	ابوالفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	سنہ ۸۲۴	سنہ ۱۴۲۱	خضرخان کا یہ مقبرہ ہے۔	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۴۱
۴۲	مقبرۂ محمد شاہ	علاءالدین عالم شاہ	علاءالدین عالم شاہ	سنہ ۸۴۹	سنہ ۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرۂ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۲
۴۴	پانچ برجہ زمرد پور	زمرد خان	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستی کی دڑی	بستی خواجہ سرا	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موٹھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۴۷	مقبرۂ لنگر خان		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۹	راجوں کی بائین	دولت خان	سلطان سکندر	سنہ ۹۱۲	سنہ ۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبرۂ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	سنہ ۹۲۳	سنہ ۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۳	سنہ ۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۳۹	سنہ ۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۴۴	سنہ ۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اللہ خان	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعۂ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرۂ خیرپور	خیر خان	شیر شاہ	سنہ ۹۵۰	سنہ ۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری باؤلی	عماد الملک خواجہ عبد اللہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۲	سنہ ۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۶۱	مقبرۂ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۲	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۳	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۸	سنہ ۱۵۵۱	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر کر بنایا	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۸	سنہ ۱۵۶۰		۵۴
۶۵	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیاں یا مقبرہ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبرۂ ہمایون	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۵
۶۸	نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبرۂ اتکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۴	سنہ ۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ		اکبر بادشاہ	سنہ ۱۰۱۲	سنہ ۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن	نور الدین جہانگیر	سنہ ۱۰۱۴	سنہ ۱۶۰۵		۵۸
۷۲	جیلخانہ یا سرائے فرید خان	فرید خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۱۷	سنہ ۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹
۷۴	منڈھی	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۸	سنہ ۱۶۱۸		۶۰
۷۶	پل سلیم گڈھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۶۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۳	سنہ ۱۶۲۳		۶۱
۷۸	نیلا برج یا مقبرہ فہیم	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۱
۷۹	چونسٹھ کھمبہ یا مقبرہ کوکلتاش خان	میرزا عزیز کوکلتاش خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۲
۸۰	مقبرہ خانخانان	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان دوران خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۴
۸۵	دارالشفا و دارالبقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰
۸۸	مسجد اکبرآبادی	اکبرآبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۱
۹۰	باغ شالہ مار	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۲	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۳	قلعہ موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۰۷۰	سنہ ۱۶۵۹		۷۳
۹۴	مسجد جہان آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲	سنہ ۱۶۸۱		۷۳
۹۵	مقبرہ سر نالہ		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۶۸۸		۷۴
۹۶	درگاہ حضرت سید حسن رسول نما		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۳	سنہ ۱۶۹۱		۷۴
۹۷	جھرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۲	سنہ ۱۷۰۰		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۶
۹۹	مقبرہ زیب النسا بیگم	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۱	سنہ ۱۷۰۹		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النسا بیگم	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸
۱۰۲	مقبرہ غازی الدین خان	غازی الدین خان	بہادر شاہ شاہ عالم	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۱۰۳	مقبرہ شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ کی بھی یہیں قبر ہے	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ ہمایون		رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۳	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دریبہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائی جی سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس رصد خانے میں انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محلدار خان	ناظر محلدار خان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	گھاتھا بمبو		محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۰	سنہ ۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۸	سنہ ۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روزافزون	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مقبرہ محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۸		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۴	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۳
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۱۱۹	کالکا		شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۸	سنہ ۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۳	سنہ ۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان		شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۵	سنہ ۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینیو نکا بڑا مندر	ہرسکھ رائے موہن لال	شاہ عالم	سنہ ۱۲۱۵	سنہ ۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۲	سنہ ۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوگ مایا	راجہ سیدھمل	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینیونکا چھوٹا مندر	پنچایتی	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان نما	متکلف صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۹		۱۰۰
۱۲۷	مسجد میرزا جہانگیر	ممتاز محل	ولیم چہارم	سنہ ۱۲۴۸	سنہ ۱۸۳۳		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۳		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	متکلف صاحب بہادر	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باولی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہنڈن	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈگی	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید نکمبود	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۸	سنہ ۱۸۵۲		۱۰۳

تیسرا باب

تیسرا باب

بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین

لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا میدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہی اور سر سے پانؤن تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہی اسکے سرے پر لوہے کے ٹکڑون مین ڈھالتے وقت منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے بائیس فٹ چھ انچھ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچھ ہی ایک کہانی مشہور ہی کہ رائے پتھورا کے وقت مین پنڈتون نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا تھا اس غرض سے کہ رائے پتھورا کے خاندان کی عملداری کبھی نہ ٹلے مگر یہ بات بالکل غلط ہی اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفون مین تین اشلوک کندہ ہین جنکا

دیکھو کتبہ نمبر (۱)

خلاصۂ مضمون یہ ہی کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھاوا سے لڑنے کو
بعد لڑائی کے راجہ دھاوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
مگر قبل از بننے لاٹھ کے مرگیا جمس پرنسب صاحب لکھتے ہین کہ اس[1] راجہ کا اور کچھ
حال نہین معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤن مین کا راجہ ہی اور اس قسم
کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری تھے اس سبب
سے خیال کیا ہی کہ یہ لاٹھ پانچوین صدی سے بہت دُور سے بلکہ آٹھوین[2] صدی
مین بعد حضرت عیسی کے بنی ہم اسبات کے ماننے سے انکار کرتے ہین اسکا
سبب یہ ہی کہ راجاؤن کی تاریخ ۱۱۹۳ سنہ عیسوی سے مسلمانون کی عملداری ہونے
تک بصحت تمام ملتی ہی[3] جسمین کچھ شک نہین اون تاریخون مین اس راجہ کا ذکر نہین
علاوہ اسکے اس لاٹھ پر سمت کندہ نہونے سے یقین پڑتا ہی کہ بکرماجیت سے
پہلے کی ہی کیونکہ بکرماجیت کے پیچھے سمت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کرنیکا
بالکل رواج ہوگیا تھا اسکے سوا اوس زمانے مین ہستناپور کے راجاؤن کا راج
بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلون سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
راجہ دھاوا کی بنائی ہوئی ہی جو جد ہشٹر کی اولاد مین سے اونیسوان راجہ ہی اگرچہ
یہ راجہ اندرپت مین آبسے تھے الاقدیم تختگاہ اونکا ہستناپور تھا اسی سبب سے
ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بیشنوی[4] تھا لاٹھ کے کتبے
سے بھی یہ ہی مذہب معلوم ہوتا ہی مروج تاریخ کی کتابون سے ظاہر ہی کہ

[1] ارکیولجیکل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۳ صفحہ ۲۹۴ و کتاب نمبر ۷ صفحہ ۶۲۹

[2] رویل اشیاٹک سوسیٹی کتاب نمبر ۲ صفحہ ۲۶

[3] دیکھو آئین اکبری

[4] بھاگوت و خلاصۃ التواریخ و راجاولی و سلسلۃ الملوک

راجہ میدھادی ایک ہزار نوسو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا لا انگریزی مورخون نے جو صحیح حساب راجہ جدہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہی اوس حساب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری رائے مین یہ لاٹھ نوین صدی مین قبل حضرت مسیح بنی الا ناتمام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتحنامہ جس مقصد سے اوس راجہ نے اسکو بنایا تھا کھودواکر لاٹھ کو نصب کردیا کچھ عجب نہین کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی کے ہوئی ہو جبکہ رائے پتھورا نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن مین آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑکر قطب الدین ایبک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ مسجد کے صحن مین آگئی چنانچہ ابتک مسجد کے صحن مین موجود ہی بہرحال یہ لاٹھ ایک عجب چیز ہی ابتک اسمین کچھ نقص نہین آیا شاید گولے کے صدمے سے ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہی نوجوان آدمی اس لاٹھ کو کولی مین کرتے ہین اور یہ کھیل کھیلتے ہین کہ جسکی کولی مین یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی کولی مین نہ آئے وہ حرام کا ہی۔

لاٹھ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہی اور لوگ کورنڈ کا پتھر بتاتے ہین اور بہت صاف بنائی ہی اسکے ساتھ کی پانچ لاٹھین تھین ایک راودھیا مین دوسری ماہتا مین تیسری آگرہ آباد مین

چوتھی میرٹھ کے نواح مین پانچوین موضع توہرہ مین ان پانچون لاٹھون کو راجہ اشوکا عرف
پیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبے کھودے ہوئے ہین پہلا[۱] کتبہ اسی راجہ کے
نام کا ہی اس کتبے کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہی اور حروف بھی بہت پرانے
خط کے ہین جو دیوناگری حرفون سے پہلے تھا اور اوسمین بدھ کے مذہب کی تعلیم
اور جانداروں کو دکھ نہ دینے اور مجرم پر سزا[۲] قصاص اور سیاست بدنی جاری
نکرنے کے احکام لکھے ہین لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے مین پڑھا[۳] نہین گیا اور
فیروز شاہ[۳] نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الا اون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
جمس پرنسپ صاحب نے اس کتبے کو پڑھا وہ کہتے[۴] ہین کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چندر گپتہ
کا اور صوبہ دار اوجین کا تین سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اوسنے
سنہ ۲۷ جلوس مطابق دو سو اٹھانوے سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی تاریخون[۵]
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندستان مین مع قنوج
اوسکا عمل تھا اوسکے وقت مین مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
سے تمام رعایا ناراض ہو گئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھون
پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوکا ہی جسکی دارالسلطنت
کشمیر تھی انھین فارسی تاریخون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ راجہ اشوکا تخمیناً
ایک ہزار تین سو تھتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
کو صحیح جانتے ہین دوسرا[۶] کتبہ اس لاٹھ پر بلدیو چوہان کے نام کا ہی پہلے

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۲
[۲] ہفت اقلیم
[۳] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
[۴] آرکیولوجیکل سوسٹی بنگال کتاب نمبر ۶ صفحہ ۶۰۹ صفحہ ۵۲۶ لغات و صفحہ ۷۹۱ وردیل اشیاٹک سوسٹی کتاب ۶ صفحہ ۲۶۹
[۵] آئین اکبری تاریخ کشمیر
[۶] دیکھو کتبہ نمبر ۲

بلدیو سانبھر کا راجہ تھا جہان سے چوہانون کا نکاس ہی اوسنے فوج کشی کر کر تنورون
پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی راے پتھورا نے اپنی زمانۂ ریاست یعنی سنمت ۱۲۲۰
مطابق سنہ ۱۱۶۳ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پرکھا کا فتح نامہ لکھوا دیا اس کتبے
کے ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہی اسکے اشلوک بخوبی پڑھے جاتے ہین
اس کتبے مین بلدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیون کا بیان اور یہ بات کہ اوسنے
فتح کر کر ہندوستان مین دھرم قائم کر دیا لکھا ہوا ہی جبس زمانے مین کہ فیروز شاہ بعد
بنانے کوٹلہ کے متھنہ کیطرف آیا اور پھر وہان سے پھر کر دلی مین آیا یعنی قریب
سنہ ۷۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۹ عیسوی کے تو اوس زمانے مین یہ لاٹھ موضع نوہرہ
پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد مین نصب[1] تھی جو دلی سے پہاڑ کیطرف نوے کوس کے
فاصلے پر ہی اور اوس زمانے مین مشہور تھا کہ بھیم کی گوئین چرانے کی یہ لاٹھی ہی
فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو یہان سے اوکھاڑ کر دلی مین لیجانا چاہیے کہ
مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گرد نواح کے قصبات اور دیہات کے
بہت سے آدمی جمع کیے اور روئی کے بورے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چن دیے
اور اوسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہو کر اون
روئی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روئی کا سہج سہج نکالتے گئے اور
لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جسمین یہ لاٹھ کھڑی
کی تھی اوس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

[1] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بانس باندھے اور کچے چمڑے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسیطرحکا صدمہ نہ پونہچے اور
اوسکے لانے کو ایک چھکڑہ بیالیس پہیے کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندھکر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اوسکے ہر ایک پہیے مین
بہت مضبوط رسیان باندھین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کھینچتے تھے جب
چھکڑا چلتا تھا اسطرح بہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع نوہرے کے
نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندھکر اس لاٹھ کو کشتیون پر چڑھایا
اور دریا دریا شہر فیروزآباد مین لائے اور کوٹلہ فیروزشاہ مین مسجد کے پاس اس
لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہوجاتا تب
لاٹھ کو اوٹھاکر اوسپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتے جب وہ بھی تیار
ہوجاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھاکر اوس درجے پر رکھتے اسیطرح تینون درجے بن گئے جب
لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بناکر ایک سرا اون کا لاٹھ مین باندھا
اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگاکر دوسرا سرا رسون کا اون مین باندھا
اور بہت آدمی ملکر اون چرخیون کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اوسوقت اوسکے نیچے بڑے بڑے لکڑ
اور روئی کے بورے رکھ دیتے تھے تاکہ کسیطرحکا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونہچے
اسیطرح بہت دنون مین یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اوسکے نیچے
وہی مربع پتھر بدستور رکھدیا اور پھر چونے اور پتھر سے بھرواکر مضبوط کردیا اور

اوسکے سرپر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور
تانبے کا کلس سنہری ملمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے
منارۂ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا
بلکہ لاٹھ کے سر کا کونہ بھی جھڑ گیا بعضے کہتے ہین کہ بجلی کے صدمے سے گرا
اور بعضے کہتے ہین کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا بتیس[۳۲]
گز کا ہی آٹھ گز اوسمین سے عمارت مین گڑی ہوئی ہی اور چوبیس[۲۴] گز بلند
عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہی ۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارۂ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہی راجہ اشوکا کی جو میان دواب مین میرٹھ کے پاس تھی اوسی زمانے مین
جبکہ فیروزشاہ نے منارۂ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما
یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہی تو بھی اس لاٹھ کے
لانے مین بھی وہی دقتین اور مشکلین اوٹھائین جو پہلی لاٹھ مین اوٹھائین تھین جبکہ یہ
لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت
کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینے کو رکھوا دی
تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میگھ زین اوڑنے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ
ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے ہوئے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے
قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑون کو ملائین تو پورے تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف[۱]

موٹی ہی قطر سب سے موٹے ٹکڑیکا تین فٹ ڈو انچھ اور سب سے پتلے ٹکڑیکا ڈھائی فٹ
ہی اور وزن تمام ٹکڑون کا تین سو بہتر ۳۷۲ من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہوگئے ہین
اور اونکی پپڑین اوکھڑجانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہین رہے۔

انیک پور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل پرے راجہ بلم گڈھ کی عملداری مین یہ گانون ہی جبکہ سمت ۱۰۳۳
بکرماجیت مطابق ۹۷۶ عیسوی اور ۳۶۵ ہجری راجہ انیکپال تنوردلی کا راجہ ہوا اوسنے
سیروشکار کیواسطے پہاڑون کے بیچ مین ایک بہت تحفہ بند بناکرپانی کو روکا ہی اس
بند کے دوطرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چھوٹی سی گھاٹی ہی اوس گھاٹی کو بند سے
بند کردیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر
زمانے کے قائم ہی بیچ اس بند کا دوسو پندرہ ۲۱۵ فٹ اور دونون بازو سینتیس ۳۷ سینتیس ۳۷
فٹ لنبے ہین جسکا کل طول ایک سو نواسی ۱۸۹ فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع
پنچاس پنچاس فٹ کے ہین اور اوتار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہی اس
بند کی دیوار مین سیڑھیان بنائی ہین چنانچہ اب بھی سترہ سیڑھیان زمین سے اوپر
موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتے ہین کہ ہمارے ہوش مین قدآدم سے سوا
اور نیچا تھا اور کئی سیڑھیان اور نکلی ہوئین تھین اب مٹی سے دب گئی ہین موہری
اس بند کی اتنی بڑی ہی کہ کھڑا آدمی اوسمین سے چلا جاتا ہی اگرچہ اس بند مین اب
پانی نہین ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ مین سے بارہ مہینے پانی رستا ہی اوسی زمانے مین راجہ

اننگ پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا مشہور ہی کہ اوس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بننے نہین پایا اب وہ چار دیواری بھی قائم نہین ہی کہین کہین سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہی کنور بھوپال جو اننگپال کا بارھوان بیٹا تھا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس[1] گانون مین اوسکی اولاد بستی ہی اور یہی لوگ وہان کے زمیندار ہین لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت مین مسمی ساکرانی گوجری گھر مین ڈال لی تھی اور اوس سے اولاد چلی اسواسطے یہ لوگ تنورون مین سے خارج ہوکر گوجرون مین مل گئے اب یہان کے زمیندار گوجر کہلاتے ہین متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہی اوسمین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور نکلتا ہی کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہی۔

اننگ تال

اسی راجہ نے اپنی زمانہ حکومت مین یعنی تخمیناً سمت ۱۱۳۳ بکرماجیت مطابق ۱۰۷۶ عیسوی مطابق [illegible] ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب اب بالکل منہدم ہو گیا ہی لاٹ قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال ابتک ایک گہرا گڑھا موجود ہی اور اننگ تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاؤالدین نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب مین سے اپنی مسجد مین پانی لایا تھا چنانچہ ابتک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہی۔

[1] پوتھی بھاٹ

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرحد متصل موضع انیک پور سرحد موضع لکڑپور عملداری سرکار انگریزی مین غالب ہی کہ ایسا خوبصورت تالاب اور کہین نہو چارون طرف اس تالاب کے مدور سیڑھیان بنائی ہین اور ایک طرف جانورون کے پانی پینے کا گئوگھاٹ بنایا ہی اور ایک طرف آدمیون کی آمد ورفت کی سیڑھیان رکھین ہین اور ایک طرف پہاڑون کا پانی آنے کا رستہ رکھا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت بنائی تھی اور تالاب مین سے اوس محل مین جانے کی نہایت خوبصورتی سے سیڑھیان بنائی ہین اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر وہ سیڑھیان ابتک باقی ہین اس تالاب کو کنور سورج پال[1] راجہ انیکپال کے پانچوین بیٹے نے تخمیناً سنہ ۹۸۶ء مطابق سنہ ۳۷۶ ہجری مین بنایا ہی بھادون سُدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب مین نہان ہوتا ہی اور اس تالاب کے کنارے پر سیڑھیون کے اوپر پیپل کا ایک درخت ہی اوسپر پوجا کے بعد ناریل چڑھتے ہین اور وہان کا چڑھاوا انیکپور اور لکڑپور کے برہمن لیتے ہین مگر بہت بڑا میلہ نہین ہوتا۔

[1] پوتھی کہانات

بت خانہ رای پتھورا

قلعہ رای پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چارون طرف اس بت خانے کے دوگہے اور سہ گہے اور چوگہے دالان بنے ہوئے تھے اور بیچ مین تو

صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعون مین دروازے تھے اور غربی
ضلع مین مورت تھی اسیطرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
پرکھا کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت ۱۱۰۲ بکرماجیت مطابق ۱۰۴۳ء
موافق ۴۳۸ھ ہجری مین بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے اوستاد
سنگ تراشون کا کام بنایا ہوا ہی کہ اوس سے بہتر بنا خیال مین نہین آتا ہر ایک پتھر پر
منبت کاری مین ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہی اور ایسے اچھے اچھے بیل
بوٹے کھودے ہین کہ بیان سے باہر ہی ہر ایک جگہ در و دیوار اور ستون پر بتون کی
مورتین بنی ہوئی تھین اور زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ اب تک
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہی اس مندر مین لوہے کی لاٹھ
کو جو بشنوی مذہب کی ہی بدستور قائم رکھنے اور در و دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
گنیش اور ہنومان کی مورتین کھودنے سے یقین ہوتا ہی کہ یہ مندر بشنوی مذہب
کا تھا اگرچہ مسلمانون کے وقت مین سب مورتین توڑ ڈالی گئین ہین لا اون ٹوٹی
مورتون مین بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ فلانی مورت تھی ہماری رائے
مین اس بت خانے مین ان دالانون کے سوا سنگ سرخ کی بھی کو ٹھارت تھی کہ وہ
بھی توڑ ہی گئی کیونکہ اس قسم کے پرانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہین۔

مسجد آدینۂ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

جبکہ ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت قطب الدین ایبک

خلاصۃ التواریخ

تاج المآثر
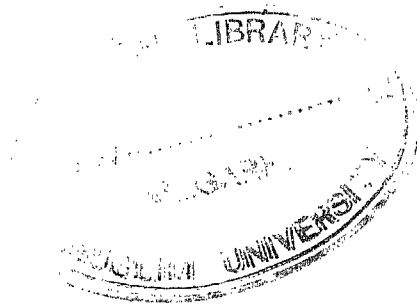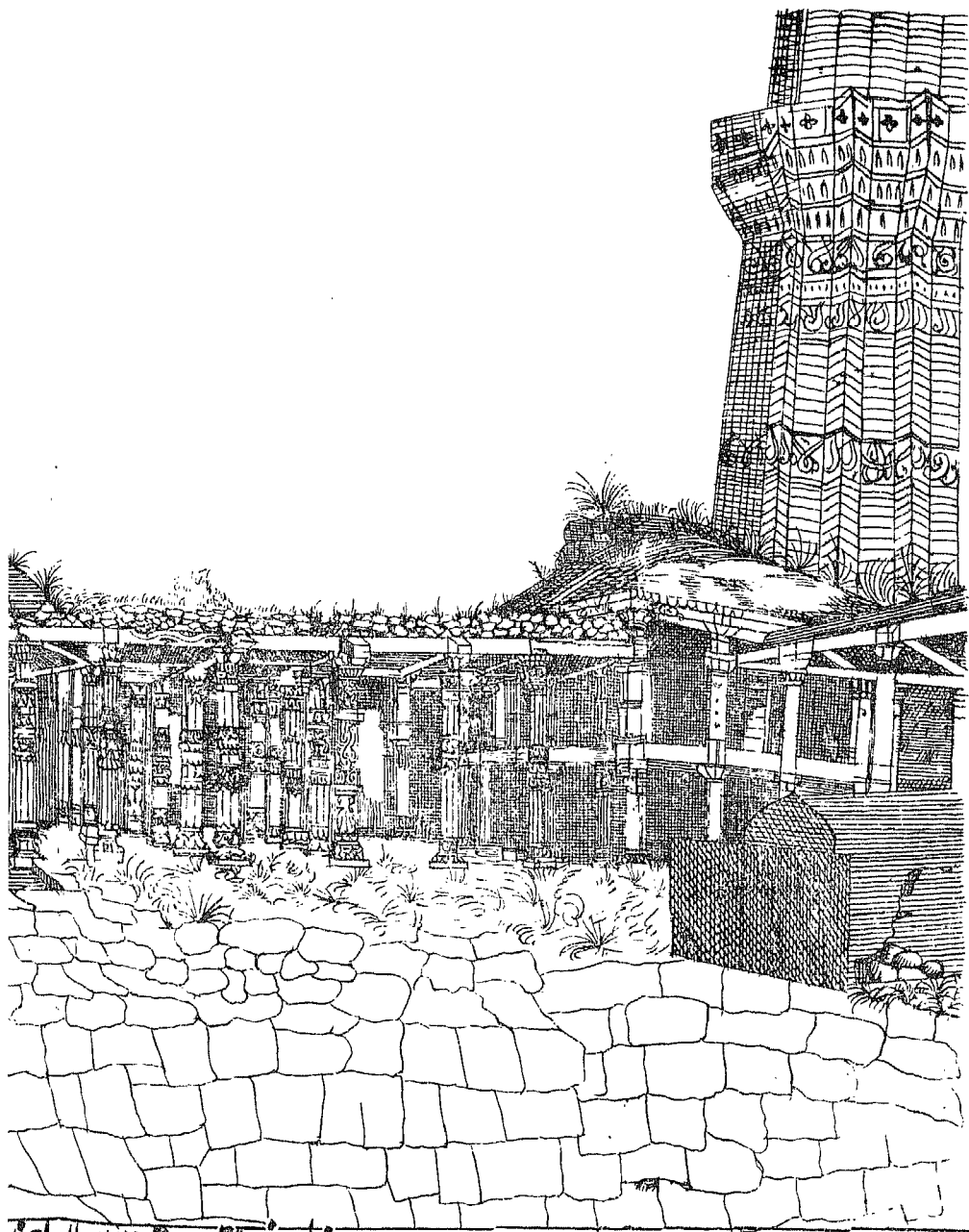
ضلع شرقی مسجد قوۃ الاسلام لعینہا
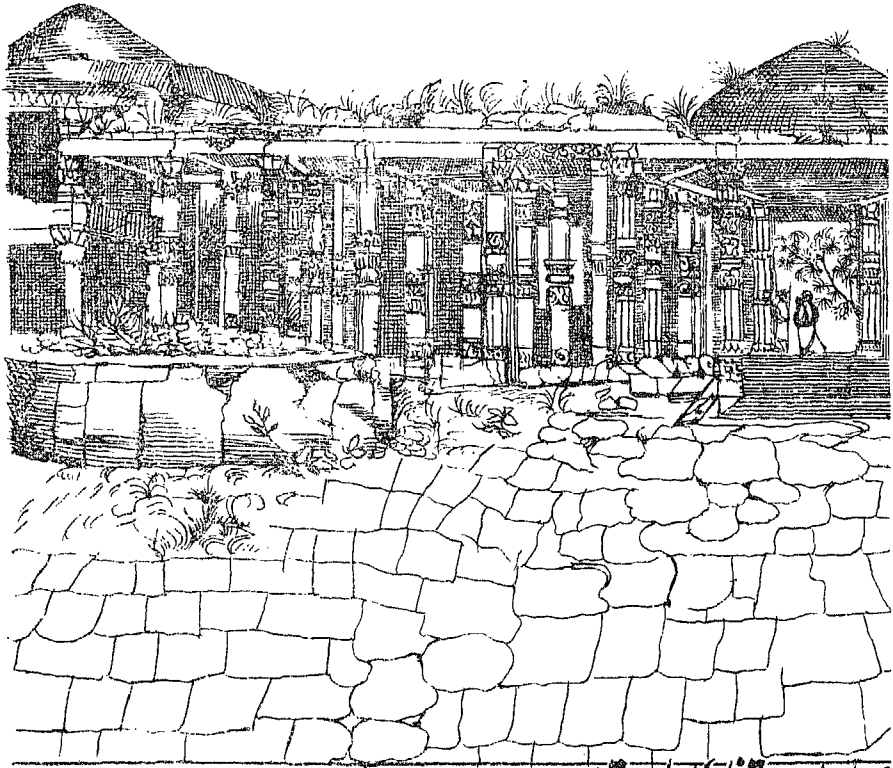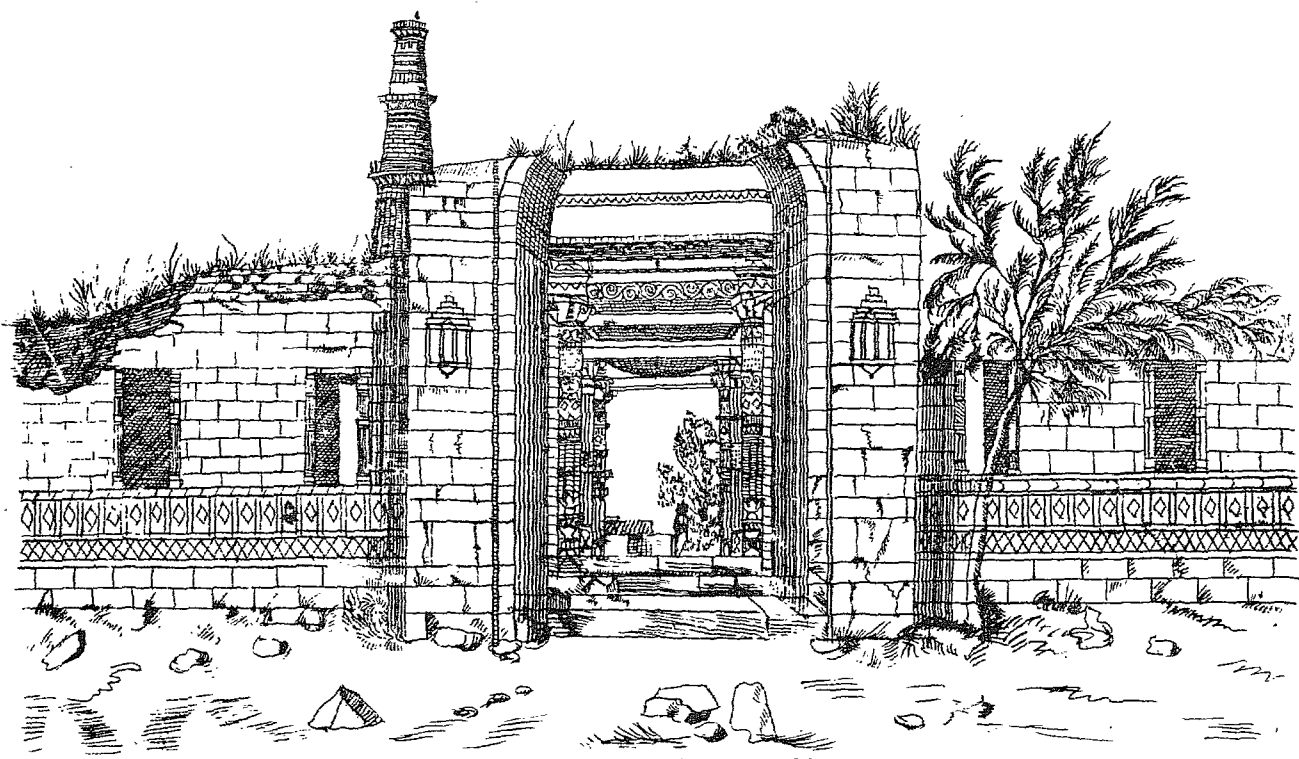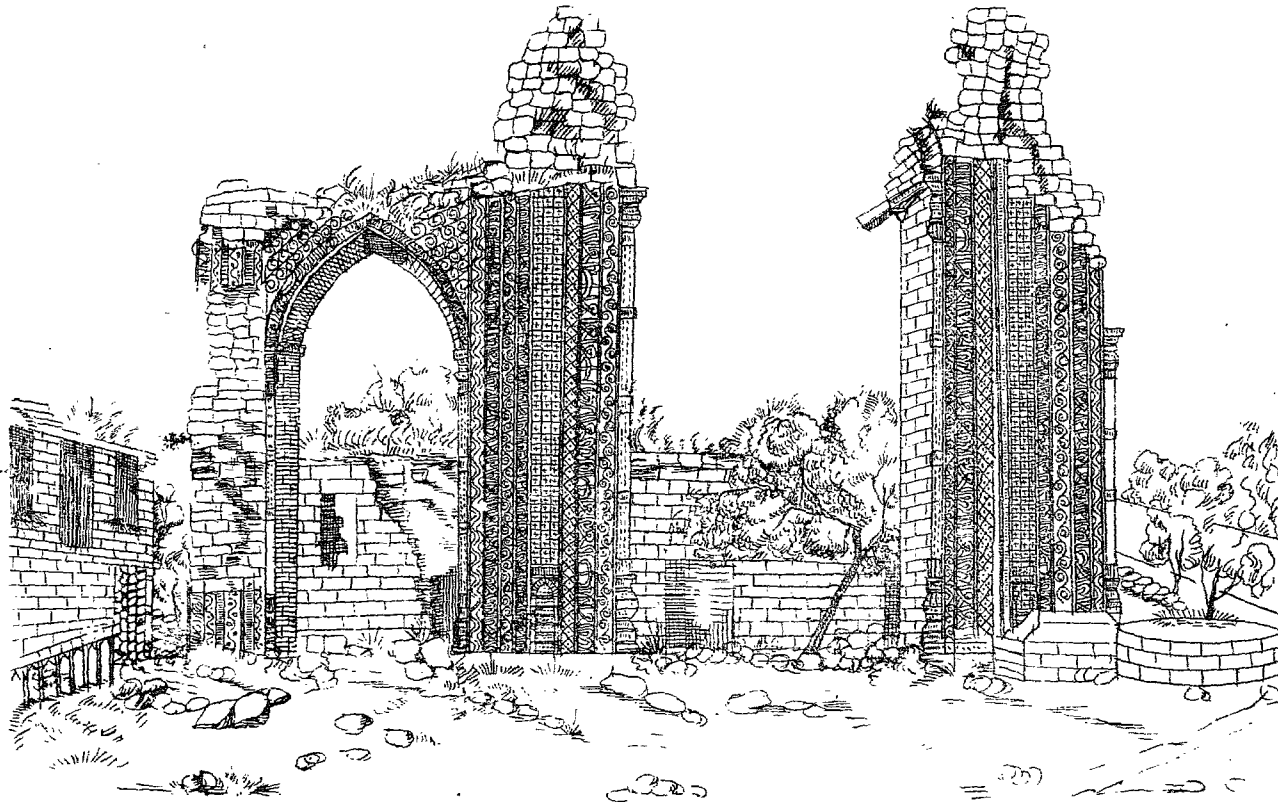
...اصل عمارت بتخانۂ رائے پتھورا

نقشہ دروازۂ شمالی درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

نقشۂ درجۂ سوم مسجد قوۃ الاسلام

نقشۂ دروازۂ شرقی مسجد قوۃ الاسلام

درجۂ دوم مسجد
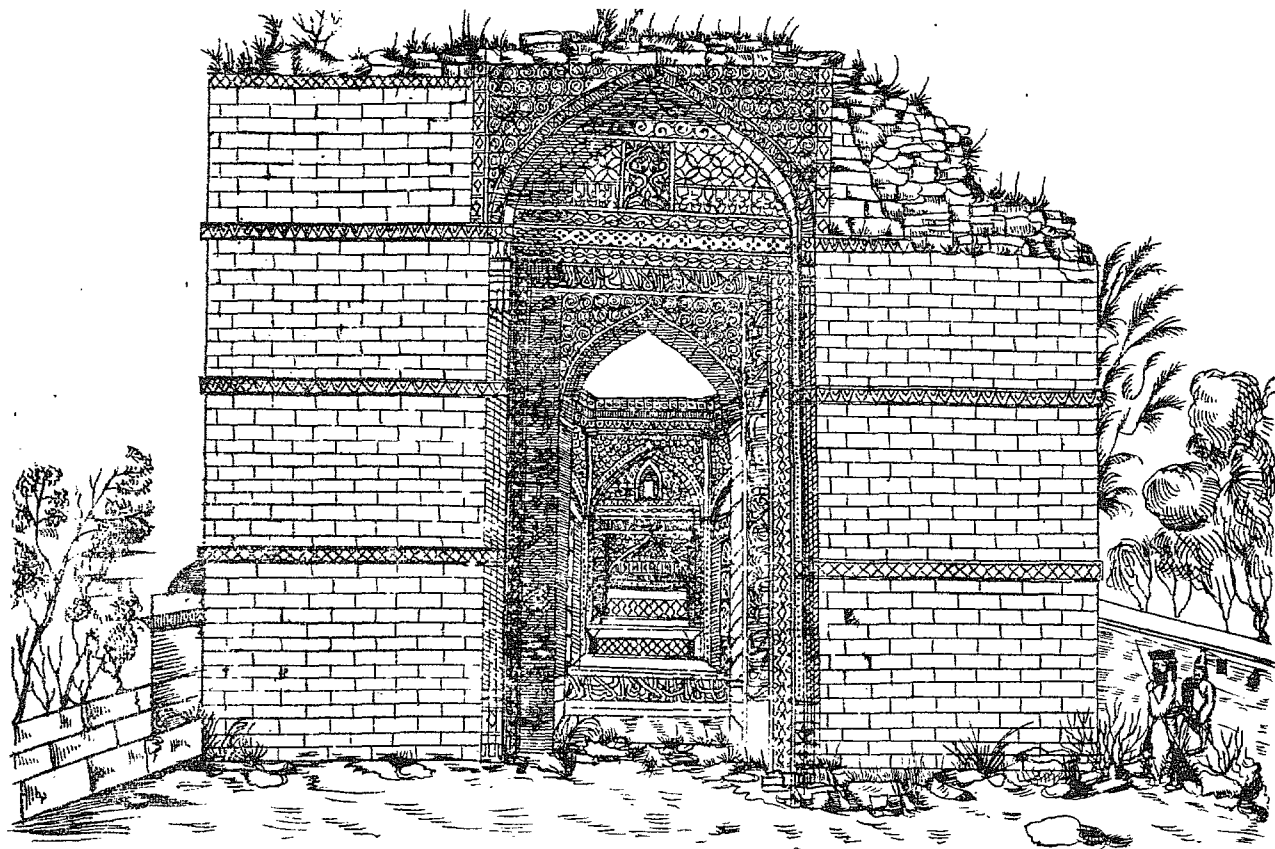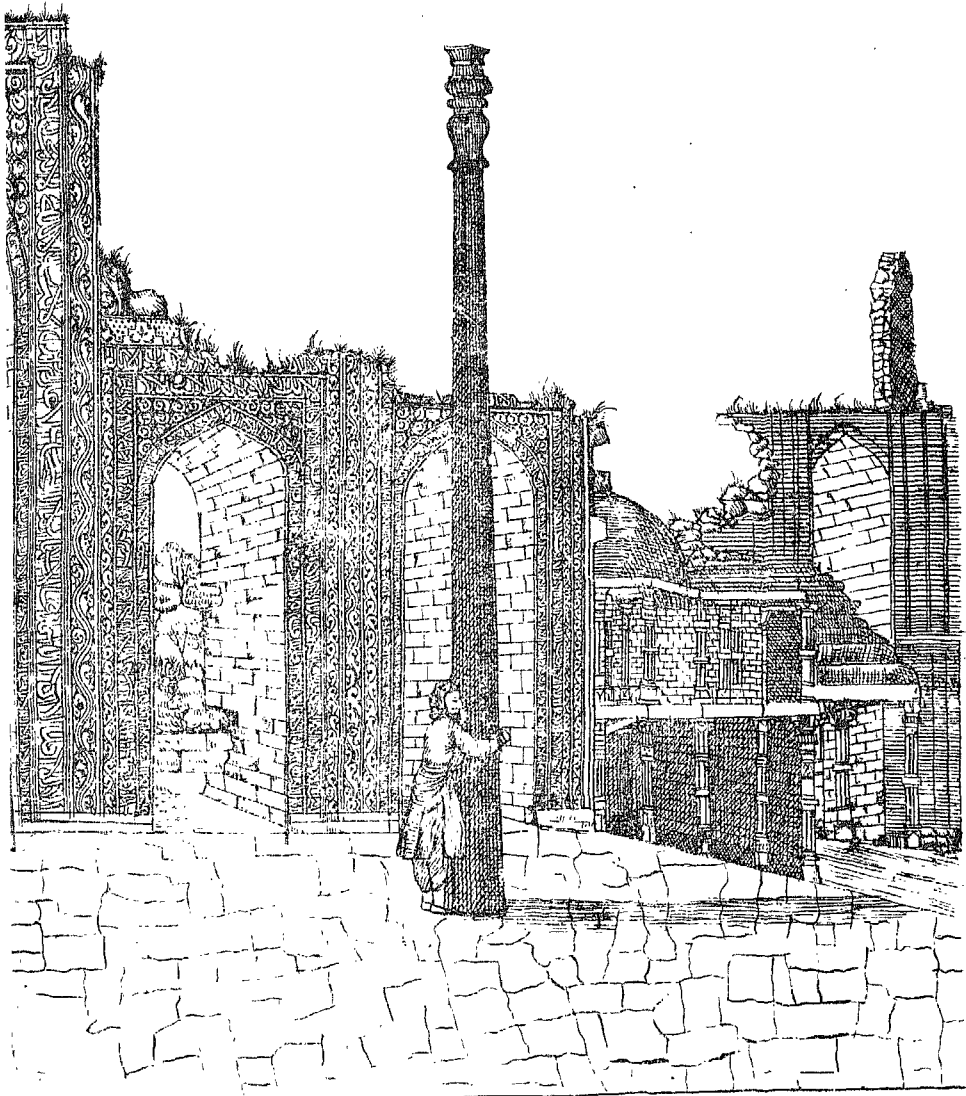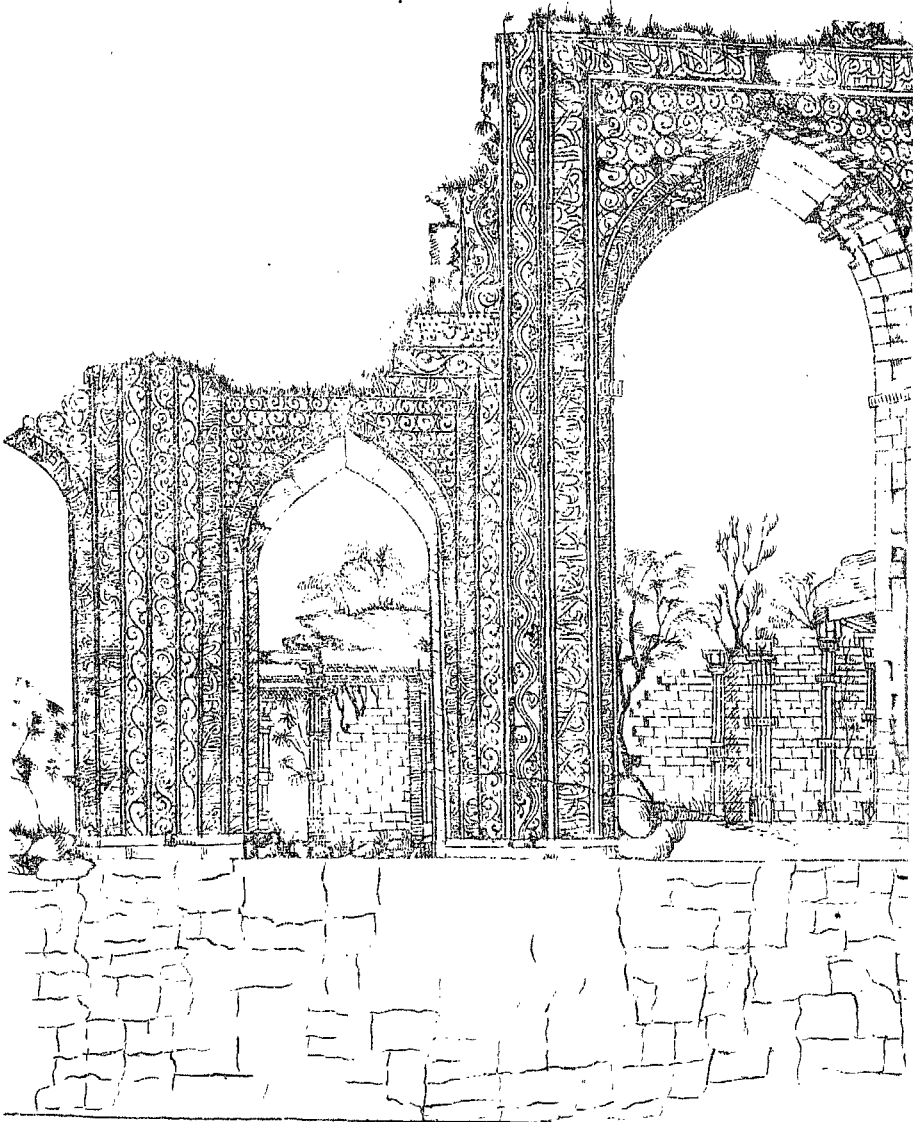
وۃ الاسلام

معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنا دیا اور مورت مندر مین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہہ دیوارون مین اور دروازون مین اور ستون مین بتون کی مورتین بنی ہوئی تھین اونمین سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانون کا اسباب جو پانچ کرور اور چالیس لاکھ دلیوال[1] کا تھا اس مسجد مین چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

تعمیر سلطان معزالدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہروالے گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معزالدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے مین مسجد کی عمارت بھی بنائی جاوے غزنین سے مراجعت کر کر ٥٩٢ ہجری مطابق ١١٩٥ عیسوی مین بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کر کر لگا دی[2] ٥٩٤ ہجری مطابق ١١٩٧ عیسوی کے یہ عمارت بنکر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائین بازو پر یہ تاریخ کندہ ہے[3] ان پانچون درون مین سے بغلی دونون در تو تخمیناً اٹھائیس[2] فٹ اونچے ہین اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس[4] فٹ کے قریب اونچا اور اکیس[2] فٹ چوڑا ہے ان درون پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

[1] دلیوال ایک سکہ اوس زمانے کا تھا چنانچہ پتھورا اور سلطان معزالدین اور سلطان شمس الدین کے وقت تک دلی والے اتنک مسعود مین اور انکا ذکر ارکیولوجکل سوسٹی بنگال کتاب نمبر ۴ نقشہ نمبر ۳ و ۴ و ۳۶ و ۳۷ وغیرہ مین مندرج ہے ۱۲ منہ دیکھو کتبہ نمبر ۳ و ۴ تاریخ فرشتہ و تاج المآثر

[2] دیکھو کتبہ نمبر ۵

[3] دیکھو کتبہ نمبر ۶

طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
درون پر کلام اللہ کی آیتین اور حدیثین کھدی ہوئی ہین جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سُنہرے[1] کلس چڑھا دیے گئے تھے ان
درون مین بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہین چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہی جسمین بتون کی مورتین کھدی ہوئی ہین
دور ہین سے وہ مورت بخوبی دکھائی دیتی ہی غرض اسقدر مسجد کا جو سلطان
معز الدین اور قطب الدین ایبک کے وقت مین تھی پچاس گز اور طول ۱۴۷ گز سے فٹی
گز سے ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابو المعالی مقرر ہوا چنانچہ غربی دالان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہی[2]۔

تاج المآثر[1]

دیکھو کتبہ نمبر[2]

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور ۶۲۷ھ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے اس مسجد کے دونون طرف جنوباً اور شمالاً تین تین در
اور بنائے اور راے پتھورا کے بت خانے کے باہر کے دالان تک مسجد بڑھا دی یہ در بھی
سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہین اور اون پر نسخ اور کوفی خط مین آیات قرآنی
کندہ ہین اور بہت تحفہ بیل بوٹے پھول پتی منبت کاری کے بنے ہوئے ہین جنوبی
درون کے بیچ کے در کے بائین بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہی[3] ان درون کی اکثر
محرابین ٹوٹ گئی ہین بلکہ شمالی درون مین کا ایک در سارے کا سارا سڑک مین آگیا ہی

دیکھو کتبہ نمبر ۸[3]

تاریخ فرشتہ

جبکہ ۶۳۱ہجری مطابق ۱۲۳۳عیسوی مین سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اسوقت بتخانۂ مہاکال کو توڑکر وہان کی مورتین راجہ بکرماجیت کی تصویر سمیت دلی مین لاکر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈالدین تھین یہ تین تین در ضلع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے ۳۷ سینتیس سینتیس گز اور ایک ایک فٹ لنبے ہین اور بیچ کا در آٹھ گز کا چوڑا ہی اور جنوبی ضلع اسکا بت خانے کے قدیم دالان ہین جو پرکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو بتیس ۱۳۲ گز سہ فٹی گز سے ہی

قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار یا ماذنہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جاسکتا حقیقت مین یہ عمارت ایسی ہی کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی نقل مشہور ہی کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہوکر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہی اس لاٹھ پر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اسیطرح نیچے والون کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا فرشتے آسمان سے اوترتے ہین غرضکہ یہ لاٹھ عجائب روزگار سے ہی باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہی اس لاٹھ کے نیچے

کے درجے کی ایک پخ مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے درجے کی سب
پخین مدور ہین اور تیسرے درجے کی سب پخین کمر کی ہین اور اوپر کے دونون درجے
گول ہین اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہی مگر چوتھے درجے مین سنگ مرمر بھی ہی
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہی کہ اوسکی ہرا یک
بیل مسلسل پہ ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہی اور اوسکے ادنے سے
ادنے پھول پنکھڑی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر اس لاٹھ
کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہی کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ[1] کی کتابون مین اور کتبۂ عہد سکندر بہلول
مین اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہی اور بعضی تاریخون
مین اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ[2] لکھا ہی اور بعضی کتابون[3] مین اس لاٹھ کو سلطان
معزالدین کی لاٹھ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال رویہ
ہی اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہی برخلاف
ماذنون کے کہ اونکے دروازے ہمیشہ شرق رویہ ہوتے ہین چنانچہ سلطان علاءالدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا شرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہی کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہین جیسے
کہ سلطان علاءالدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہین جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہی اور نیز

[1] تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

[2] تقویم البلدان

[3] فتوحات فیروزشاہی

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبون کے مقام سے ایسے
معلوم ہوتے ہین جیسے پیچھے کر لگائے ہین اور نیز اس وجہ سے کہ جسطرح اصل بت خانے
مین زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھرون پر کھودے ہین اوسیطرح اس پہلے کھنڈ
پر زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہین اور نیز اس دلیل سے کہ جسطرح
کتبہ فتح نامے کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
اصل بت خانے پر ہی اوسیطرح اس لاٹھ پر بھی غالب ہی کہ پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا ہندون
کے وقت کا ہی کچھ عجب نہین کہ اس پہلے کھنڈ مین جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہی وہان
پہلے بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبے جنمین بادشاہون کے
نام اور قرآن کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہی جو بات کہ مدت
سے مشہور چلی آتی ہی کہ یہ لاٹھ راے پتھورا نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
یعنی سمت ١٢ بکرماجیت مطابق سنہ ١١٤٣ عیسوی موافق سنہ ٥٣٨ ہجری کے بنائی صحیح
معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکی بیٹی سورج مکھی مذہب کی تھی اور ہندو جمنا کو سورج
کی بیٹی اعتقاد کرتے ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا درشن کرنا بھی بڑا
دھرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا کھنڈ بنا سنہ ٥٨٧
ہجری مطابق سنہ ١١٩١ عیسوی مین جب یہ بت خانہ مسلمانون نے فتح کیا تو اپنے
نام کے کتبے لگائے اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا اور اوسکا نام پتھر
پر کھودکر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے مین سلطان شمس الدین التمش نے

دیکھو کتبہ نمبر ١
دیکھو کتبہ نمبر ٢

اس مسجد کے ادھر اودھر تین تین در بڑھائے یعنی سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی
کے اوسی زمانے مین اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروازے پر اسکا[1]
حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام ماذنہ رکھا اور ہر درجے پر اسی نام کا کتبہ[2] اور
جمعے کی نماز کی آیت کو کھودا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
ہین لیکن اسمین بھی کچھ شک نہین کہ جسطرح مشہور ہی پہلے اس لاٹھ کے سات
کھنڈ تھے اور منارہ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہی اور جہان اب
کٹہرا لگا ہوا ہی وہان ایسے کنگورے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلون کے ہوتے ہین
اور پانچوین درجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چارون طرف دروازے تھے اور اوسکے
اوپر بطور لبنی برجی کے مثل راس مخروط لداؤ تھا کہ ساتوان درجہ شمار مین
آتا تھا یہ ساتوان درجہ سنہ ۷۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۸ عیسوی مین فیروز شاہ نے بنایا تھا
کیونکہ وہ لکھتا ہی کہ مرمت کے وقت[3] مین نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروازے پر کھدوا دیا[4] بعد اوسکے
پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی سنہ ۹۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۳ عیسوی مین فتح خان نے
سلطان سکندر بہلول کے وقت مین مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے
کی پیشانی پر لکھوا دیا[5] مشہور ہی کہ تخمیناً سنہ ۱۰۹۷ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۲ عیسوی کے
کالی آندھی اور بھونچال کے صدمے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
بسبب پرانے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہہ سے

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۱۱
[2] دیکھو کتبہ نمبر ۱۲
[3] فتوحات فیروز شاہی
[4] دیکھو کتبہ نمبر ۱۳
[5] دیکھو کتبہ نمبر ۱۴

شکست ہو گئے تھے ١٨٢٩ عیسوی مطابق ١٢٤٥ ہجری کے سرکار دولتمدار انگریزی کے حکم سے مستر اسمٹ صاحب گدھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورے تھے وہان سنگین کٹھرا بہت مستحکم لگا دیا اور پانچوین درجے پر برجی کٹھرا بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ دری برجی نہایت خوبصورت اور ساتوین کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوسپر پھریرا کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہی کہ وہ دونون برجیان قائم نرہ سکین اس سبب سے سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہی اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی مگر نہایت افسوس ہی کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبون کے حرف جو گر پڑے تھے بالکل غلط بنائے ہین اکثر جگہ صورت لفظون کی بنا دی ہی جب غور کر کر دیکھو تو وہ لفظ نہین ہی صرف نقش ہین اور بعضے غلط لفظ بنا دیے ہین اور بعضی جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہی کہ اصلی کتبے کے مضمون سے بالکل علاقہ نہین رکھتی آجتک اس لاٹھ کے کتبے نہین پڑھے گئے تھے ہمنے سارے کتبے دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز کئی انچہ اور دوسرا کھنڈ سترہ گز کئی انچہ اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز اور پانچوان کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹھرے کے اندر ہی سوا آٹھ گز اونچا ہی اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈون کی جواب موجود ہین قریب اسی گز کے ہوتی ہی اور سنگین برجی کی اونچائی جو

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھدی ہی چھ گز ہی کہ چوبی
برجی اور پھریرے کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہی اور مشہور بھی یہی ہی کہ
جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ
کی جڑ کا پچاس گز محیط ہی اور سرے پر کا دس گز کا ہی یہ لاٹھ اندر سے بالکل
خالی ہی اور اوسمین چکردار سیڑھیان بنی ہوئی ہین پہلے درجے مین ایکسو چھپن[۱۵۶]
اور دوسرے درجے مین اٹھتر[۷۸] اور تیسرے درجے مین باسٹھ[۶۲] اور چوتھے مین
اکتالیس اور پانچوین مین بھی اکتالیس[۴۱] ہین کہ کل سیڑھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر[۳۷۸]
ہوئین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے بھی اسیقدر سیڑھیان ہونگی کیونکہ اوپر کے
دونون درجون مین چڑھنے کا راستہ تھا۔

تعمیر سلطان علاء الدین
لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکے دلمین عمارت کا شوق آیا
اوسنے ۷۱۰ھ ہجری مطابق ۱۳۱۰ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ
کے پاس بنوایا یہ دروازہ[۱] بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہوا
ہی اسکے چارون طرف چار دروازے بنائے ہین اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا
لداؤ لداؤ ہی ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہی اور حدیثین اور
قرآن کی آیتین کھدوادی ہین اور غربی[۲] اور جنوبی[۳] اور شرقی[۴] دروازے پر اپنے

[۱] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۱۵

[۳] دیکھو کتبہ نمبر ۱۶

[۴] دیکھو کتبہ نمبر ۱۷

خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

نام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہین اور بعضے حرفون کو شور کھی
کھا گیا ہی اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد مین چوتھا
درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معز الدین کا بنایا ہوا تھا اور ادھر اودھر کے
دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کیطرف چوتھا درجہ
سلطان علاء الدین کے حکم سے بننا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس ۱۲۵ گز کا سو فٹے
گز سے بنایا تھا اور نو دروں کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا در سولہ گز کا چوڑا رکھا تھا
سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ عیسوی مین یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی
عمر نے وفا نکی کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۵ عیسوی کے مرگیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی
اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی غربی اسکا دوسو
اکتالیس ۲۴۱ گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بتیس ۱۳۲ گز کا لنبا ہوتا اس
جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا
ان ناتمام عمارتوں مین بھی نہایت محنت کاری کے پتھر لگائے تھے اور
کتبے اور حدیثین کھدوائین تھین معلوم نہین کہ یہ پتھر کون اوکھیڑ لے گیا
کیونکہ صاف پتھر اوکھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اب پھر چونے اور
پتھر کی چنائی کے اور کچھ نہین رہا اس مسجد کی تعریف قران السعدین
مین امیر خسرو نے لکھی ہی اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہی شعر

مسجد او جامع فیض اِلٰہ   زمزمۂ خطبۂ او تا بماہ

اودھ بنی لاٹھ

اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اوسنے
مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی ۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۱۱ع عیسوی مین تو اوسکے ساتھ یہ بھی
حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن مین ایک مینار بھی بنائین کہ [۱] پہلے مینارے سے دوگنا ہو
چنانچہ سوگز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے
طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ
ارادہ کیا کہ ڈوسوگز اونچا بنایا جائے ہرچند اس مینار کی بہت پائداری کی مگر عمر
کی کچھ مضبوطی نہوسکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ
کی عمر پوری ہوگئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر
سب اوکھڑ گیا ہی نرا چونے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہی امیر خسرو قران السعدین
مین اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہین اور یہ اوسمین کے دو شعر ہین شعر

تشکل منارہ چو ستونی زسنگ ☸ ازپی سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما گر کہنگی شد نگون ☸ در تہ او داشتہ سنگین ستون

تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینۂ دہلی اور مسجد جامع دہلی کرکر لکھا ہی
مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہ نام کب رکھا گیا ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اوسوقت اسکا نام
قوۃ الاسلام رکھا ہو الا ایسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہین ہوتین بلکہ

[۱] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

نقشہ ٹوٹی لاٹھ کا

نقشہ دروازہ درگاہ سلطان محمود غوری غازی
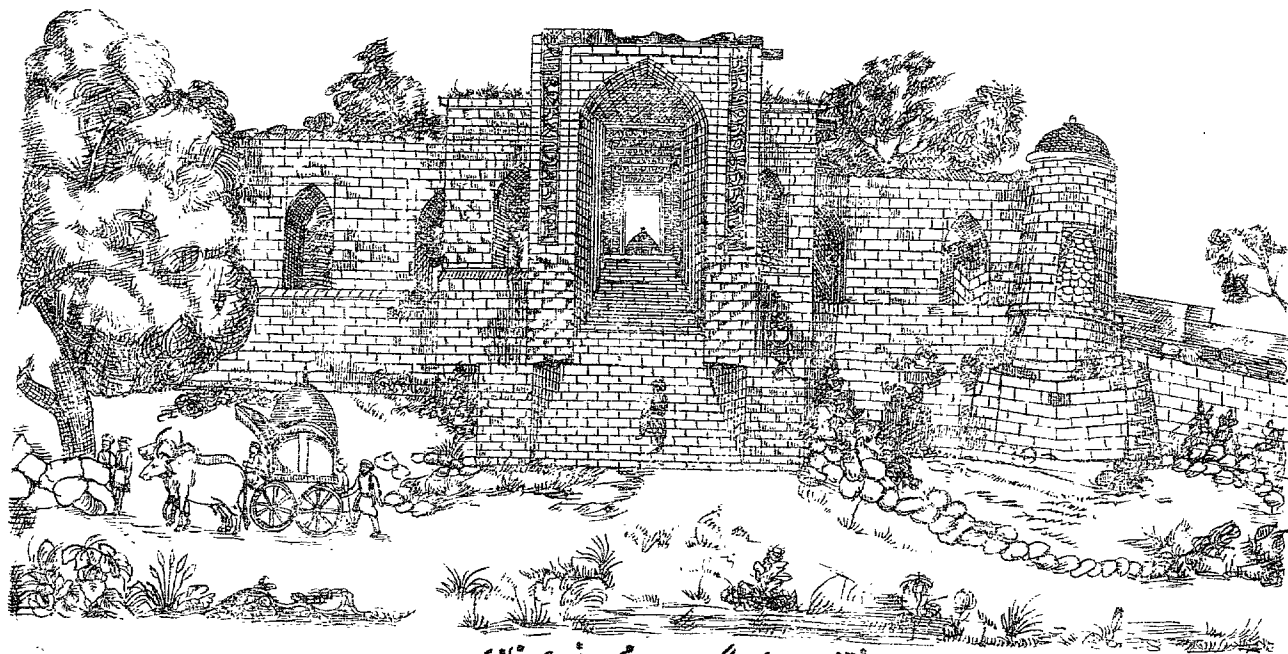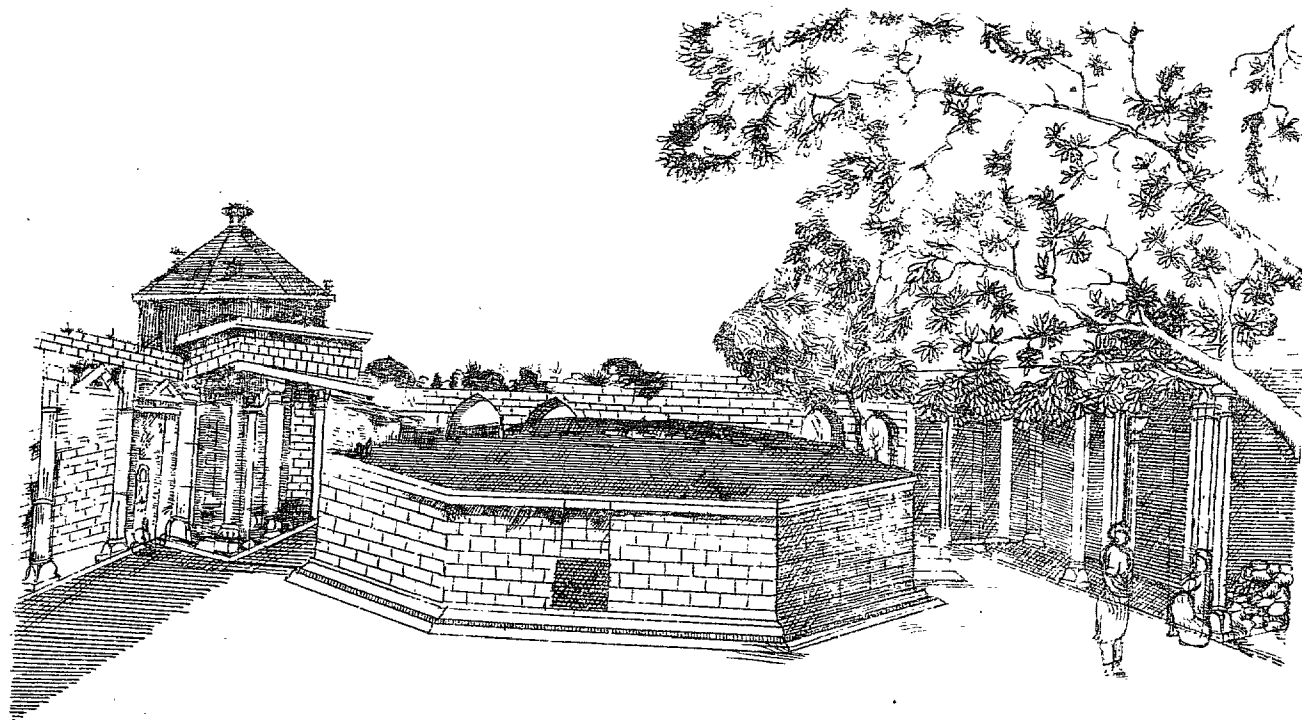
جامع مسجد کر کر مشہور ہو جاتی ہین جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کر کر مشہور رہی۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح مین سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۶۲۷ھ ہجری[1] مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہی کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہ تالاب دو سو چھتر بگھہ پختہ کا ہی جب یہ حوض بنا ہوا تیار ہو گا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہو گا سلطان علاؤ الدین نے[2] قریب ۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ پنچے سے خالی بنا کر اوسپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ ابتک وہ برجی موجود ہی فیروزشاہ[3] نے بھی اپنے زمانۂ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے کے رستے صاف کرائے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہی اور تین چار مہینے سے سوا اسمین پانی نہین ٹھہرتا۔

مقبرۂ سلطان غاری

قطب صاحب سے دو کوس پرے جانب غرب یہ مقبرہ ہی سلطان ناصر الدین محمود پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنوتی کا حکم تھا اور ۶۲۶ھ ہجری[4] مطابق ۱۲۲۸ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مرگیا اوسکی لاش کو دلی مین لا کر یہان

[1] تاریخ فرشتہ
[2] خزائن الفتوح مشہور بہ تاریخ علائی
[3] فتوحات فیروزشاہی
[4] تاریخ فرشتہ

دفن کیا اور سنہ ۶۲۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۱ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہی اسکے اندر چارون طرف مکان ہین اور جانب غرب نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی اور بیچون بیچ مین ایک غار ہی کہ پندرہ[۱۵] سیڑھیان اوترکر اوسمین جاتے ہین اور اوسمین یہ قبر ہی اور اوس غار مین ستون کھڑے کرکر چھت پاٹ دی ہی اور چھت پر مثمن چبوترہ چار فٹ ساڑھے سات انچھ کا اونچا بنایا ہی دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسپر آیات قرآنی بخط النسخ و کوفی اور کتبہ[۱] کھدا ہوا ہی اور چاردیواری سنگ خارا سے بہت مستحکم بنائی ہی چارون کونون پر چار برج ہین دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہی کہ بائیس[۲۲] سیڑھیان چڑھکر اوسمین جاتے ہین۔

مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس[۲] یہ مشہور مقبرہ ہی جبکہ سلطان شمس الدین التمش سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ عیسوی مرا تو یہان دفن کیا غالب ہی کہ یہ مقبرہ رضیہ سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خارا کی ہی اور اندر سے سنگ سرخ کی ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہی تمام دیوارون پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہی فیروزشاہ لکھتا ہی کہ مین نے اس[۳] مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپرکھٹ چڑھایا اور اوسکے

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

[۲] مرآت آفتاب نما

[۳] فتوحات فیروزشاہی

نقشۂ مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش
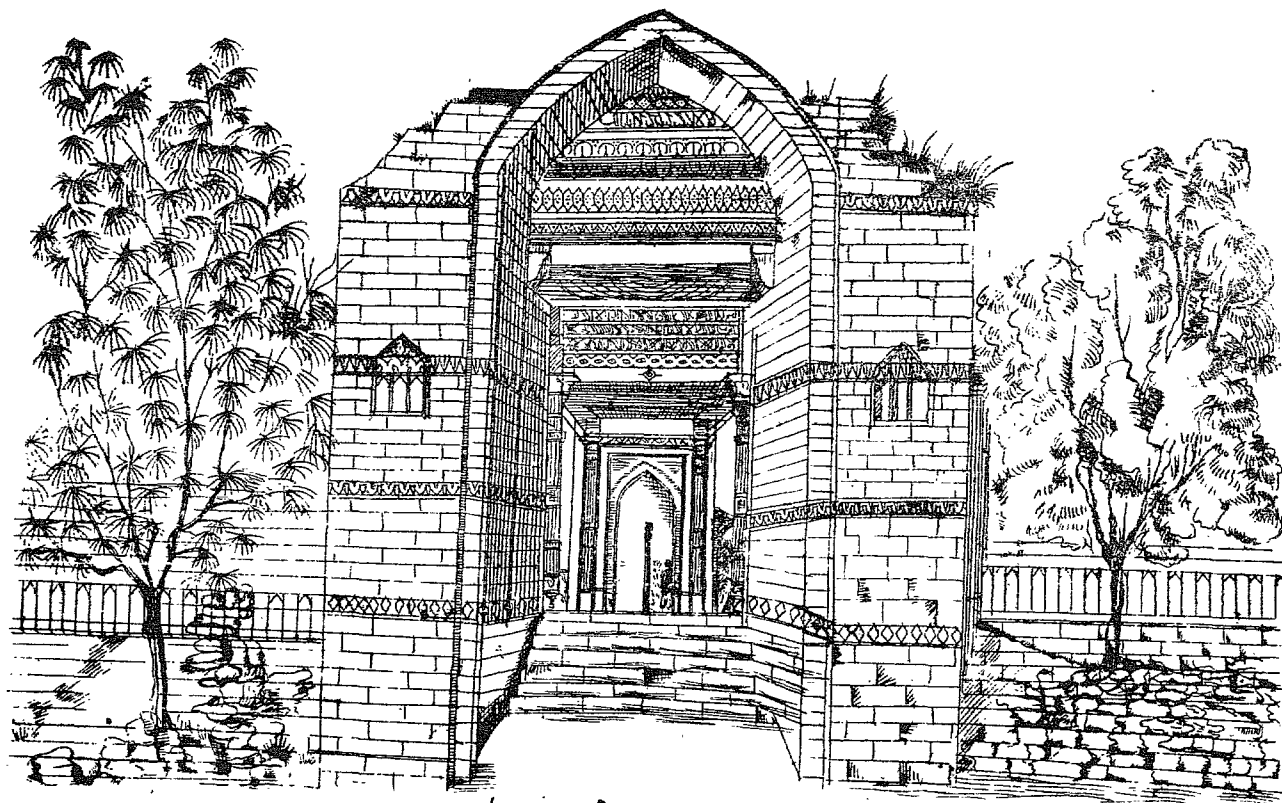
حوض علائی یا حوض خاص

یہ حوض درحقیقت سلطان علاءالدین کا بنایا ہوا ہی جسنے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی کے یعنی قریب ۶۹۵ہجری مطابق ۱۲۹۵عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بیگہ پختہ مین ہی چارون طرف اسکے پختہ دیوارین بنی ہوئی ہین فیروز شاہ کے وقت مین یہ حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہین رہا تھا اوسنے تخمیناً ۷۵۵ہجری مطابق ۱۳۵۴عیسوی کے اس حوض کو نئے سر سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تھا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے اور مدرس نوکر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہوگیا بڑے مدرس اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۷۹۰ہجری مطابق ۱۳۸۸عیسوی مین ہوا اور اسی مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے اور مقبرہ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہی۔

فتوحات فیروز شاہی واخبار الاخیار[1]

فتوحات فیروز شاہی[2]

اخبار الاخیار[3]

مقبرہ سلطان علاءالدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوۃ الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا ایک کھنڈر کھڑا ہی یہ مقبرہ ہی سلطان علاءالدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۷۱۵ہجری مطابق ۱۳۱۵عیسوی کے مرا لیکن غالب ہی کہ یہ مقبرہ ۷۱۷ہجری مطابق ۱۳۱۷عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہوگیا ہی کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہین

مرآت آفتاب نما[4]

فتوحات فیروز شاہی

فیروز شاہ نے اپنے عہد مین اس مقبرے اور مدرسے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا تھا مگر اب یہ مقبرہ بالکل چونے کا ڈھیر ہی سب پتھر اوکھڑ گئے ہین اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہی۔

باؤلی حضرت نظام الدین

مشہور ہی کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۱ سنہ عیسوی کے بنائی ہی اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہی اور جن و ترنے اور بھوت بھاگنے اور پیٹ رہنے کی منت سے اسمین نہایا جاتا ہی یہ باؤلی بہت خوب اور نہایت روشن ہی پانی کے اندر تہ تلک اسمین گول سیڑھیان بہت خوشنمائی سے بنی ہوئی ہین ۷۸۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۷۹ سنہ عیسوی کے محمد معروف ابن وحید الدین نے اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد مین کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر او راشعار ناموزون و خط زشت اب تک قائم ہی اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزارون آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جگہ سے تیرنے والے باؤلی مین کودتے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہی کہ تماشائی اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کودنے والے اوسکے ساتھ کودتے ہین اور رستے مین پیسہ لپک لیتے ہین اس درگاہ کی چار دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور نے بنوا دی ہی اور دروازے پر یہ مصرع لکھوا دیا ہی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
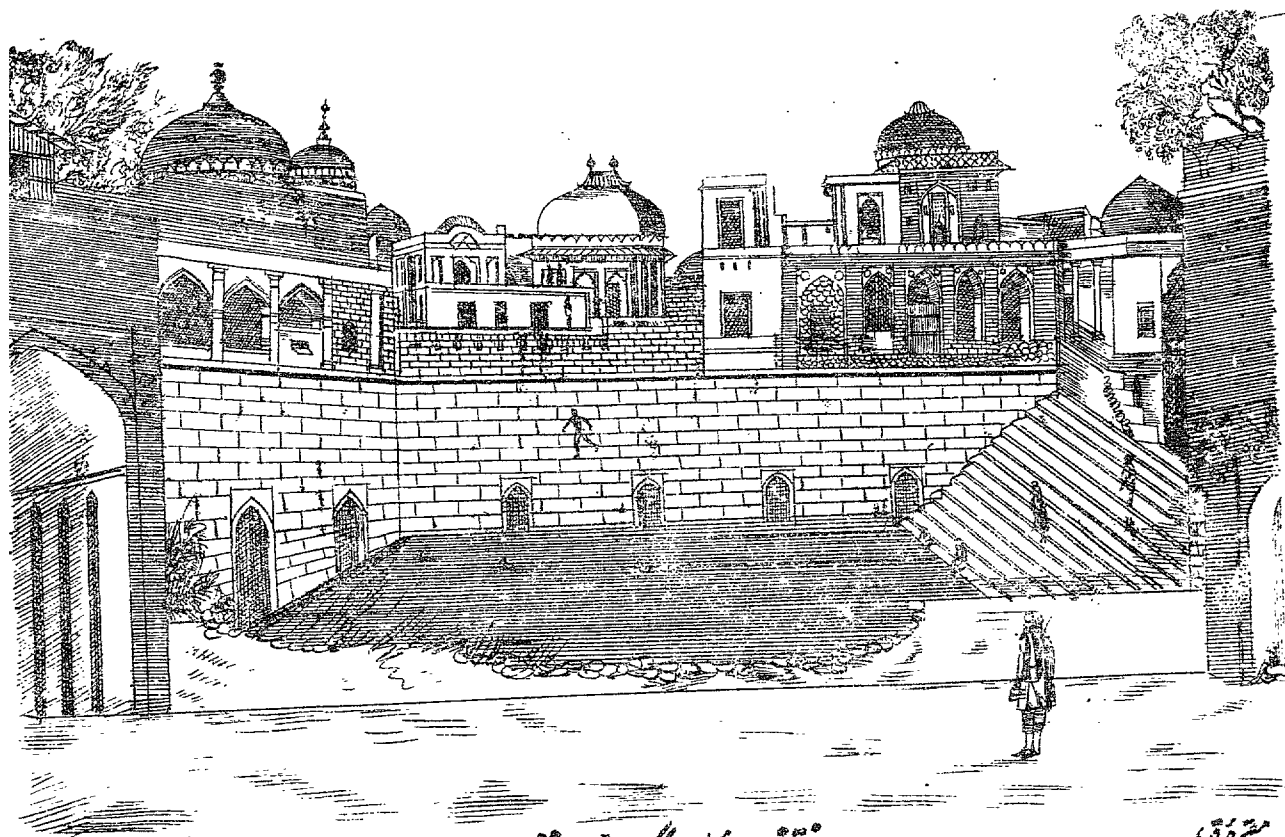
نقشہ باؤلی درگاہ حضرت نظام الدین
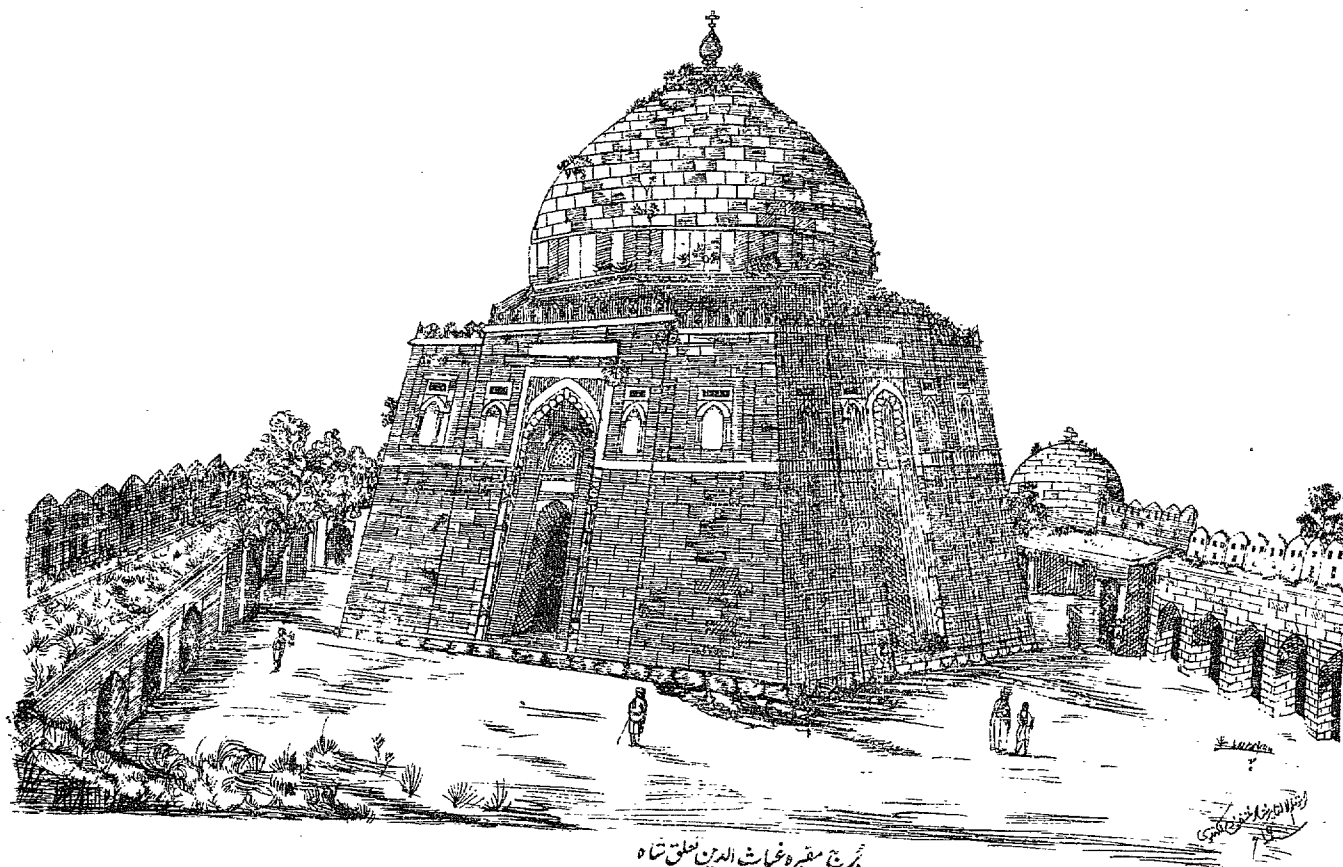
برج مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ
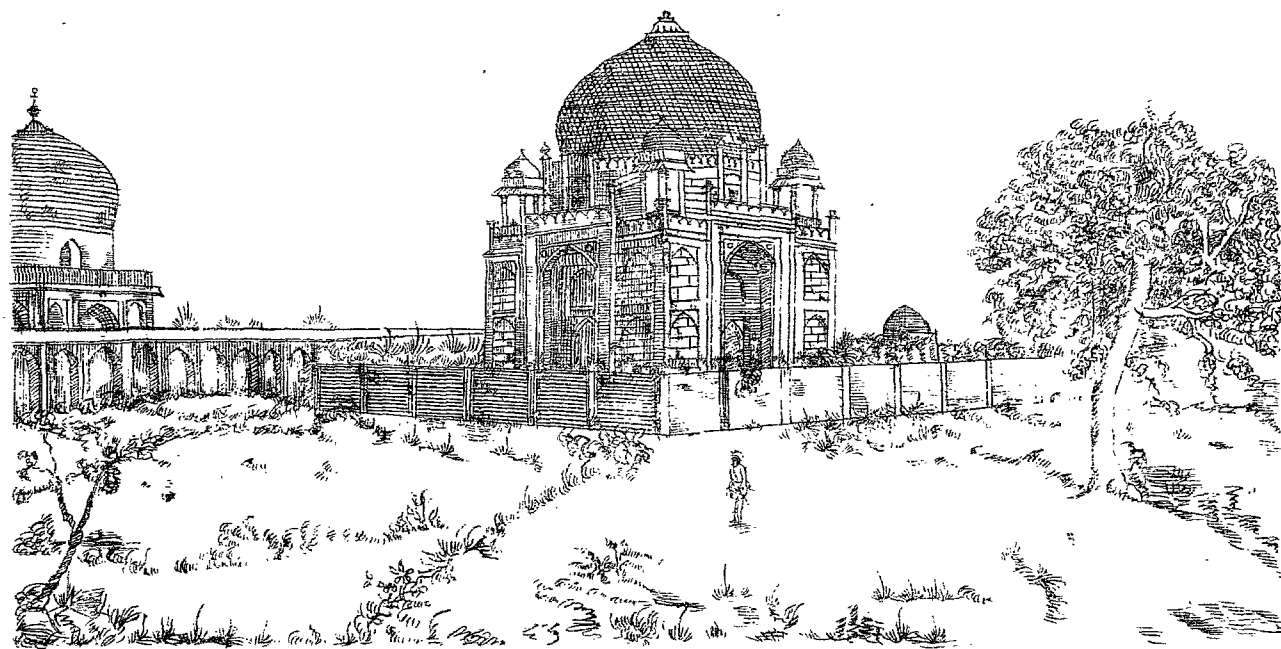
نقشۂ مقبرہ اندرونِ احاطہ
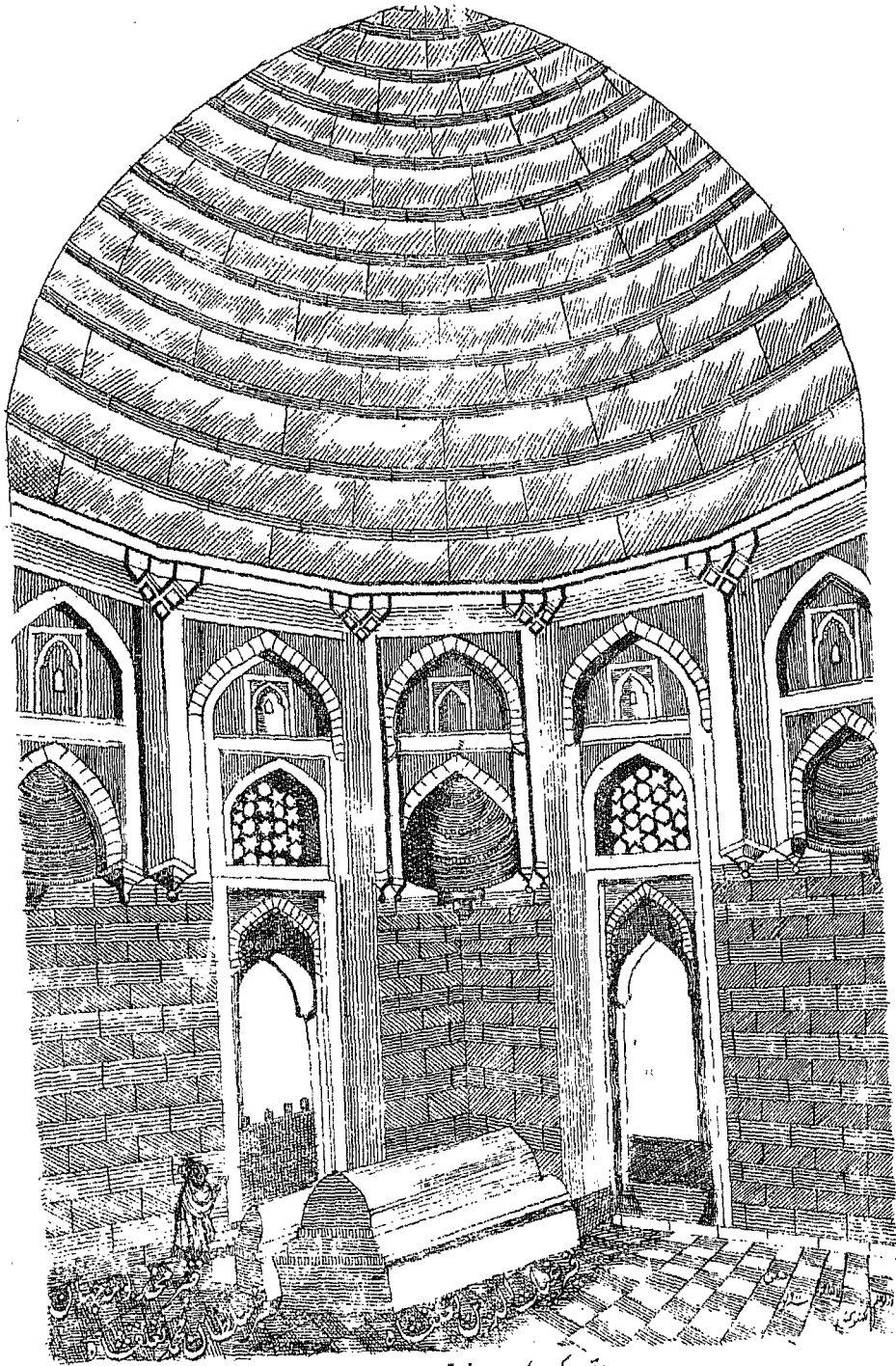
مقبرہ کی برج کا اندرونی حصہ
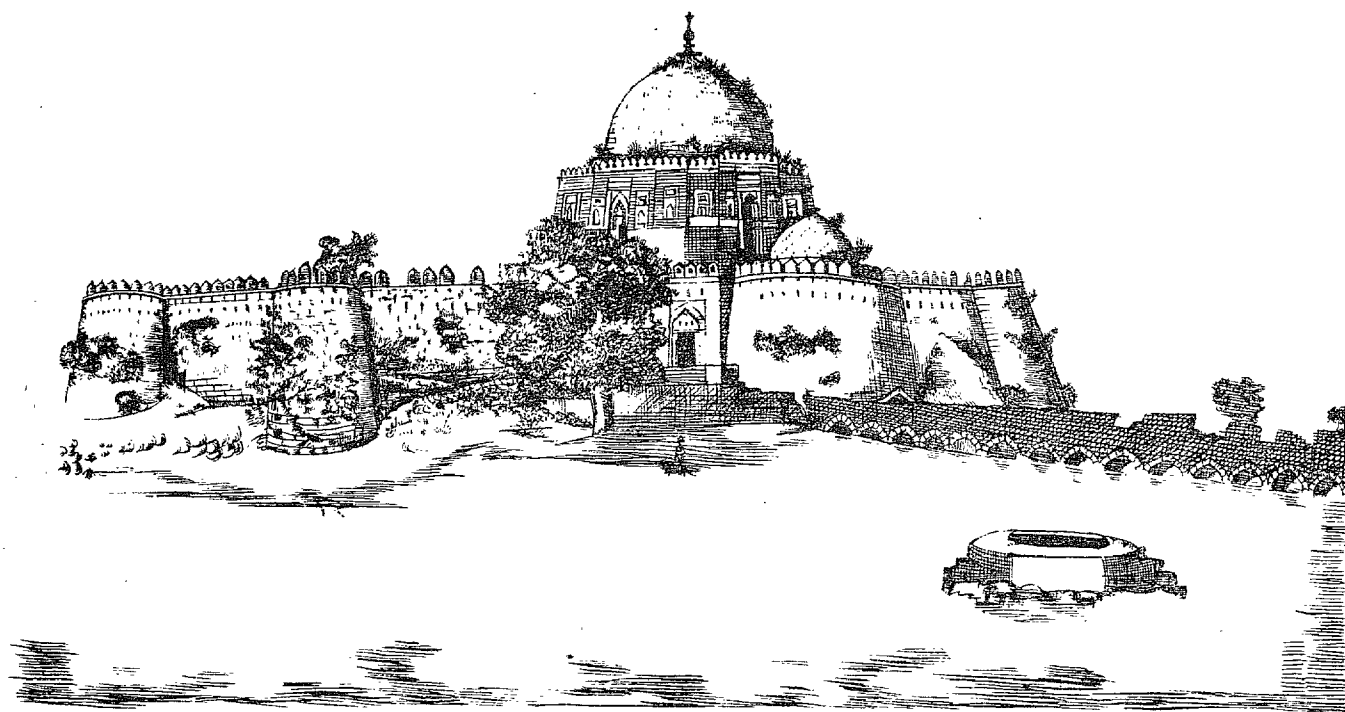
نقشہ مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

مقبرۂ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہی غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ سنہ ۷۲۵
ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق شاہ
بھی کہتے ہین یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہی برج کی چاردیواری
بالکل سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ مین جابجا سنگ مرمر کی
دھاریان لگی ہوئی ہین اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہی اسکے برج
کا لداو بہت بلند ہی پتھر ایسے خوب وصل کیے ہین کہ اب تک ذرا نقصان نہین آیا
گرد اس مقبرے کے چھوٹے اور پتھر کی تکونیہ فصیل اور اوسکی دیوار مین اندر کے رخ
حجرے بنے ہوئے ہین جسمین زمیندار بستے ہین فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی
اوسمین بتیس ۳۲ سیڑھیان ہین اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل
بنایا ہی تاکہ قلعہ مین سے مقبرے مین آنے کا رستہ ہو کیونکہ اسکے چارون طرف
جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے مین ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہی دوسری
مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو
سنہ ۷۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۱ عیسوی کے رود سندھ کے کنارے پر مرا تھا
دروازے کے پاس جو فصیل کا برج ہی اوسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہی معلوم نہین
کہ اوسمین کسکی قبر ہی فیروز[1] شاہ کے وقت مین یہ مقبرہ دار الامان کہلاتا تھا اور
فیروز شاہ نے ان قبرون پر صندل کا چھپر کھٹ اور خانۂ کعبہ کے پردے

[1] فتوحات فیروز شاہی

چڑھائے تھے اور جن جن لوگون کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پانوٗن ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثون کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جرائم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کر کر قبر کے سرہانے رکھوا دیا تھا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

یہ درگاہ پرانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا ۷۲۵ہ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی کے انتقال ہوا تو آپکے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھین فیروز شاہ[1] نے اپنے وقت مین اوسپر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چارون کونون مین سونے کے کٹورے سونے کی زنجیرون مین لٹکائے ۹۷۰ہ ہجری مطابق ۱۵۶۲ عیسوی کے سید فریدون خان نے بڑے اکبر کے عہد مین گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لگائے کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص ۹۷۰ و عام ہی۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نے ۱۰۱۷ہ ہجری مطابق ۱۶۰۸ عیسوی کے آپکے مزار پر سیپ کی پچیکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت مین اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس پچی کاری مین چند اشعار تاریخ کندہ ہین کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبۂ شیخ ہی ۱۰۱۷۔ بعد اسکے ۱۰۶۳ہ ہجری مطابق ۱۶۵۲ع کے شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

[1] فتوحات فیروز شاہی
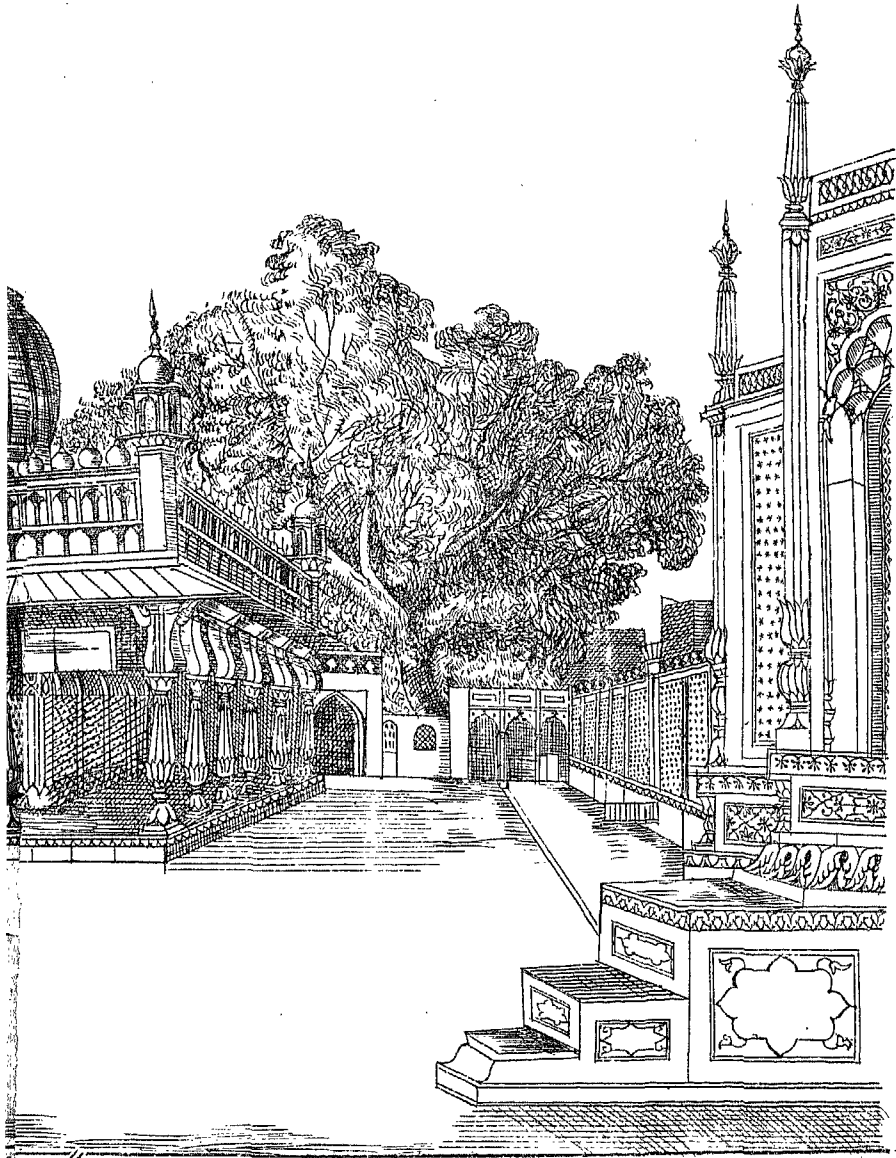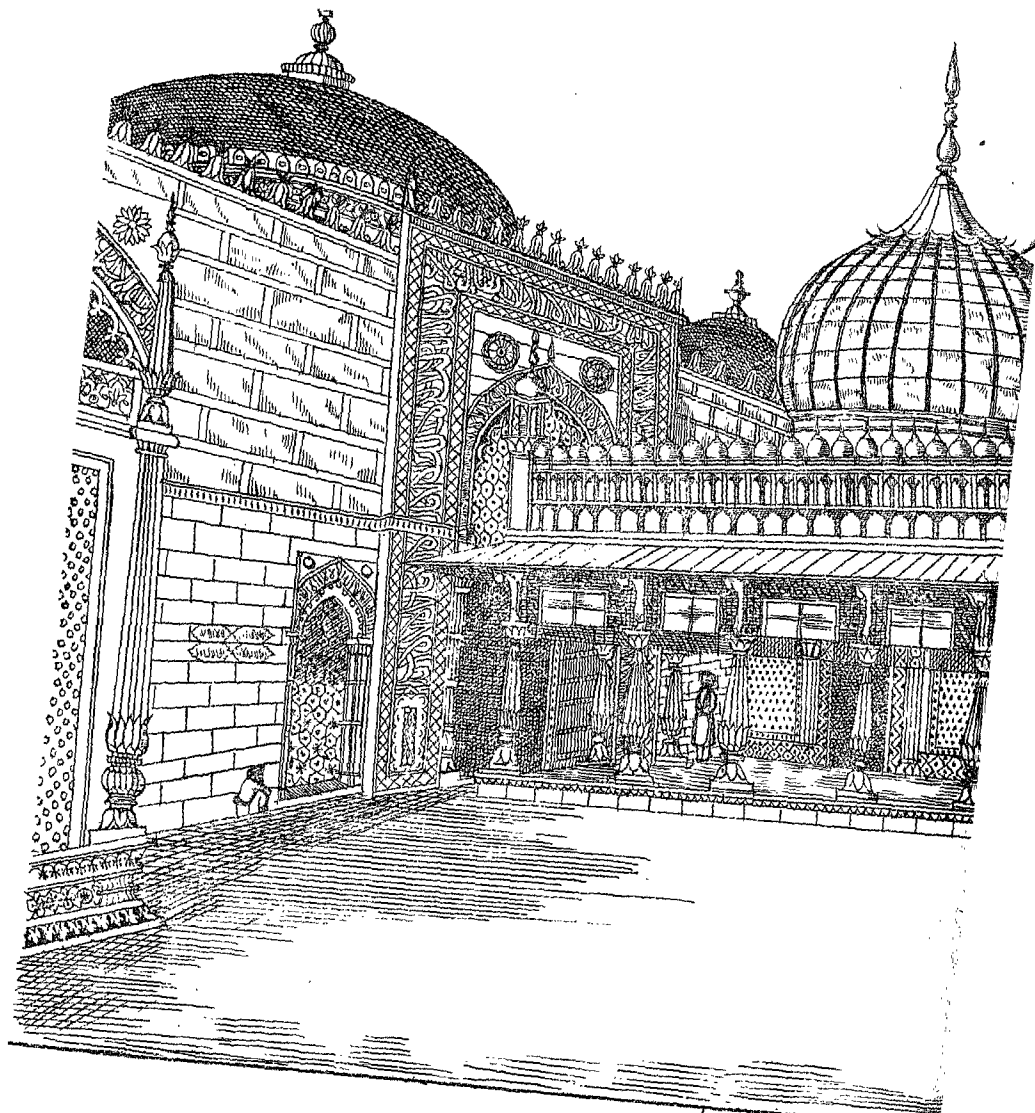
درگاہ

ت نظام الدین اولیاء
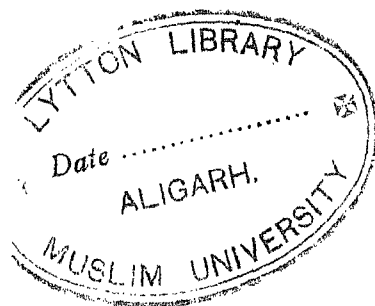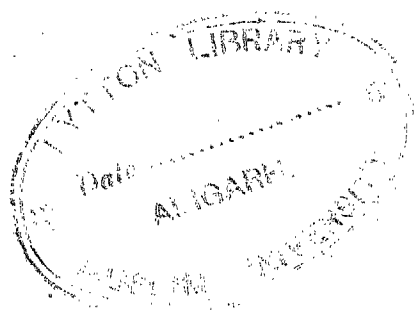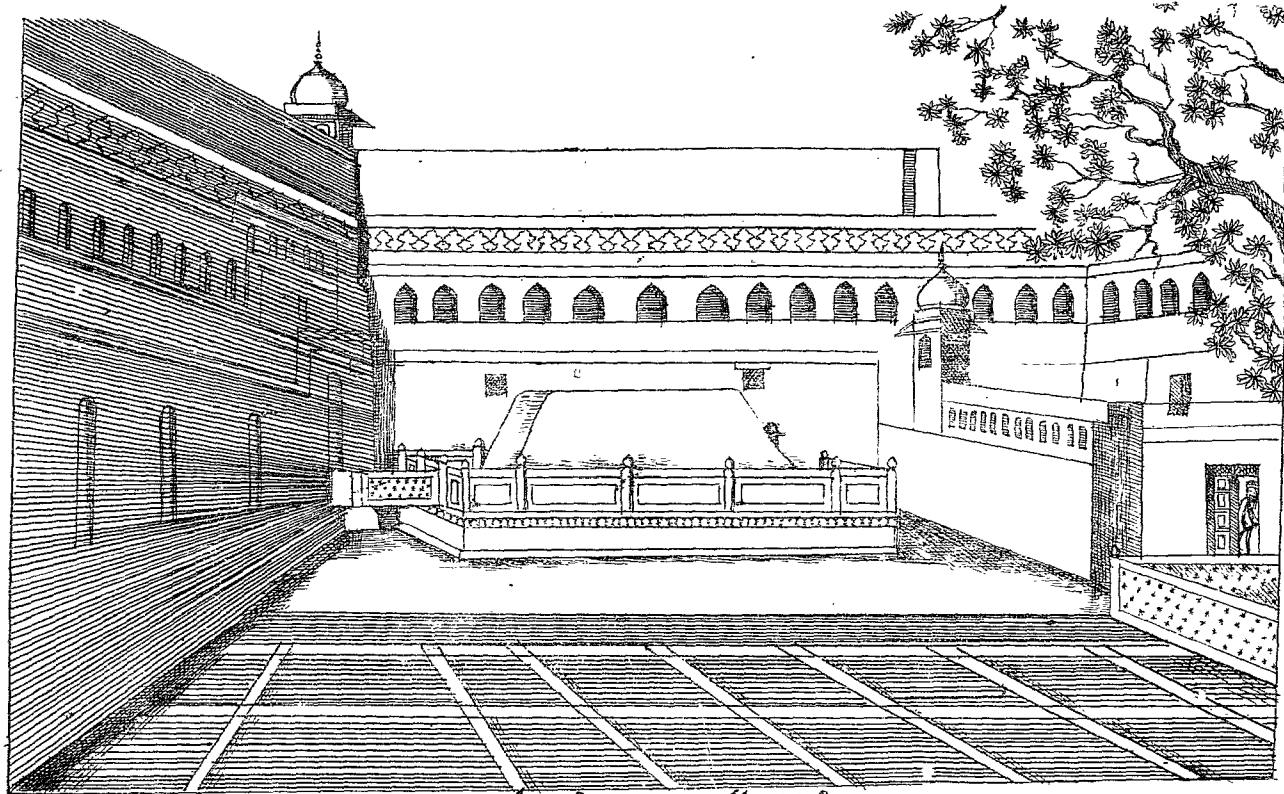
نقشہ درگاہ حضرت شاہ ترکمان

گنبد مین پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزون کا پتہ نہین رہا۔

درگاہ شاہ ترکمان

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کے اندر ترکمان دروازے کے پاس واقع ہی شاہ ترکمان جناب بڑے بزرگون[1] مین سے ہین شمس العارفین آپ کا لقب ہی چوبیسوین رجب ۶۳۸ ہجری مطابق ۱۲۴۰ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی سے یہ مزار بنا مگر کچھ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا ہی اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہی سو وہ بھی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی ہر برس چوبیسوین رجب کو یہان عرس ہوتا ہی اور بہار کے موسم مین ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہی شہر کا ترکمان دروازہ آپ ہی کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہی۔

[1] مرآۃ آفتاب نما و اخبار الاخیار

مقبرۂ رکن الدین فیروزشاہ

زیر دیوار مقبرۂ سلطان غازی سواد موضع ملک پور[2] یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوس پر برج بنا دیا ہی جبکہ ۶۳۵ ہجری مطابق ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروزشاہ نے اپنی سلطنت مین اس برج کی از سر نو مرمت کی۔

[2] فتوحات فیروزشاہی

نمبر (۱۶)

مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانے کے محلے مین ترکمان دروازے کے پاس ایک

ٹوٹی سی چار دیواری اور چھوٹی سی قبر رضیہ[1] سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین
التمش کی ہی جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی سنہ ۶۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰
عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا
مگر اب بجز نشان کے اور کچھ نہین۔

مقبرۂ معزالدین بہرام شاہ

مقبرۂ سلطان غاری کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور مین یہ مقبرہ[2] ہی صرف
آٹھ ستون کھڑے کر کر اوسپر برج بنایا ہی جبکہ سنہ ۶۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۱
عیسوی کے امرا نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاءالدین کو تخت پر بٹھایا
تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروزشاہ کے وقت مین اس
مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر ہین وہان یہ مقبرہ ہی جبکہ سنہ ۶۸۵
ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۶ عیسوی کے یہ بادشاہ مرا تو یہان دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا
ہی اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہین چھتنے کا ڈھیر رہ گیا ہی اسی مقبرے کی بغل مین ایک اور
قبر ہی مشہور ہی کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہی جو سنہ ۶۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۴
کے لاہور کی طرف لڑائی مین مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ
نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مرا تو وہ بھی یہان دفن ہوا۔

[1] تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

[2] فتوحات فیروزشاہی
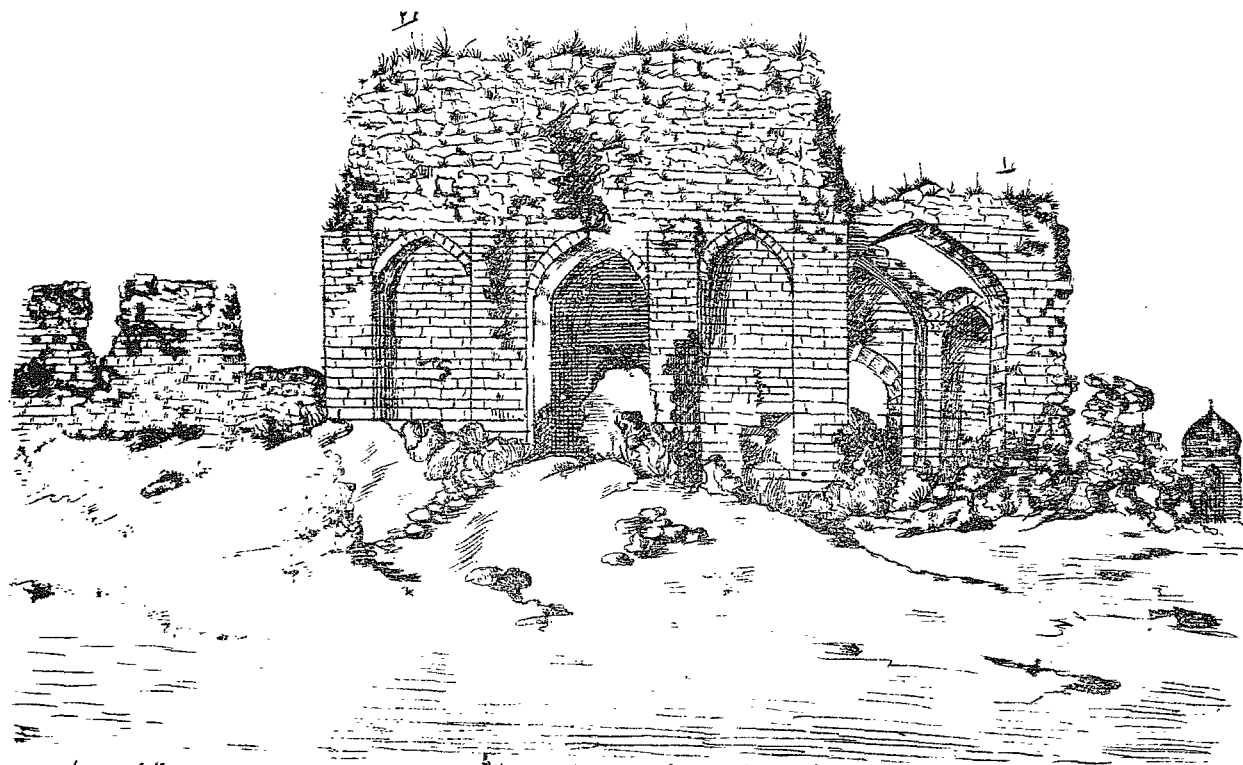
نقشہ مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شہید
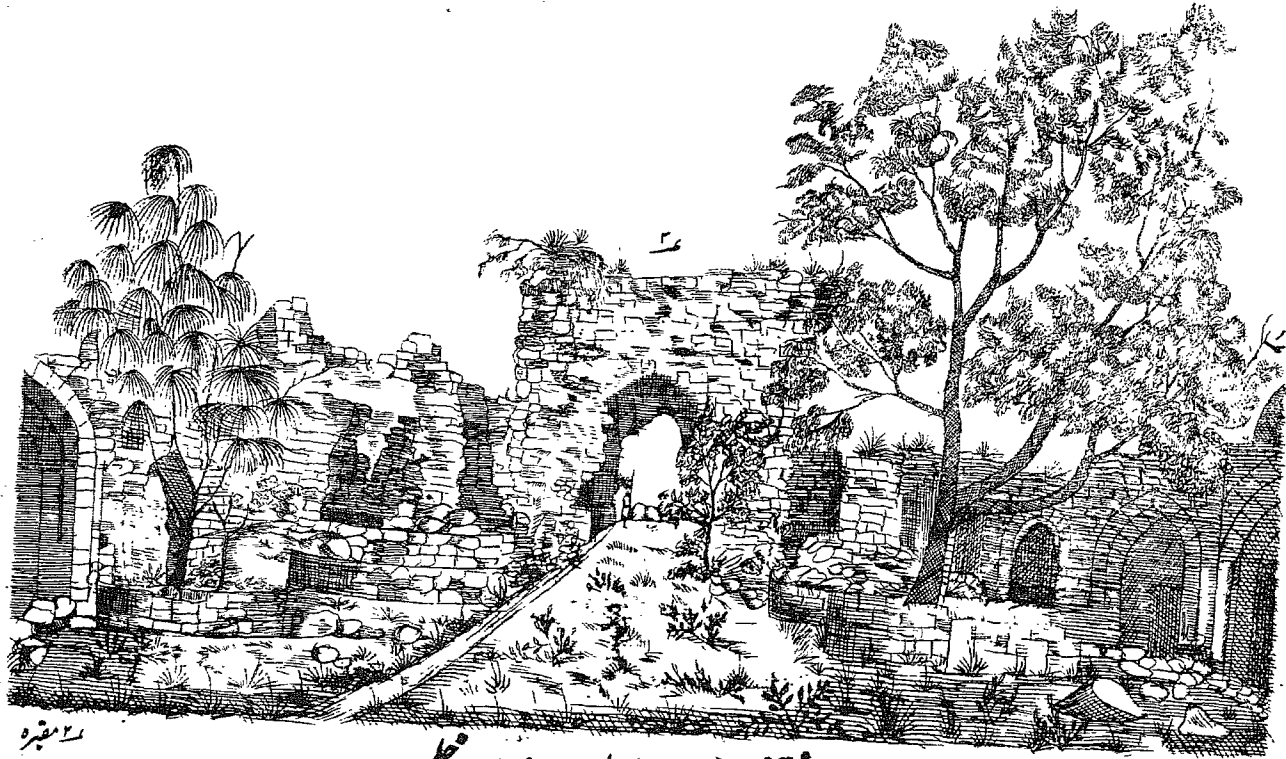
۲۔ سلطان غیاث الدین بلبن

۱۔ خان شہید

نقشۂ مقبرۂ سلطان علاؤ الدین خلجی
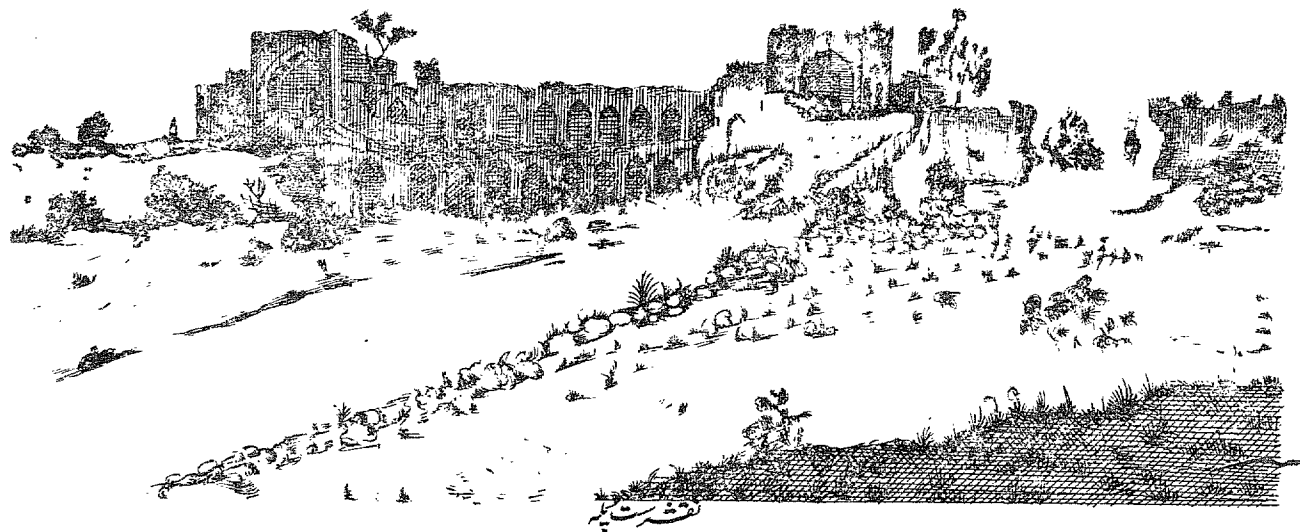
دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

سنگ سرخ کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھدوایا سنہ ۱۱۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۵ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک پتھر پر کھدوا کر گنبد کے اندر لگادیے بعد اسکے سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۸ عیسوی کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت لگادیے سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھادی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ میناکاری کروادی بعد اسکے سنہ ۱۲۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۳ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوادیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہرا کلس لگوادیا اب یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی سترھوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ہی

ست پلہ

اخبار الاخیار

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی سنہ ۷۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۶ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی درحقیقت یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین ٹھیرا ہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

بنے ہوئے ہین اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہین ایک جگہہ سے یہ
پل ٹوٹ گیا تھا وہان کچا بند بنا دیا ہی اس پل کے درون کے پاس ایک کنوان
تھا اگرچہ وہ کنوان اب نہین رہا مگر نالے مین ایک گڑھا کر کر پانی جمع کرتے ہین
اور اوسکو تبرک سمجھتے ہین بیمارون کو نہلاتے ہین اور بچون کے لیے ٹھلیون مین
پانی بھر کرا ور سرس کی پتی رکھ کر دور دور لیجاتے ہین کاتک کے مہینے مین دیوالی
کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن و مرد اور
بچے نہانے کو آتے ہین تاکہ آسیب جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہین
کہتے ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا اوسکے سبب
یہان کے پانی کو بزرگ جانتے ہین دیوالی کے دنون مین یہان کے پانی
کی چھوٹی سی ٹھلیا چھ ٹکے کو بکتی ہی۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

اخبار الاخیار

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت مین تھے اور
آپ مرید ہین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے
جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہی کہ ۷۵۴ہجری
مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت مین یہ درگاہ بنی آپکے مزار پر ایک
گنبد ہی اور اوسکے چارون طرف جالیان ہین اوسکے پاس بہت بڑی
مسجد تھی اب اکثر جگہہ سے گر پڑی ہی اوسکے پاس مجلس خانے کا
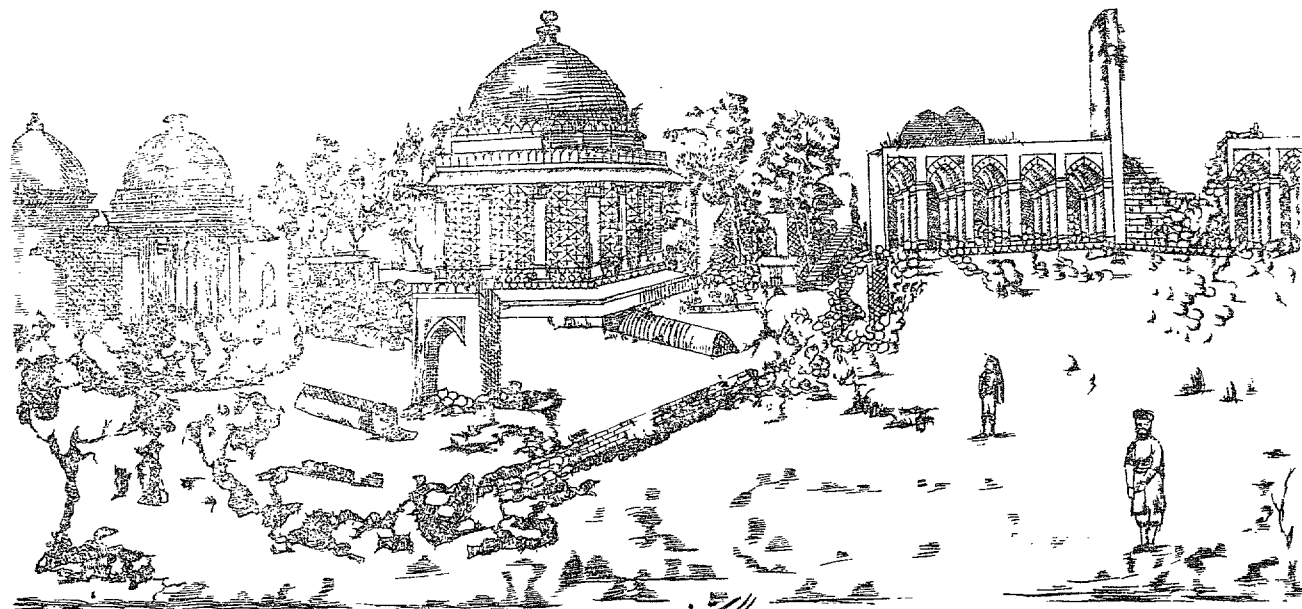
درگاہ شیخ صلاح الدین
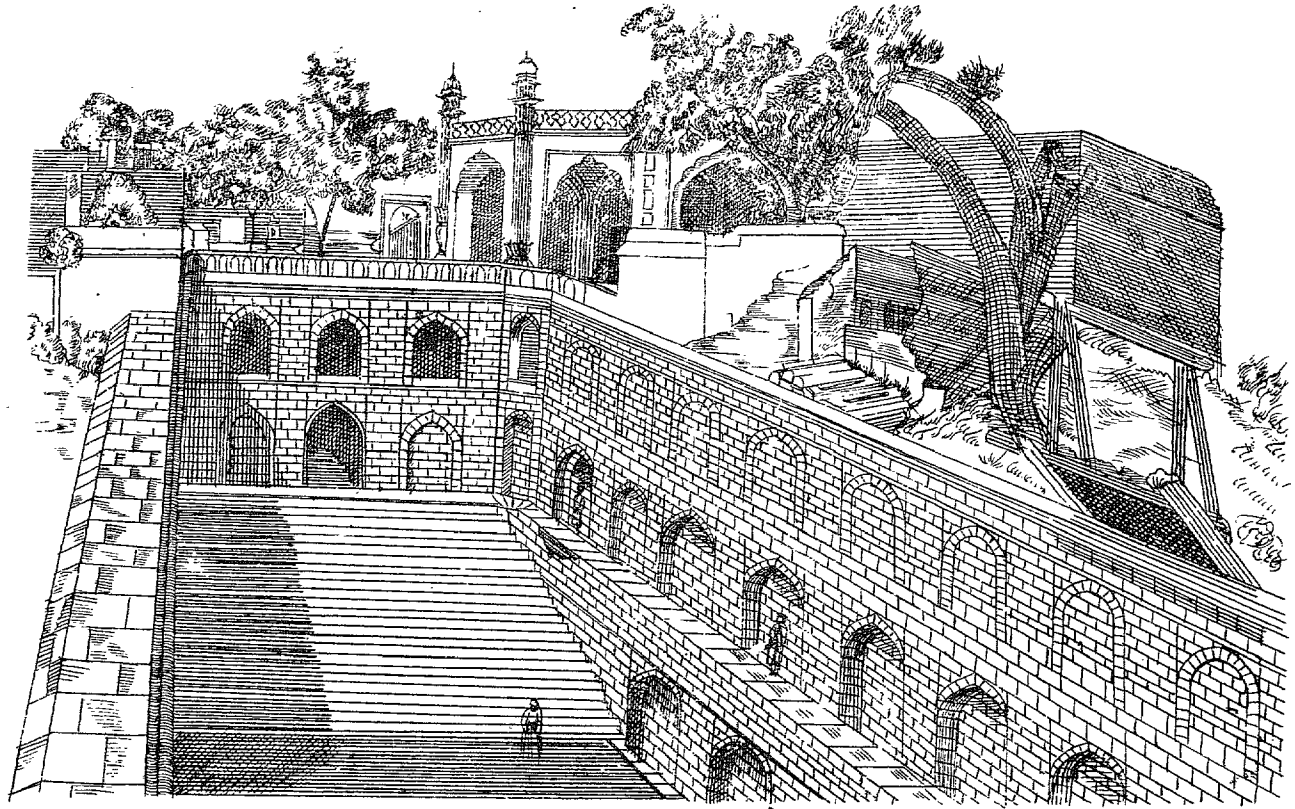
نقشہ مسجد درگاہ مع باؤلی

دالان ہی ایک اور چھوٹے سے گنبد مین اور قبرین ہین اٹھائیسوین ۲۸ صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہوگیا ہی

مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہ مسجد جو کتابون مین جماعت خانہ[1] کرکر لکھا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہی اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۴ھ ہجری مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے بنایا ہی خود فیروز شاہ لکھتا ہی کہ یہ جماعت خانہ نئے سر سے مینے بنایا پہلے یہان نہ تھا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خادمون مین جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہی غلط ہی یہ مسجد بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچ کا درجہ نرا سنگ سرخ کا ہی اور چودہ گز کے قطر کا گنبد ہی اوسکے بیچ مین سونے کا کٹورہ لٹکتا ہی جاٹون نے اسمین گولیان ماری تھین مگر ٹوٹا نہین دو درجے اس بڑے درجے کے ادھر ادھر ہین اور اونکی چھت پر دو دو برج ہین کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی جگہہ نسخ خط اور بعضی جگہہ کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہی باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہی مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہین ہی

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ما وطین	سراج دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

[1] فتوحات فیروز شاہی شیخ علی محمد مہرہ شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب ذکر شیخ خواجہ مین لکھا ہی کہ یہ مسجد شادیخان اور خضرخان سلطان علاالدین کے بیٹون نے بنائی ہی یعنی تخمیناً ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ عیسوی مین تو اصلی رت مین یہ جماعت خانہ فیروز شاہ کا ہوگا جو مجلس خانے کے نام سے مشہور ہی ۱۲ منہ

مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ مین قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے یہ مسجد بنائی
تھی چنانچہ ابتک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہی اس مسجد[1] کا گنبد ہشت پہلو
تھا اور اوسکے آٹھون طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو
اس بادشاہ نے خود اپنے حالات مین تصنیف کی تھی پتھر مین کھود وا کر لگا دیا تھا
اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور درباب
حکم نے سیاست بدنی اور لینے خراج اور آسایش رعایا مین جاری کیے تھے لیکن
اس گنبد کا اب نشان بھی نہین رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کہین نہین ملتے مگر ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہین کہ
کس زمانے مین ٹوٹا ۸۰۱ھ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی مین جب تیمور[2] نے دلی کو
فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

[1] تاریخ فرشتہ
[2] تزک تیموری

کوشک انور یا مہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہی کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے جیلخانے کے پاس اگرچہ اسکا حال
کچھ معلوم نہین مگر کتابون مین اسکا نام کوشک[3] انور لکھا ہی اسکے نام سے یقین
پڑتا ہی کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہی کیونکہ اسطرح کے نام اوس زمانے مین
بادشاہی عمارتون کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے
واقع ہی اس قرینے سے متصور ہوتا ہی کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی پھر کچھ

[3] اخبار الاخیار

عجب نہین کہ قریب ۷۵۵ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے بنی ہو ہندوستان مین رواج ہو گیا ہی کہ برسوین دن بڑے پیر کی نیاز مین کاغذ کی برجی جسکو مہندی کہتے ہین بناکر اوسکے چارون طرف روشنی کرتے ہین یا تو اس سبب سے کہ اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن کی روشنی کو بنی تھی مہندیان اسکا نام مشہور ہو گیا ہی بہرحال اسکے دونون نامون سے ثابت ہی کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہی یہ مکان نئے قطع کا ہی اسکے نیچے درہ لاد کر کرسی دی ہی اور پھر اوسکے اوپر پانچ برج بنائے ہین چار چارون کونون پر اور ایک بیچ مین برجون کی قطع بھی بہت خوبصورت ہی مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہی اور جو کہ نرے ٹوٹے اور پتھر سے بنا ہوا تھا اسواسطے بالکل گر پڑا ہی دو ایک برجیان باقی رہ گئی ہین۔

بولی بھٹیاری کا محل

یہ ایک بند ہی شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوڑے فاصلے پر درگاہ سید حسن رسول نما کے پاس غالب ہی کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے مین کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی قریب ۷۵۵ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہی اوس مکان کا یہ نام ہی مشہور ہی کہ کسی زمانے مین بو علی خان بھٹی اس مکان مین رہتے تھے جب سے بو لی بھٹیاری کا محل مشہور ہو گیا ہی یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہی

اور اب تک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پرچھا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جا کر اس میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کر کر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکھٹا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی ہی اوسنے ٧٧٢ ہجری مطابق ١٣٧٠ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ٢٠

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین رمضان ٧٥٧ ہجری مطابق ١٣٥٦ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت فیروز شاہ بادشاہ نے ٧٧٥ ہجری مطابق ١٣٧٣ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے گنبد کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر سے بنا ہی اور اوپر سنہر اکلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا لٹکتا ہی سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوا دیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے

نقشہ دروازۂ روشن آرا مع نقل کتبہ
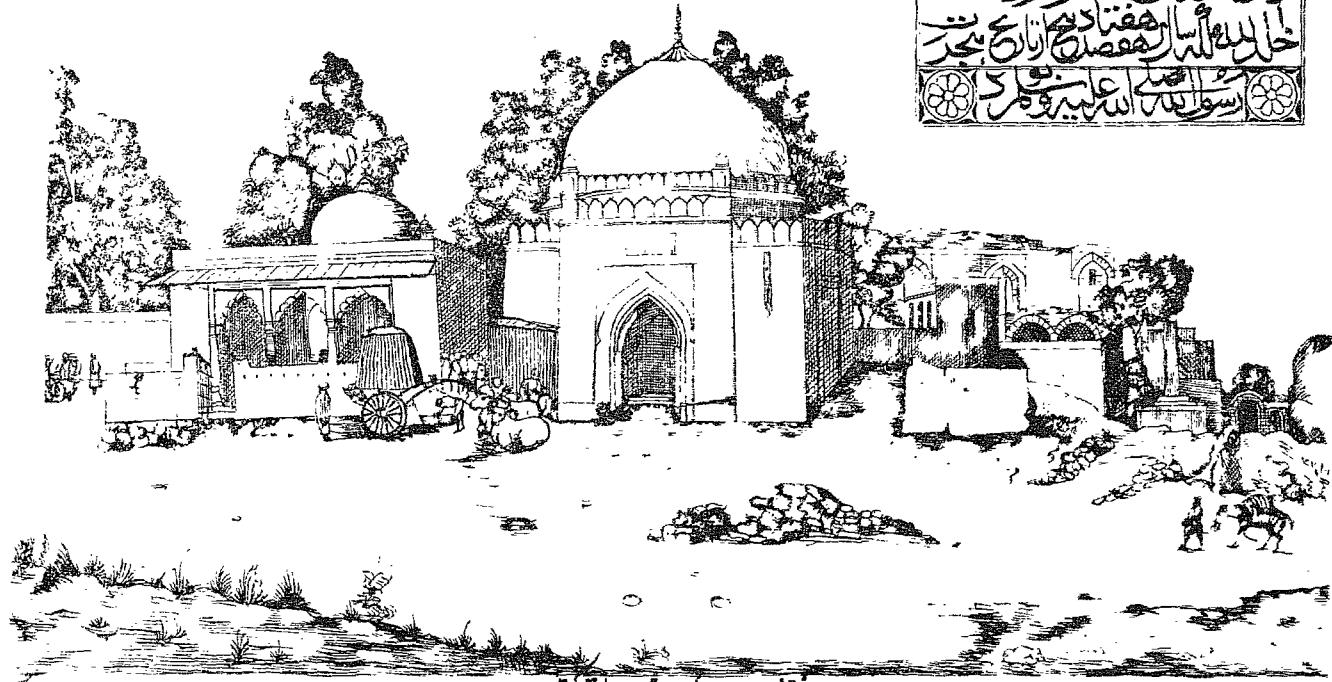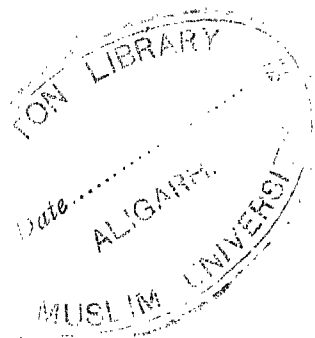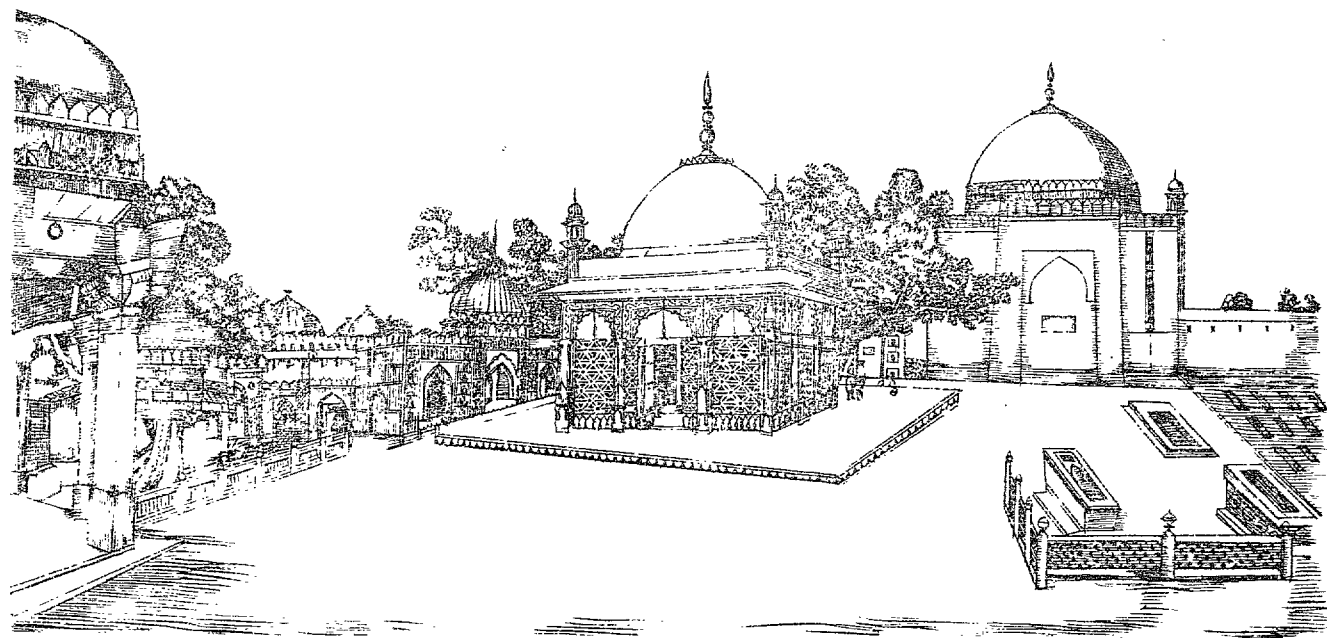
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی
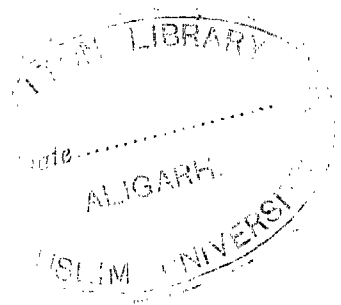
گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گر پڑی درگاہ کے صحن مین دو گنبد اور ہین
ایک مین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم
زین الدین کی قبر ہی جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیرون مین ہین اور اسی
مقام پر نواب فیض طلب خان بنگش کی قبر ہی درگاہ کے پاس ایک مسجد ہی
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہی اور اوسپر فیروز شاہ
کے نام کا کتبہ[1] لگا ہوا ہی ۱۱۴۲ھ ہجری مطابق ۱۷۲۹ء عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر پناہ بنوادی ہی اور
اوسمین چار دروازے اور ایک کھڑکی ہی

نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرۂ فتح خان

یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہی شاہزادۂ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ[2] ۷۷۶ھ ہجری مطابق ۱۳۷۴ء عیسوی کے شاہزادۂ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب پتھر
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابون[3] مین یہ مذکور ہی مشہور ہی کہ انھین
نقش قدم کے پتھرون مین کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد مین آیا اور اوسنے وہ پتھر

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۲۱
[2] تاریخ فرشتہ
[3] قصیدہ بُردہ

بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام
مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنا دیا ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا لگایا ہی وسمین
پانی بھرتے ہین اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہین اور زبان
حال سے یہ شعر پڑھتے ہین **شعر** ای خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہی
پانی قدم شریف کا آب حیات ہی بارھوین ربیع الاول کو ہر سال یہان
بہت بڑا میلہ ہوتا ہی تمام خلقت جمع ہوتی ہی اور ہزارون ملنگ آتے ہین
اور دروازے کے آگے دھمال کرتے ہین۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہی اور قطع اسکی ایسی ہی ہی جیسے
خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہ آتا ہی کہ جب فیروز شاہ نے
یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۷۲ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے تب اوسنے آپ یہ مسجد
بھی بنائی یہ مسجد چونے اور پتھر سے برجیون دار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہی اور
چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہی۔

درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت
نہین مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہی حضرت سید محمود بحار بڑے عالم
اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین ہین
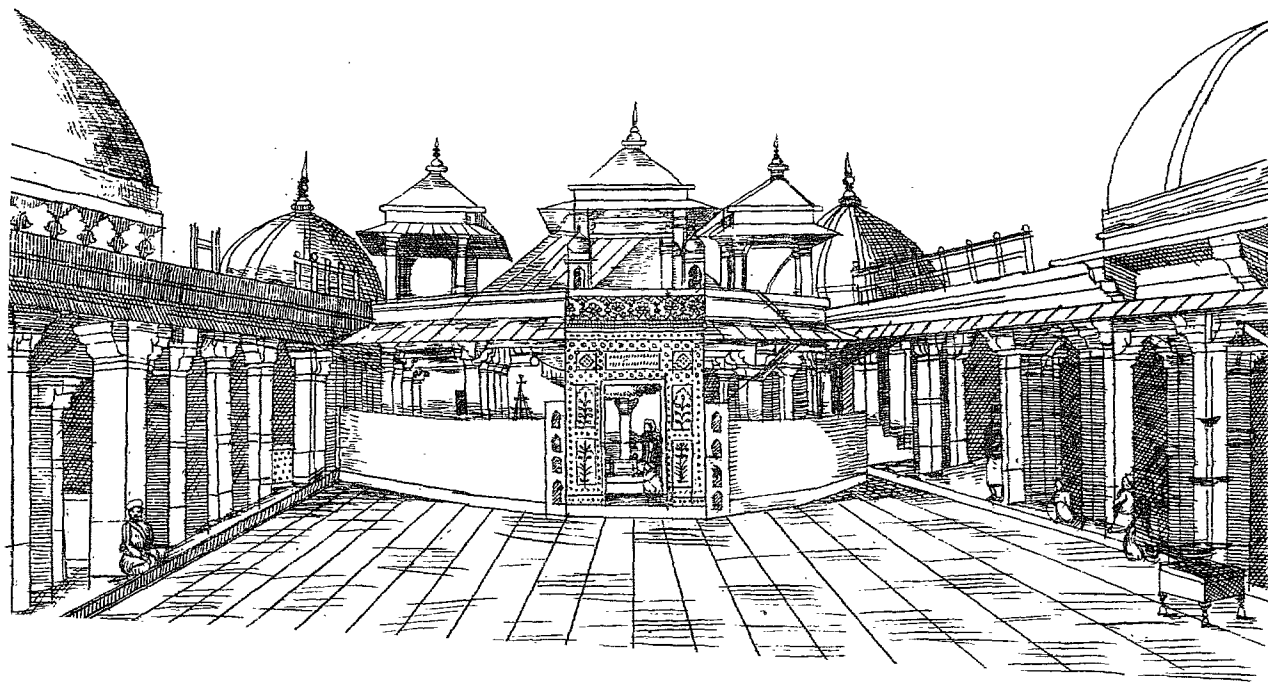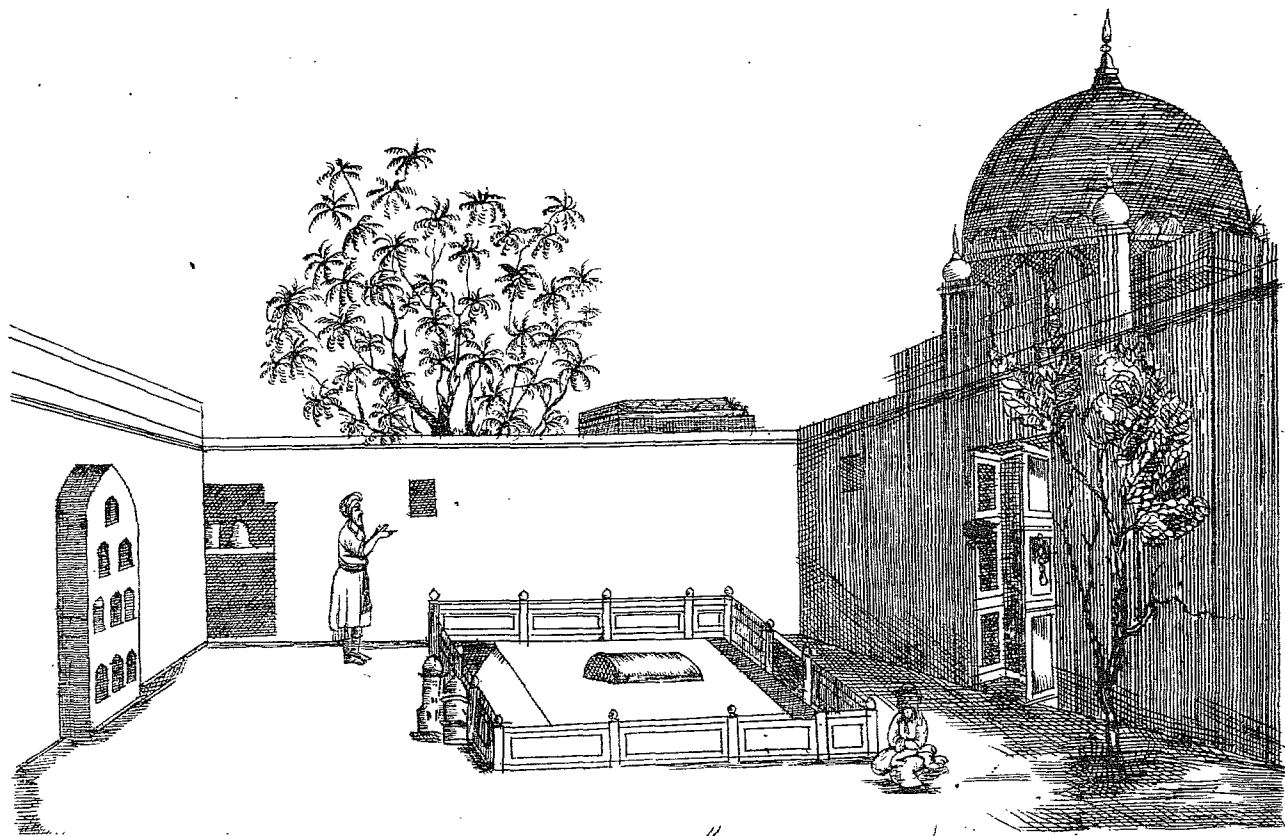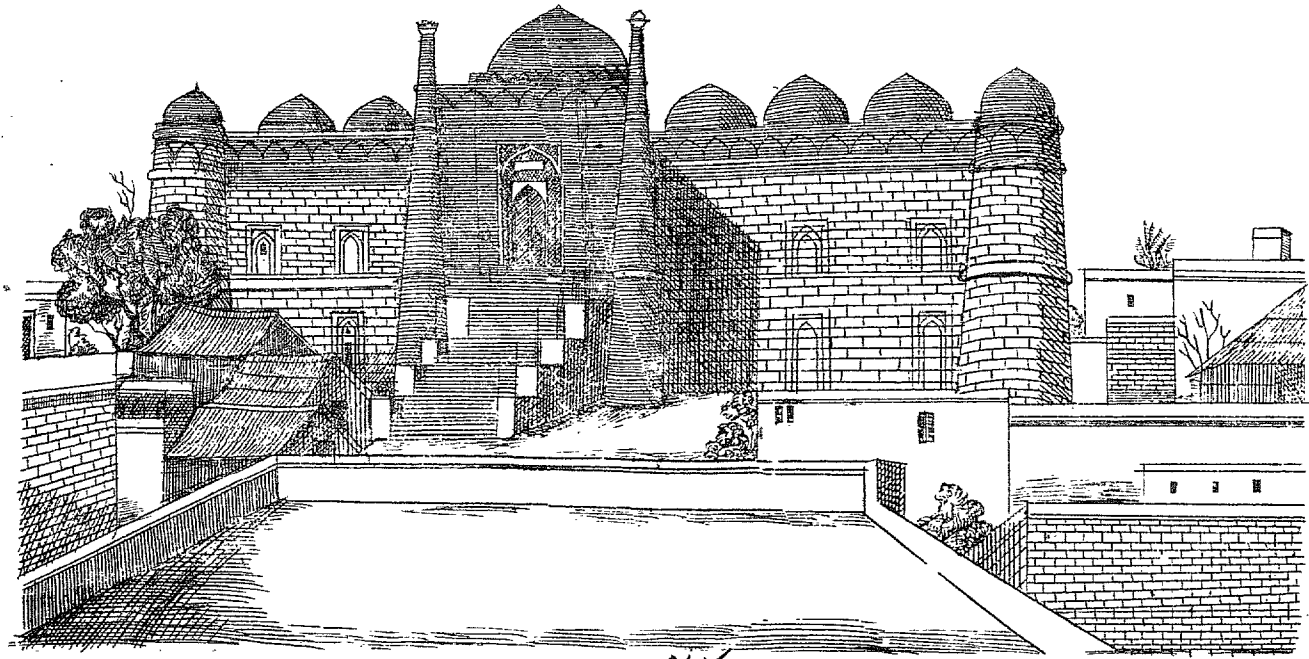
کالی مسجد

سنہ ۷۷۸ ہجری مطابق سنہ ۱۳۷۶ عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ آپکی دعا سے ایک
مردہ جی اوٹھا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہارکور آپ کا لقب ہوگیا ہی
ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہی۔

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروزشاہ کے وقت مین جب شہر فیروزآباد آباد ہوا تھا اوسکے ایک محلے مین
خانجہان نے سنہ ۷۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۷ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب وہ شہر ویران
ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دیکر
بنایا ہی کہ بتّیس ۳۲ سیڑھیان چڑھکر مسجد مین جاتے ہین اندر سے مسجد کو سہ کھنا بنایا ہی
اور ہر کھہ مین پانچ پانچ در ہین اور اوسکی چھت پر لداؤ کے چھوٹے چھوٹے گنبد
بنائے ہین اور اوسکے دروازے پر کتبہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

مسجد بیگم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھین مسجدون کے ہی جنکو خانجہان فیروزشاہی نے سنہ ۷۸۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۳۸۷ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چونے اور پتھر کی ہی قطع اسکی نری
بھدی بالکل پٹھانون کے وقت کی ہی مگر البتہ مستحکم خوب ہی اسکی قطع اور کھڑکی
کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہی۔

مسجد کالو سرای

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہی خانجہان فیروزشاہی کی بنائی ہوئی

یہ مسجد بھی چونے اور پتھر سے برجیون دار بنی ہوئی ہے اور جب کہ یہ سب مسجدین
خانجہان نے قریب قریب زمانے مین بنائی ہین اسواسطے اسکی سال بنا بھی قریب
۷۸۹ہجری مطابق ۱۳۸۷عیسوی تصور کی جاتی ہے اس مسجد کے ضلع شمالی
و جنوبی منہدم ہوگئے ہین اور اب زمیندار اسمین بستے ہین۔

مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی مین ست پلے کے پاس یہ مسجد ہے قریب ۷۸۹ہجری مطابق ۱۳۸۷
عیسوی فیروزشاہ کے وقت مین خانجہان نے یہ مسجد بنائی ہے اب اس
مسجد مین زمیندار بستے ہین یہ مسجد چوکھونٹی ہے اور چارون طرف مربع کے
ضلعون کے بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہے تین طرف تو
دروازے ہین اور قبلے کی طرف سے بند ہے تمام مسجد مین بہت سے ستون لگائے
ہین ایک ایک برج چارون تاج کے مربعون پر ہے اور مسجد کی چھت پر نو جگہہ
ملے ہوئے نو نو برج ہین ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین مسجد کے صحن
مین چار چوک چھوٹے ہین اس قطع کی مسجد اس نواح مین کہین نہین ہے
بلاد روم کی مسجدون کی قطع معلوم ہوتی ہے۔

مقبرۂ فیروزشاہ

یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہے جبکہ ۷۹۰ہجری مطابق ۱۳۸۸عیسوی کے
فیروزشاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری ر ا ے مین یہ مقبرہ

مسجد کھڑکی کا نقشہ
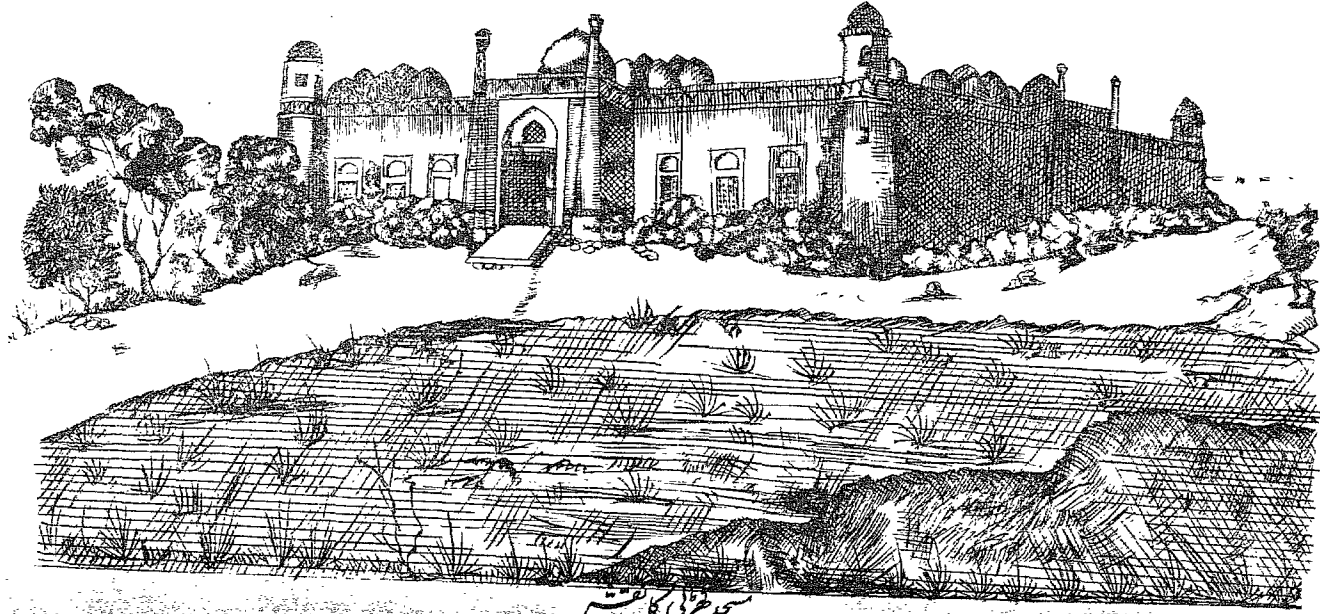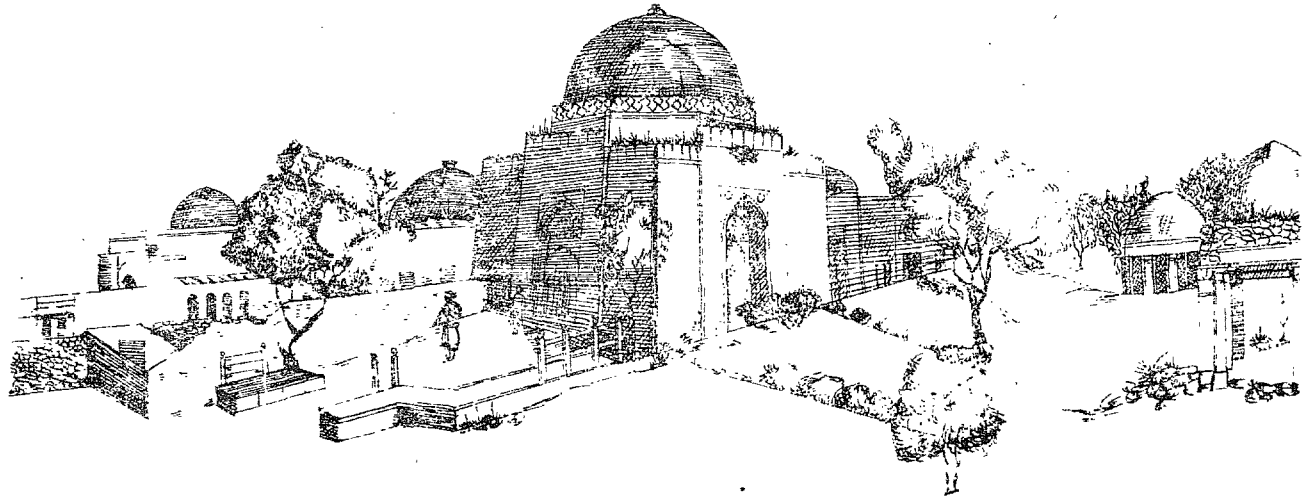
نقشۂ مقبرۂ فیروز شاہ بالاے حوض خاص

گمٹی خضر لب دریا
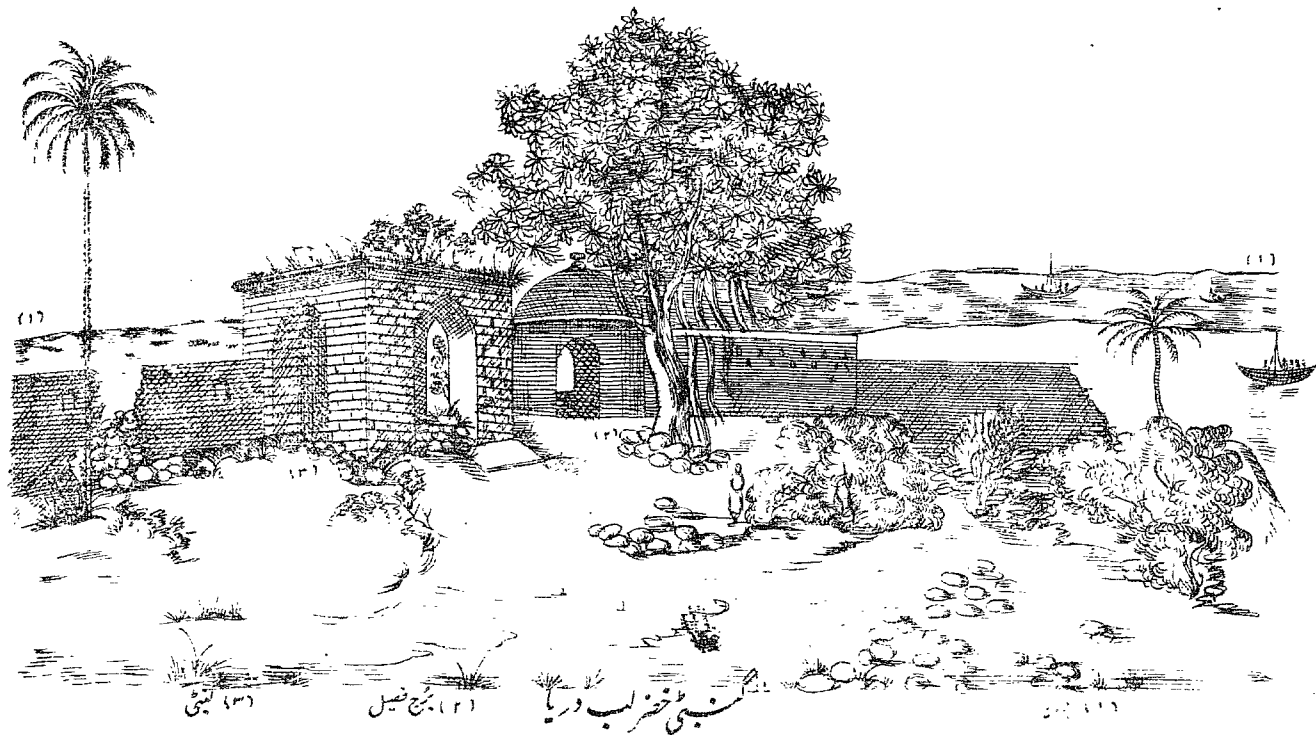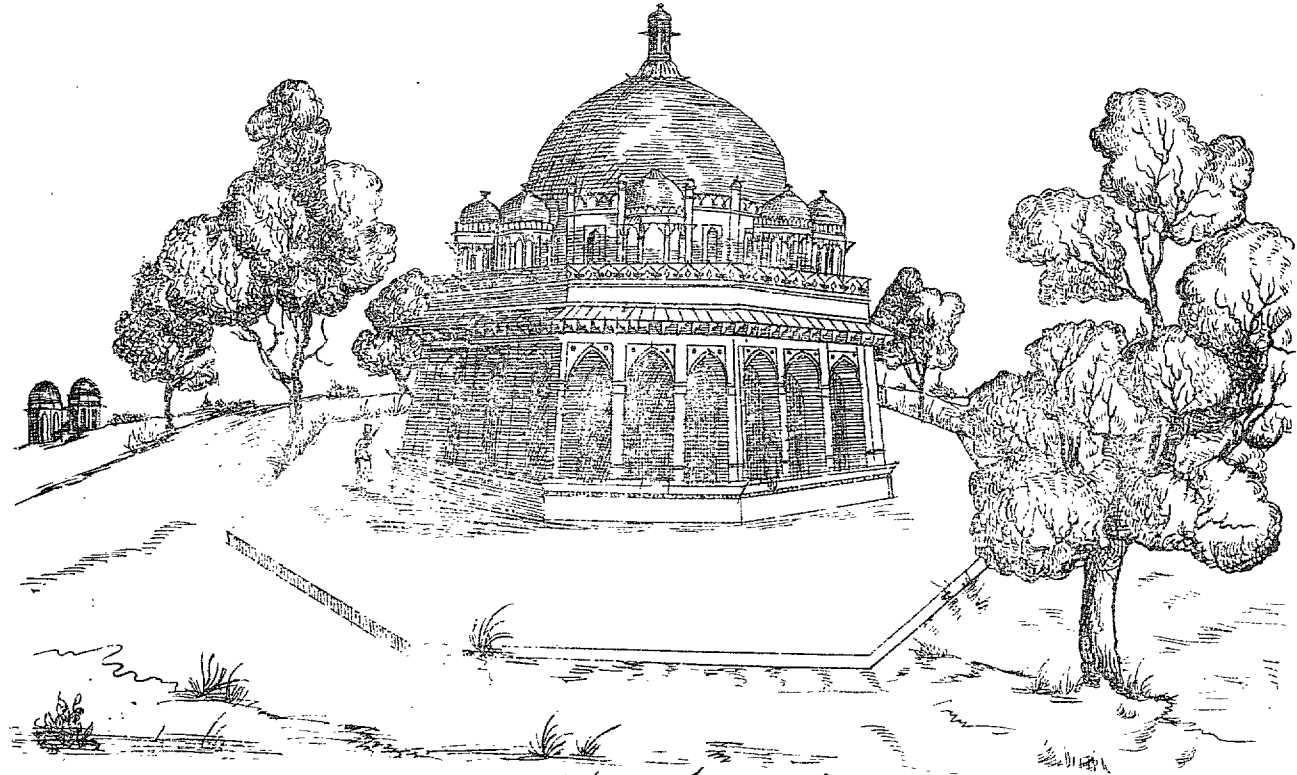
نقشۂ مقبرۂ مبارک پور کوٹلہ

ناصرالدین محمد شاہ کے وقت مین سنہ ۷۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۹ عیسوی کے بنا ہی یہ مقبرہ بالکل چونے اور پتھر سے بنا ہوا ہی اسکی پیشانی پر چونے کے حرفون سے کتبہ[1] بھی ہی مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہین اسی جگہ اور بھی چھوٹے چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہین اور ناصرالدین محمد شاہ اور علاءالدین سکندر شاہ کی یہین قبر ہی اور ایک چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا ہی اور اوسپر کتبہ[2] لگا ہوا ہی۔

خضر کی گنبٹی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہ مقبرہ ہی سنہ ۸۲۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۲۱ عیسوی مین ابوالفتح مبارک شاہ اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھ اچھا نہین ہی صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہی فصیل مین کا ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کے بہنے اور کشتیون کے چلنے کی ایک کیفیت ہی۔

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور مین شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کیطرف واقع ہی جبکہ معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ سنہ ۸۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۴۳۳ عیسوی مین مراتب یہ مقبرہ بنا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع ہی سنگ خارا سے بنا ہوا ہی اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہی کہ دیکھنے سے

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۲۳
[2] دیکھو کتبہ نمبر ۲۴

علاقہ رکھتا ہی بعضے لوگ یون خیال کرتے ہین کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہین بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی مین شہر مبارک آباد آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرۂ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سواد موضع کے خیر پور مین یہ مقبرہ ہی سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہ مقبرہ اوسکے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا ہی لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوبصورتی سے بنائی ہین۔

مقبرۂ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھدا ولی نواح سکیٹ مین ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے مرا اوسکی نعش کو اس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہی نیچے توبارہ درہین اور اوپر پانچ برج ہیأت مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہی اس مقام پر اور بھی قبرستان
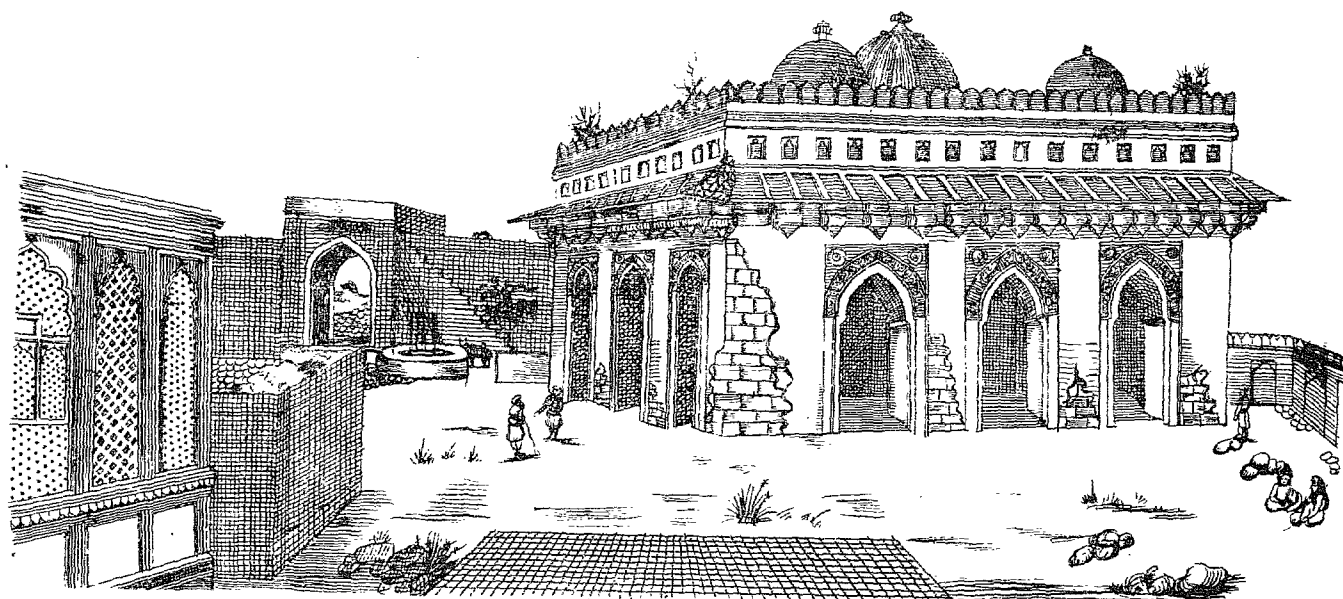
مقبرۂ سلطان بہلول لودھی

نقشہ پنج برجہ زمرد پور

بستی باوڑی
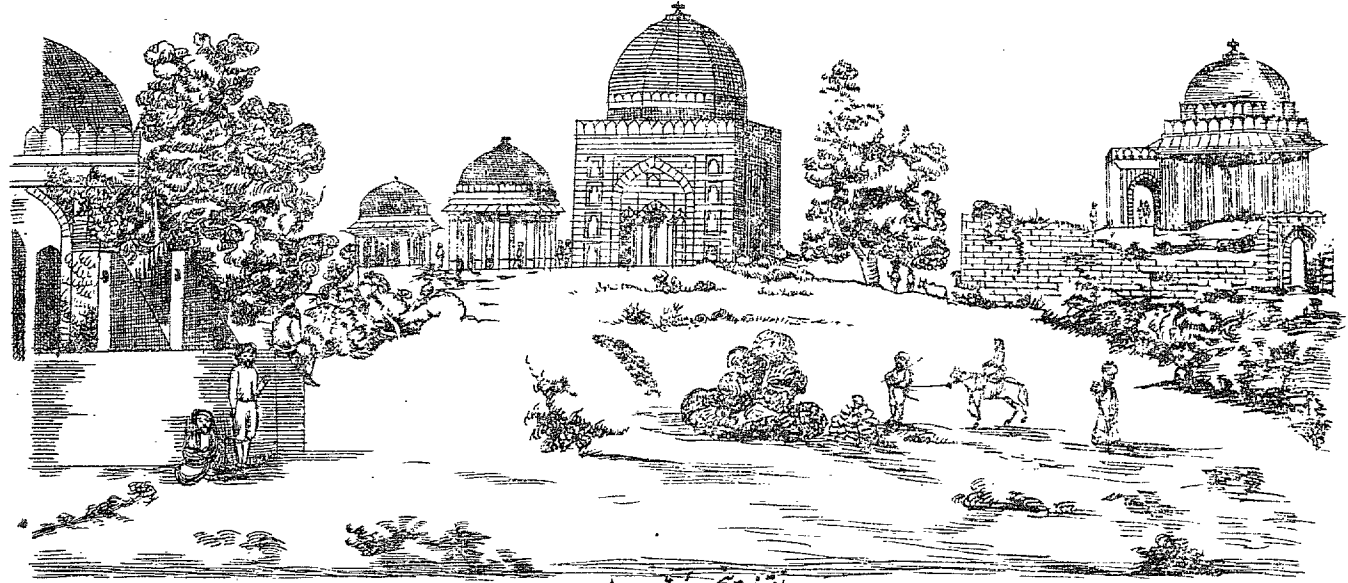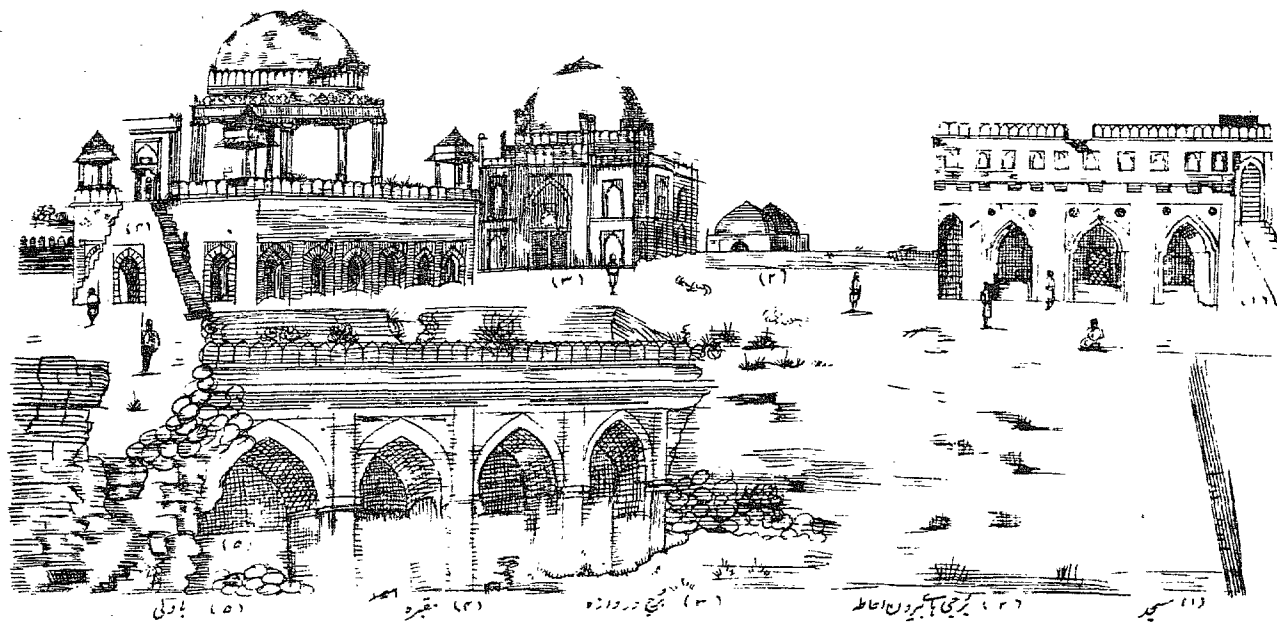
بن گیا ہی اور سنگ سرخ کے مجحر مین قبرین بنی ہوئی ہین یہان سے روشن چراغ دلی
کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہی اور ایک دروازہ فصیل کا بہت
خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہی۔

پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک گانون ہی شاہجہان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گانون
کا نام کنچن سرائے تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت مین
زمرد خان کی جاگیر مین ملاجب سے زمرد پور نام پڑا اس گانون مین زمرد خان کا
قبرستان ہی اور قبرون پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے
ہوئے ہین عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہین رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے
وقت کی ہی اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھوین صدی یعنی
قریب ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے خیال کی گئی ہی۔

بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت
مین بستی خواجہ سرا تھا اوسنے اپنا مقبرہ قریب ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی
کے بنایا اس مقام پر ایک باؤلی بہت نفیس ہی اوسمین نیچے اوپر دالان بنے
ہوئے تھے جانب غرب باؤلی کے ایک مسجد ہی اور اوسپر چونے کی منبت کاری
مین آیات قرآنی کندہ ہین مسجد کی بغل مین بائین طرف دروازہ ہی اور اوسپر

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا
چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی
اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ او رستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا
ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنمائی
کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور
ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی
اگرچہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے
بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ
اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ
کا دانہ اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بو ایا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر
سب کو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپون کی موٹھ ہوگئی اوسکی یہ
مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ
سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شورہ لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر رہ کر
باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول
کے وقت مین یعنی تخمیناً ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے سبنے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۵

مقبرہ لنگر خان

نقشۂ تبرجب
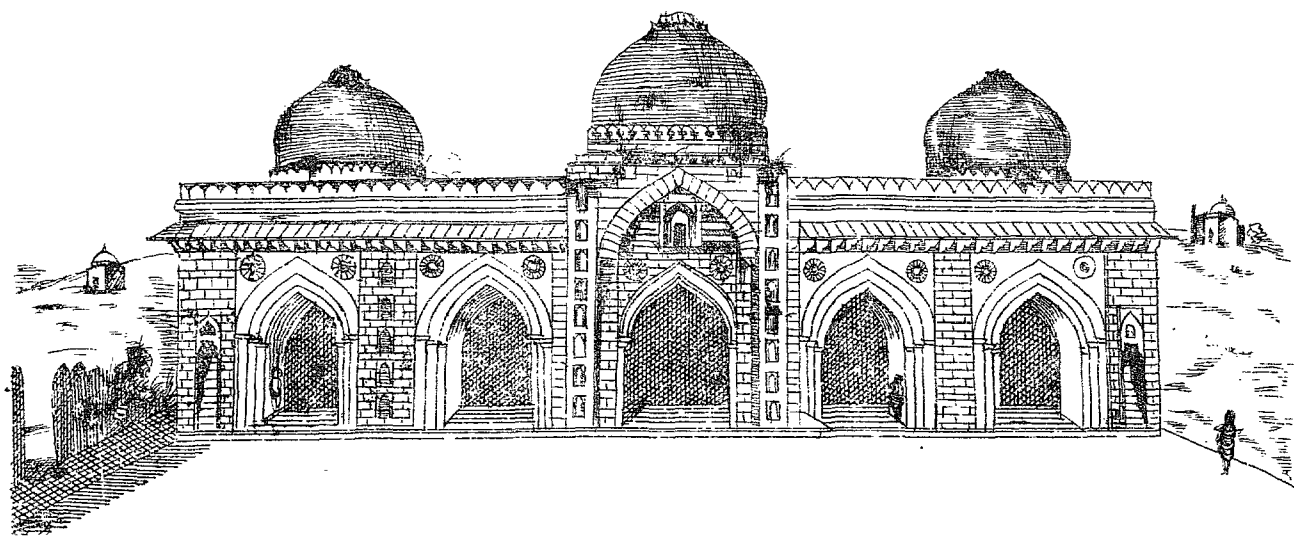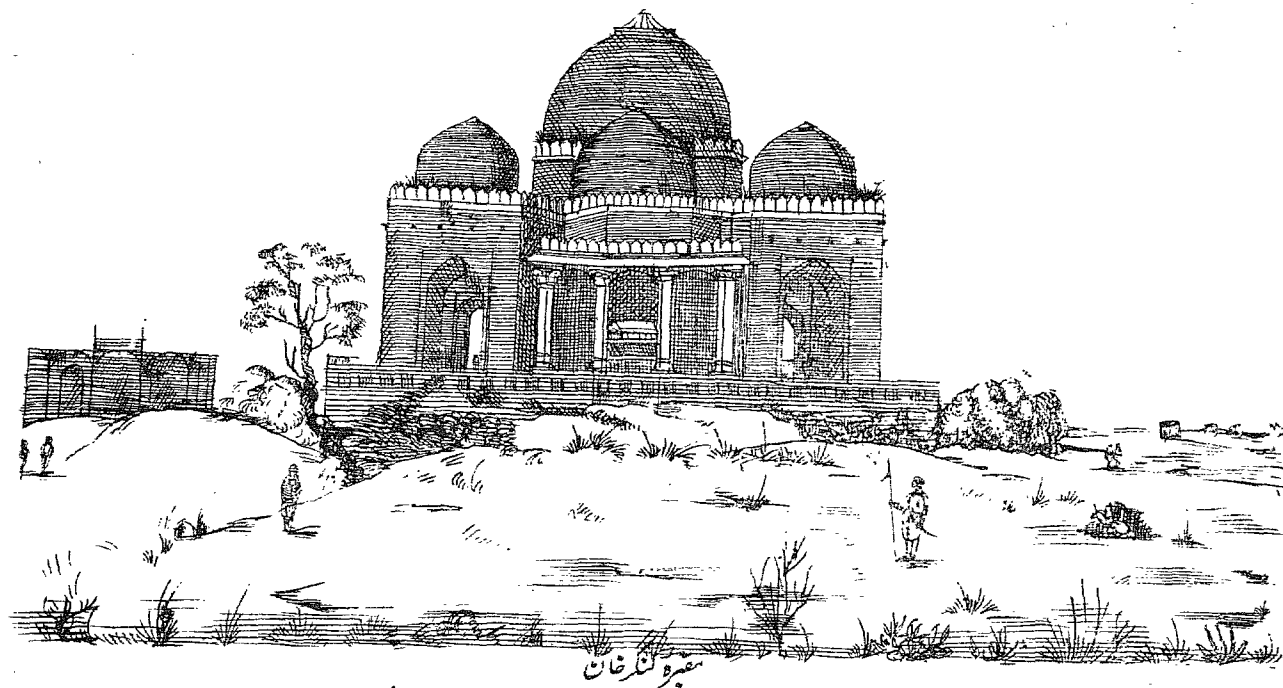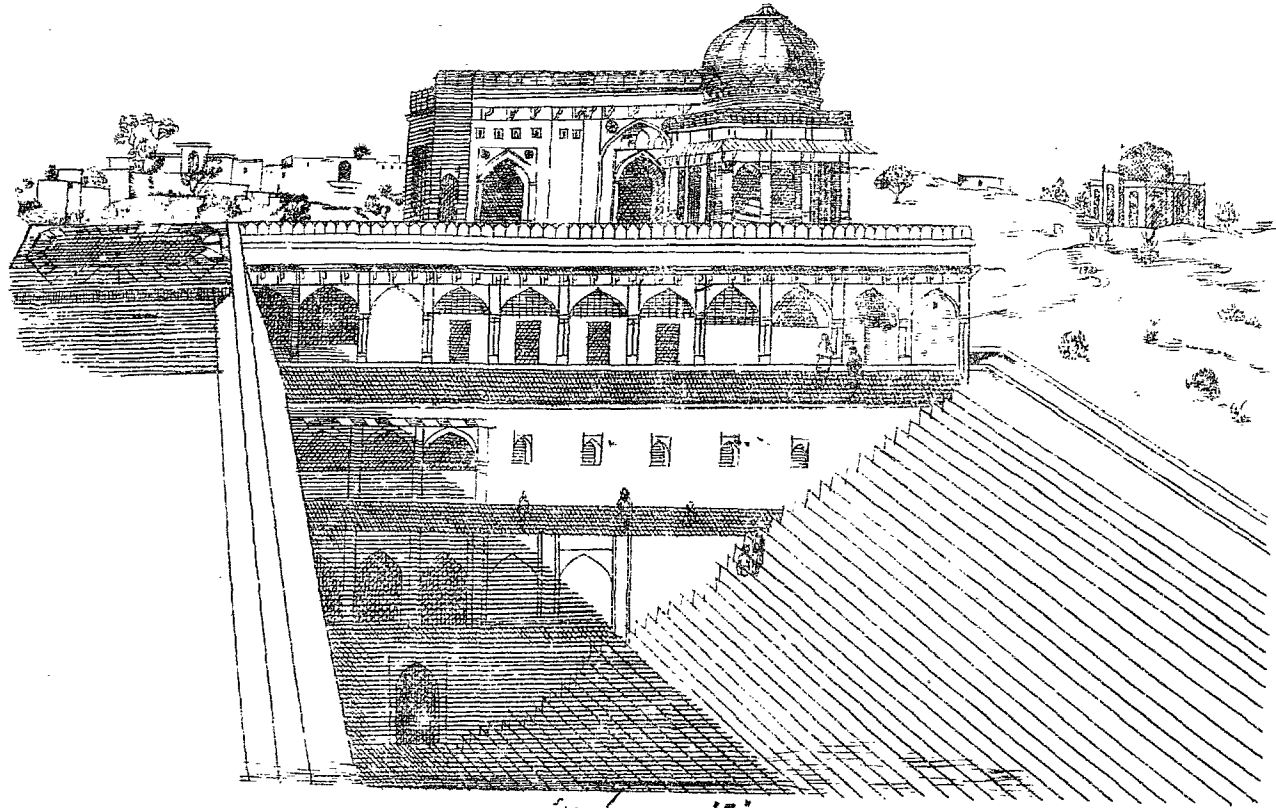
نقشہ راجون کی بائین

مقبرہ لنگر خان

موضع زمرد پور کے پاس راے پور ایک گانون ہی اوسکی سرحد مین یہ مقبرہ ہی لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون مین سے تھے اون کا یہ مقبرہ ہی اور اسی واسطے اسکی بنا تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ عیسوی کے خیال کی گئی ہی یہ مقبرہ نہایت بھدا چونے پتھر کا بنا ہوا ہی مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہی کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہوکر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیان قبر کے سرے تک نہین پہونچین اسی مقبرے کے پاس ایک چوکھنڈی کی برجی اور ہی اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہی شاید کہ انھین کے خاندان مین سے کسی کی ہوگی۔

تین برج

موٹھ کی مسجد کے پاس یہ تین برج برابر برابر ہین معلوم نہوے کہ یہ کسکے مقبرے ہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلطان سکندر کے عہد کے یعنی تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ عیسوی کے بنے ہوئے ہین یہ تینون مقبرے چونے اور پتھر سے بنے ہوئے ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سے اچھا بنا ہوا ہی اور کہین کہین اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

راجون کی بائین

نواح قطب صاحب مین کوٹھی دلکشا سے تھوڑی دور پرے یہ باؤلی ہی

سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت مین دولت خان نے اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پانون تک چونے پتھر کی ہی اور ابتک سب جگہ سے ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہی اور اوسکے صحن مین گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کرکرا وسپر برجی بنائی ہی کسی زمانے مین اس باؤلی کے مکانات مین راج آبسے تھے جب سے راجون کی باٰئین مشہور ہی اس باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ[1] لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۶[1]

مقبرۂ سلطان سکندر بہلول

موضع خیر پور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا یہ مقبرہ سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ یہ مقبرہ نرے چونے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہین۔

درگاہ شیخ یوسف قتال

کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف[2] قتال کی جو مرید ہین قاضی جلال الدین لاہوری کے سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور شیخ علاء الدین[3] حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نواسے نے یہ مکانات بنائے یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان بھی سنگین ہین برج چونے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہی اوسکے پاس ایک
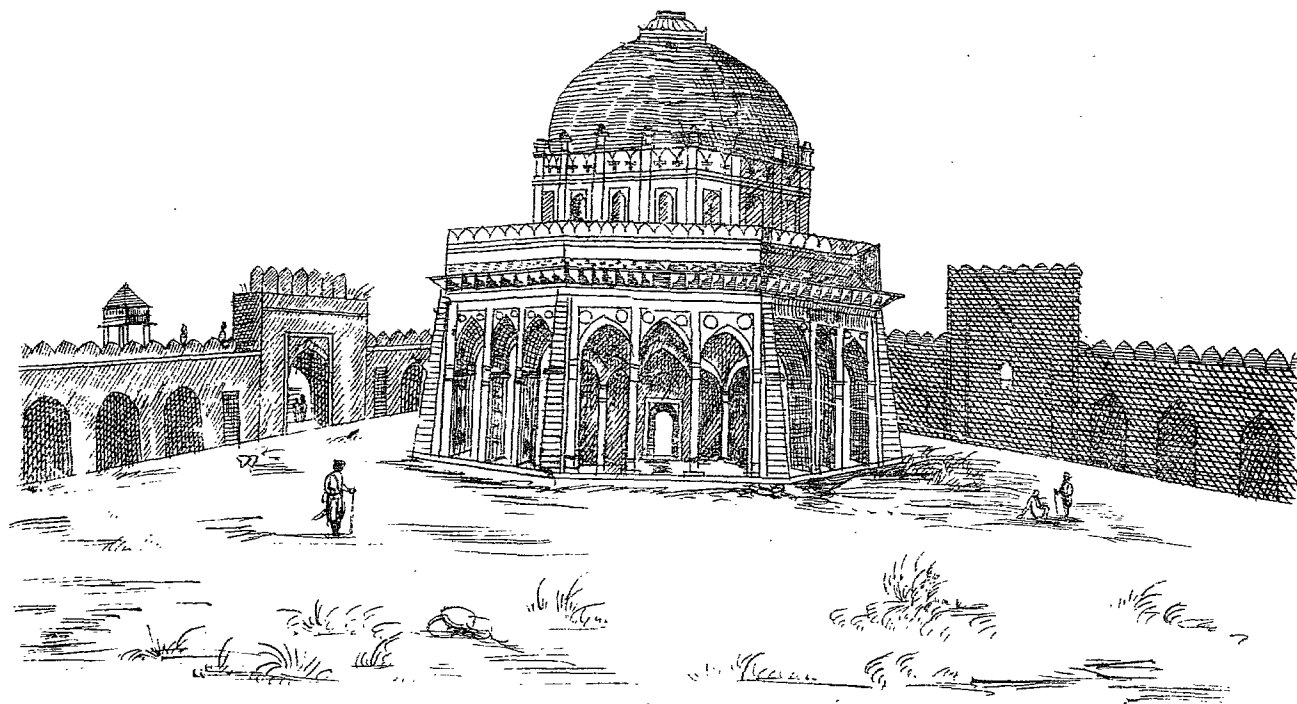
اخبار الاخیار[2]

دیکھو کتبہ نمبر ۲۷[3]

نقشۂ مقبرۂ سلطان سکندر بہلول لودی

نقشہ درگاہ یوسفِ قتال
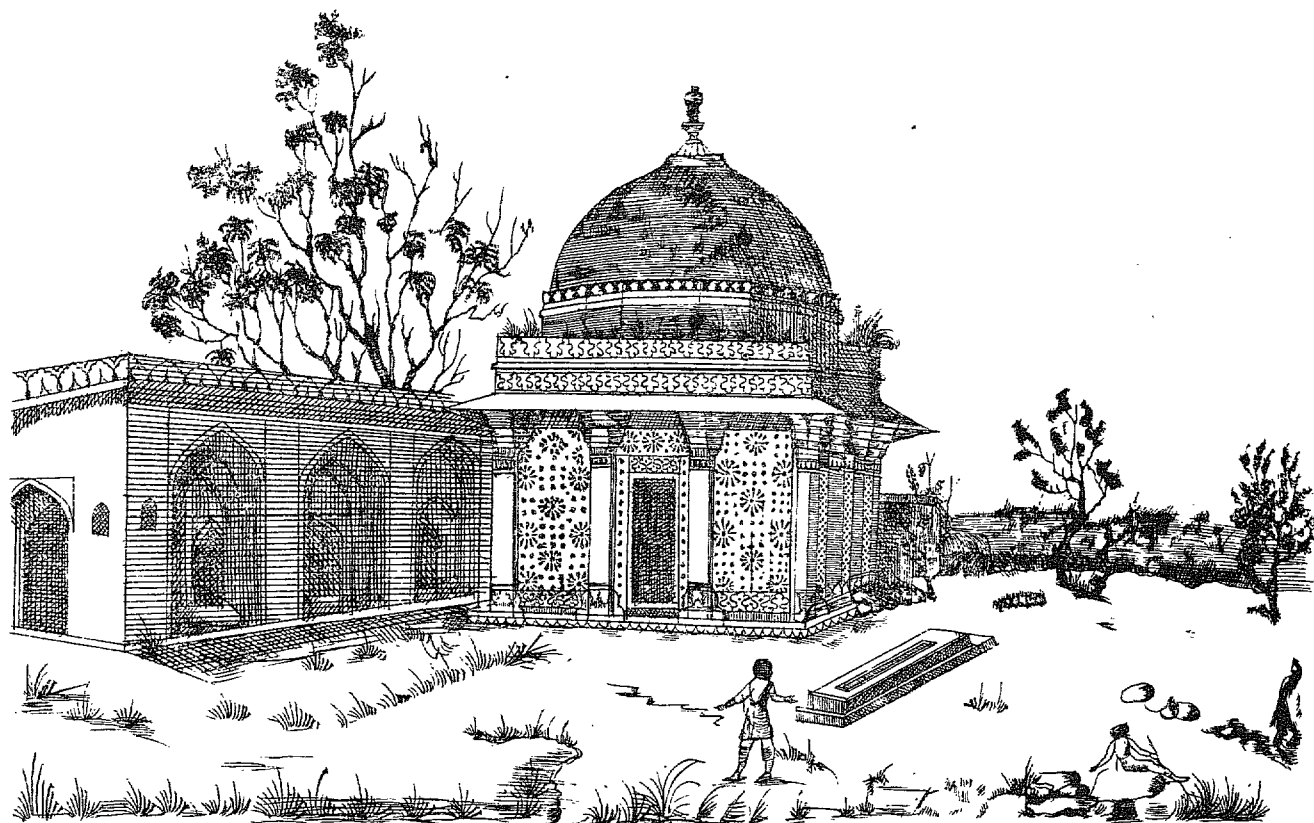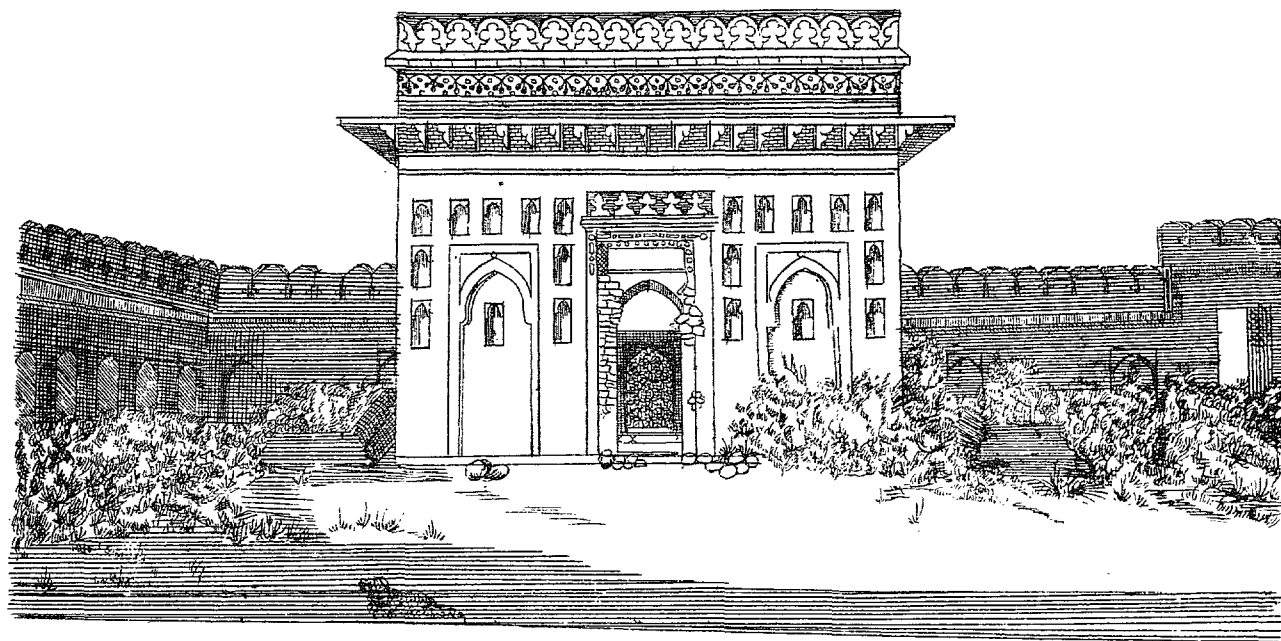
نقشہ درگاہ مولانا جمالی
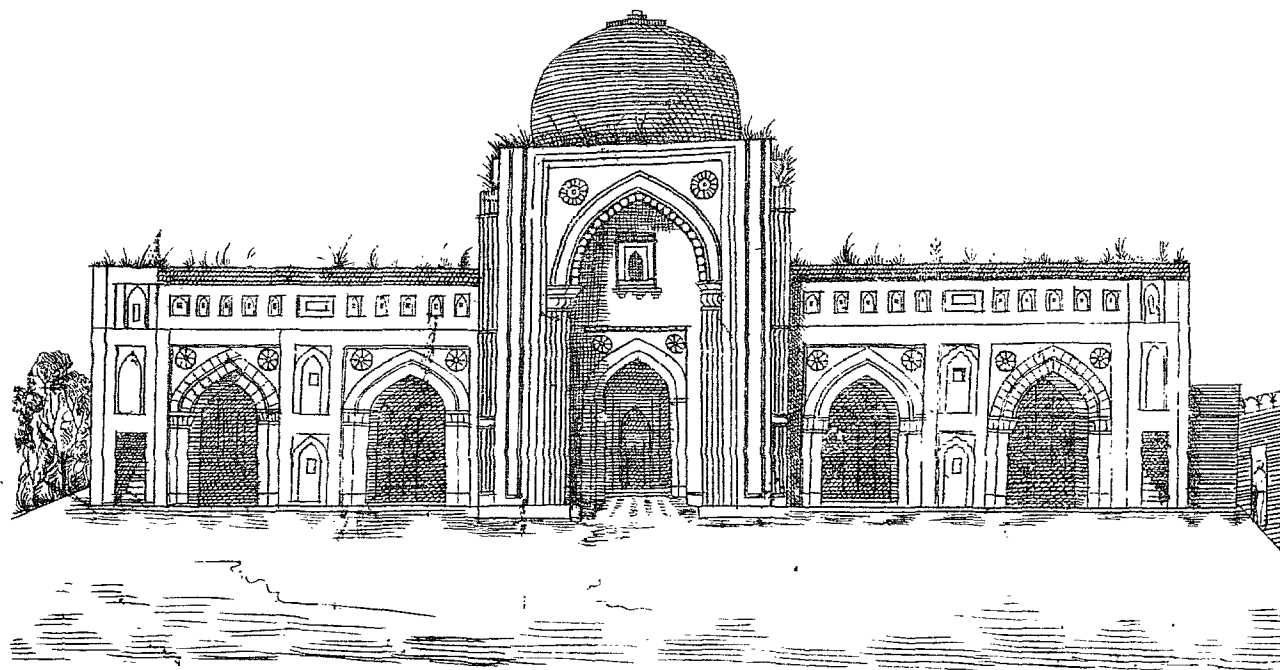
نقشۂ مسجد درگاہ مولانا جمالی

مسجد بھی چونے پتھر سے بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہی۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہ بہت مشہور درگاہ ہی شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۹۳۵ سنہ ہجری مطابق ۱۵۲۸ سنہ عیسوی کے اپنے جیتے جی[1] یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادون کی طرح اسمین رہتے تھے جب ۹۴۲ سنہ ہجری مطابق ۱۵۳۵ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اسی حجرے مین مدفون ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کے بڑے نامی شاعرون مین سے ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہی یہ حجرہ بہت اچھا چونے کا بنا ہوا ہی اور تھوڑی تھوڑی چینی کاری بھی کی ہوئی ہی حجرے کے اندر چونے کی منبت کاری مین دو غزلین انھین کی کہی ہوئی کھدی ہوئی ہین۔

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہی بہت بڑی اور نہایت شاندار چونے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی[2] قریب ۹۳۵ سنہ ہجری مطابق ۱۵۲۸ سنہ عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہی سب سے پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر پڑے ہوئے ہین بلکہ جس زمانے مین پتھورا نے یہان قلعہ بنایا اوس زمانے مین بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔

[1] اخبار الاخیار
[2] اخبار الاخیار

نیلی چھتری

سلیم گڈھ کے نیچے دریا کے کنارے نگمبود کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہی بنگلے نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلے رنگ مین کام کیا ہوا ہی اس سبب سے اوسکو نیلی چھتری کہتے ہین سنہ ۹۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون[1] بادشاہ نے دریا کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے ہین اور گویہ بات صحیح نہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹین لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندوؤن کی جگہ سے اوکھاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ اون اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتون کے ناقص ہوجانے سے کہ کسی کا سر ہی رہ گیا ہی کسی کا دھڑ ہی باقی ہی اور بیل بوٹون کے انتظام کے اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ اینٹین اور جگہ سے اوکھاڑ کر یہان لگائی ہین ہندوؤن کی تاریخ بموجب[2] راجہ جدہشتر نے اس گھاٹ پر جگ کیا تھا کچھ عجب نہین کہ ہندوون کے عہد مین اس گھاٹ پر کسی مقام کو اوس جگ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنادی ہو اور ہمایون کے عہد مین وہی چھتری ٹوٹ کر یہ چھتری بنی ہو سنہ ۱۰۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۸ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ[3] اسمین لگا دیا اور رجب سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۰ عیسوی وہان سے پھرا تو دوسرا کتبہ[4] لگا دیا۔

درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسین پاس منار
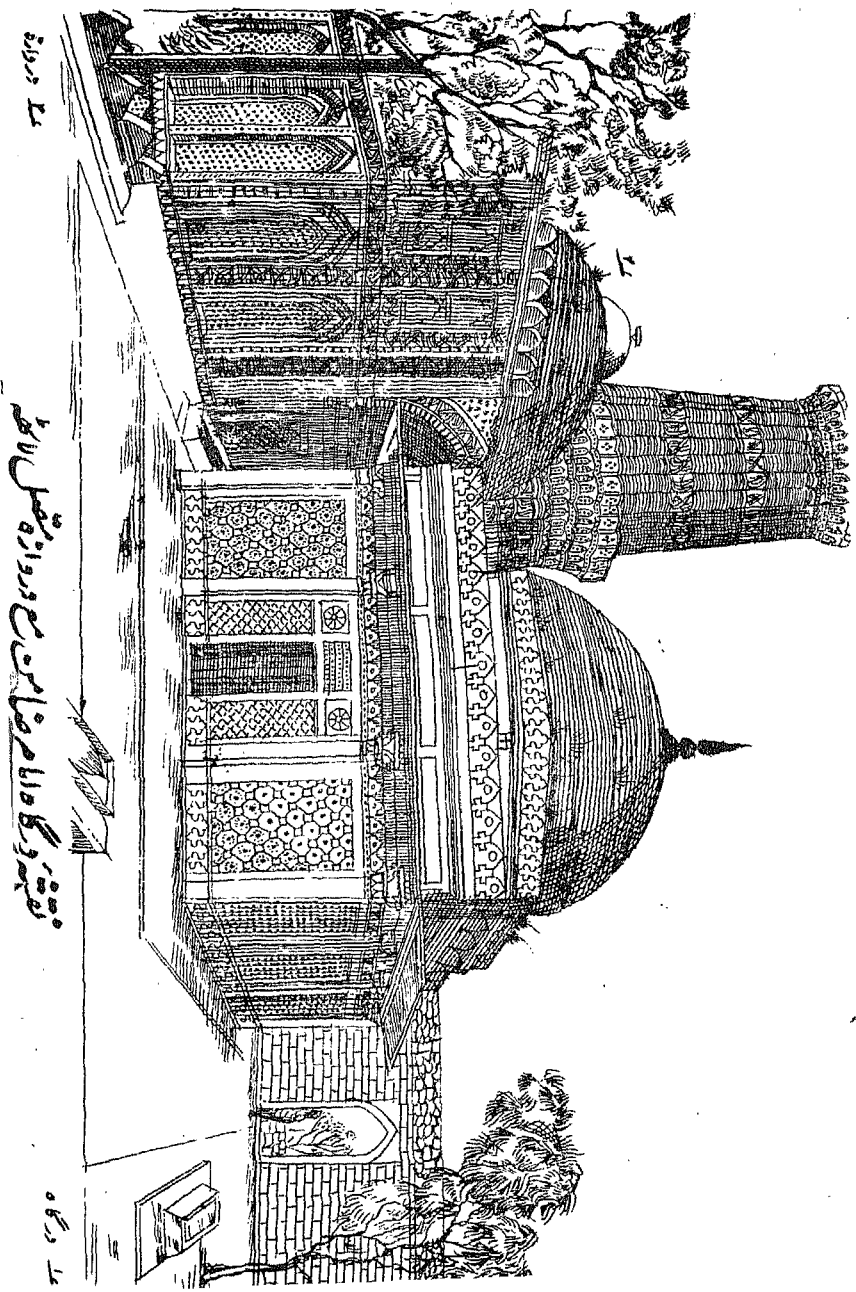
[1] تزوک جہانگیری

[2] اندر پرست مہاتم

[3] دیکھو کتبہ نمبر ۲۸

[4] دیکھو کتبہ نمبر ۲۹

نقشۂ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹھ

نقشہ دروازہ ہائے درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب مع مزار مولانا فخرالدین

۱ دروازہ اندرون ۔ ۲ دروازہ بیرون ۔ ۳ مزار مولانا فخرالدین
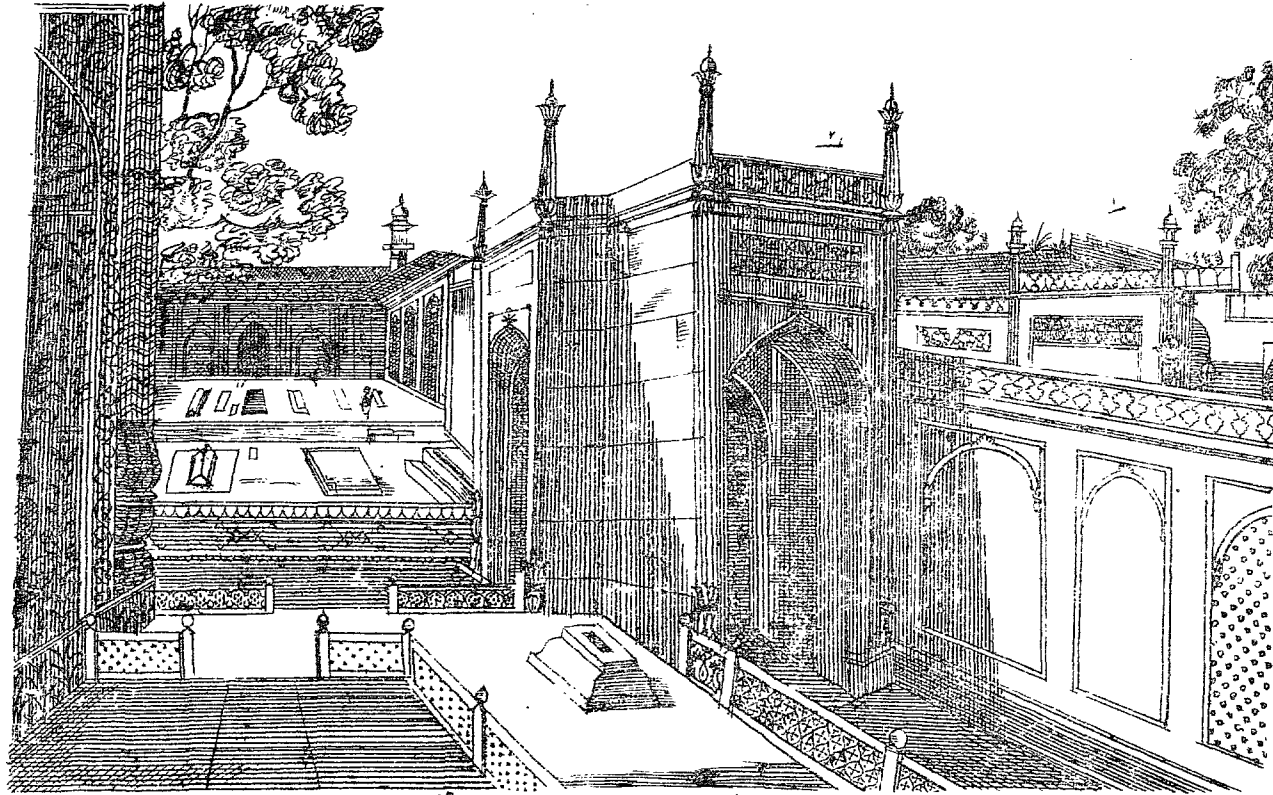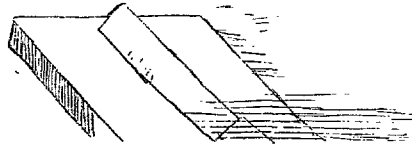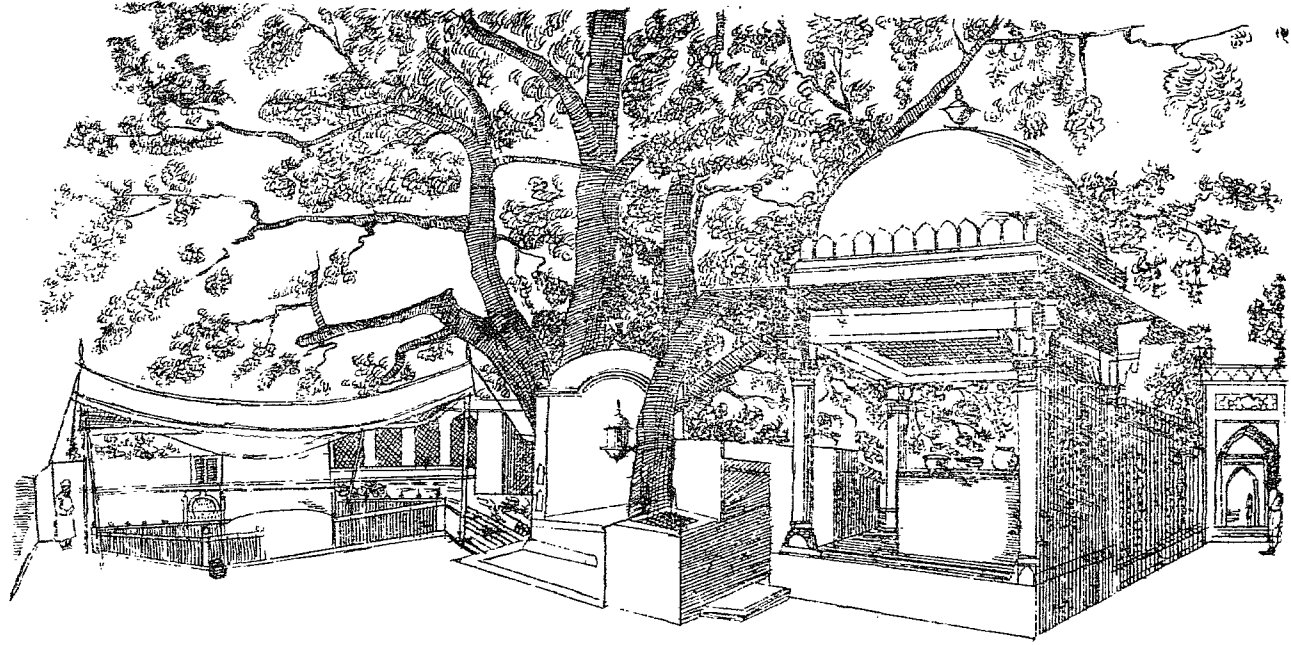
نقشۂ قطب الاقطاب علیہ الرحمۃ

لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہی امام محمد علی مشہدی کا جنکو سید حسین پاے منار بھی کہتے ہین یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان سکندر کے وقت مین دلی مین آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ سنہ ۹۴۴ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۷عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے مین دفن ہوئے قطع اس مقبرے کی بہت اچھی ہی برج بھی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہی اور دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

مرآت آفتاب نما[1]

دیکھو کتبہ نمبر ۳۰[2]

درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول سنہ ۶۳۴ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۶عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہان کچھ عمارت نتھی سنہ ۹۴۸ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین خلیل اللہ خان نے ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی سنہ ۹۵۸ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین یوسف خان نے بھی ایک دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہی ۹۵۸ بعد اسکے سنہ ۱۱۹۱ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۷عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہی اور سنہ ۱۲۰۱ہجری

مطابق ۱۷۱۲ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی بہت نفیس جالیان بنوا دین اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوائے اور اون دروازون پر[1] کتبے لگائے

دیکھو کتبہ نمبر ۳۱ و ۳۲[1]

مسجد قلعہ کہنہ

جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اوس نے ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱[2] عیسوی کے اس مسجد کو پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اوس زمانے کی عمارتون مین یہ مسجد بہت خوبصورت عمارت ہی اندر سے اور ساری رو کار سنگ سرخ کی بنی ہوئی اور کہین کہین نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہی ہر جگہ قرآن کی آیتین نسخ اور کوفی خط مین کندہ ہین ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت تحفہ منبت کاری اور بہت خوب پچپکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل دیکھنے کے ہی لداؤ اس مسجد کا نہایت عمدہ ہی سنگ سرخ کے پتھرون کو چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سے ایسا خوبصورت اور مضبوط لداؤ لایا ہی کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی اوس لداؤ مین ہر جگہ بہت تحفہ منبت کاری بنائی ہی اسکے صحن مین ایک بہت خوبصورت سولہ پہلو کا حوض ہی مگر اب بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہی اس مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین اور آثارون مین چھت پر چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہین اس مسجد کی چھت پر ایک

تاریخ مرزا ہدایت اللہ خان[2]

نقشۂ مسجد قلعہ کہنہ

نقشہ شہر منڈل
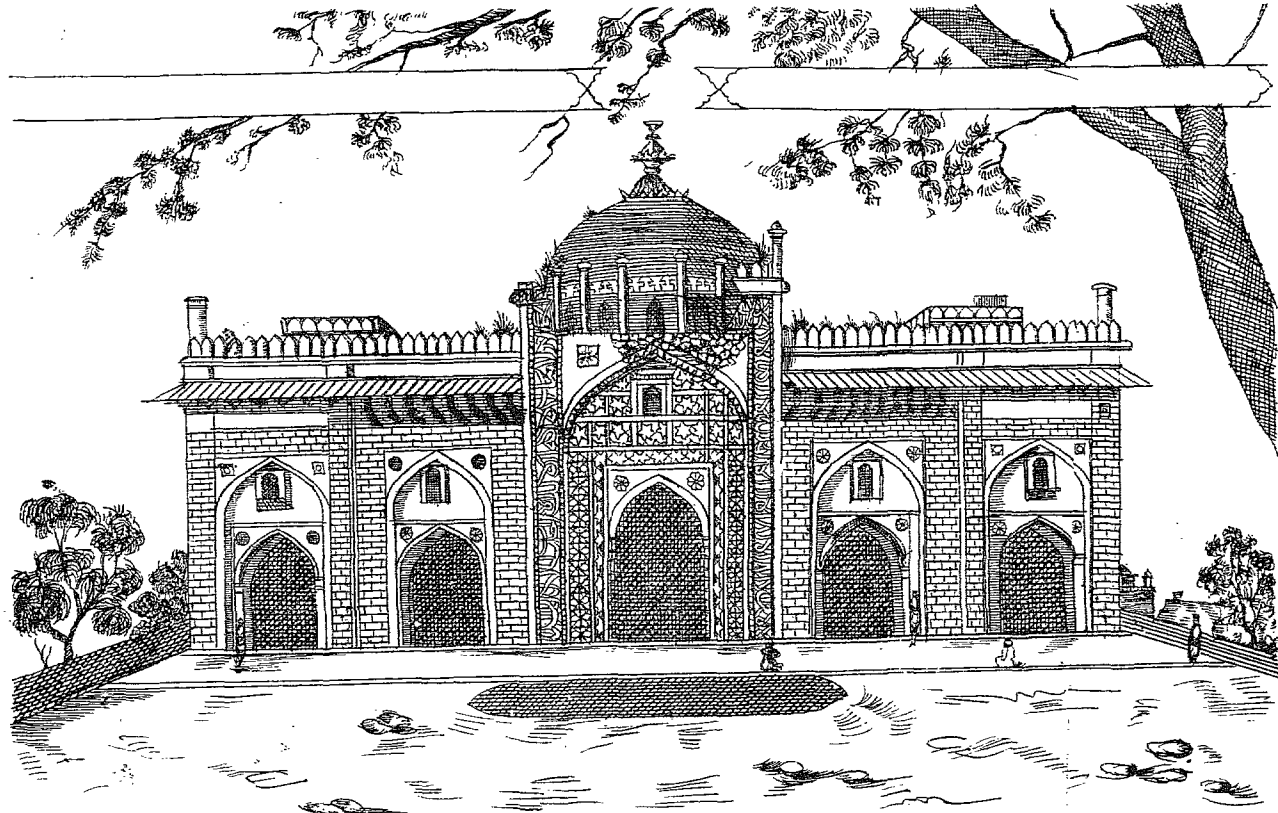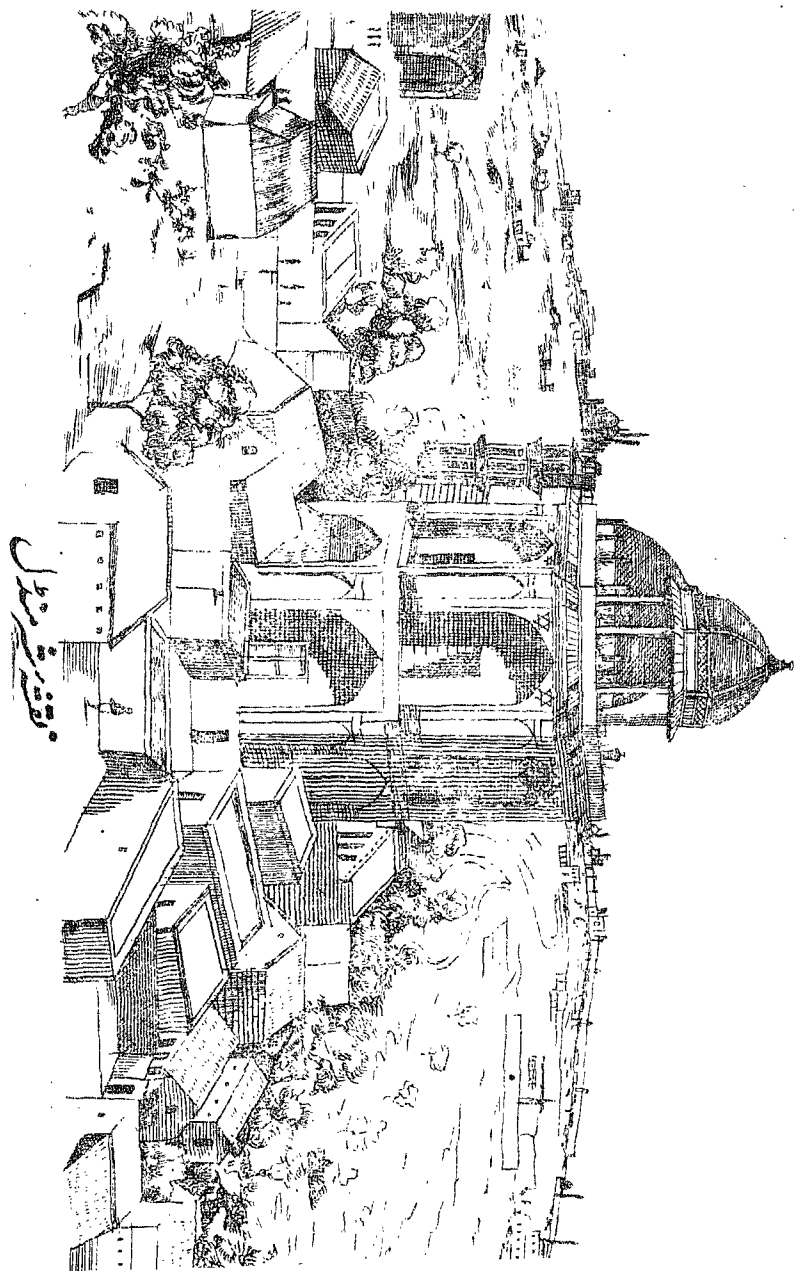
گنبداب تک موجود ہی اور ادھراودھر گنبد کے دو چھتریان تھین کہ اب ٹوٹ گئین
ہین اس مسجد کو اکبرنامے مین جامع مسجد کر کر لکھا ہی شاید ہمایون کے وقت مین
یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہی الا مسجد کی آگے
پیش طاق کے دائین بائین طاقون مین چند شعر کندہ ہین[1]۔

شیر منڈل

اسی پرانے قلعہ مین شیر شاہ نے ۹۴۸ہجری مطابق ۱۵۴۱عیسوی کے مسجد
کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اسکا نام رکھا
کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہی یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی
پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ مین ایک کمرہ بنایا ہی اور چارون طرف
بہت پتلی غلام گردش ہی اور دیوارین سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہی اور تیسرے
درجے پر ایک برجی بنائی ہی بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم
نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوئے تو اس کان مین
کتب خانہ رکھا تھا ۹۶۳ہجری مطابق ۱۵۵۵عیسوی شام کے وقت ہمایون[2]
بادشاہ اس کتب خانے مین آئے اور اوسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے
اوسکو دیکھنا چاہا جب وہان سے اوترنے لگے تو زینے پر سے کہ
نہایت پیچدار ہی پاؤن پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی مین
بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مرگئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۳۳
[2] اکبر نامہ

اپنی تاریخ مین اس عمارت کو ہمایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہی
یہ صحیح نہین ہی-

مسجد و مقبرہ خیرپور

اسمین تو کچھ شک نہین کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانون کے وقت کی ہی اور تخمیناً
سنہ ۹۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب قریب زمانہ شیر شاہ کے بنی
ہوئی ہی اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہین ہوا لیکن اسمین کچھ شک نہین
رہا کہ پٹھانون کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گانون آباد ہی یہ مقبرہ ہی
اور اوسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہی اگرچہ یہ مسجد چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی مگر
اسکے خوش قطع ہونے مین کلام نہین اس مسجد مین چونے کاری کی بہت
تحفہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور پیشانی مین چونے کاری سے آیات قرآنی
کھدی ہوئی ہین ایسی خوش قطع مسجد پٹھانون کے وقت کی بہت کم
دیکھنے مین آئی ہی-

کھاری باؤلی

پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت مین
سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۵ عیسوی کے ایک کنوان بنایا تھا چھ برس بعد یعنی سنہ ۹۵۸
ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اوس کنوئین کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان
نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر مین آگئی اب یہان بہت لوگون نے مکان
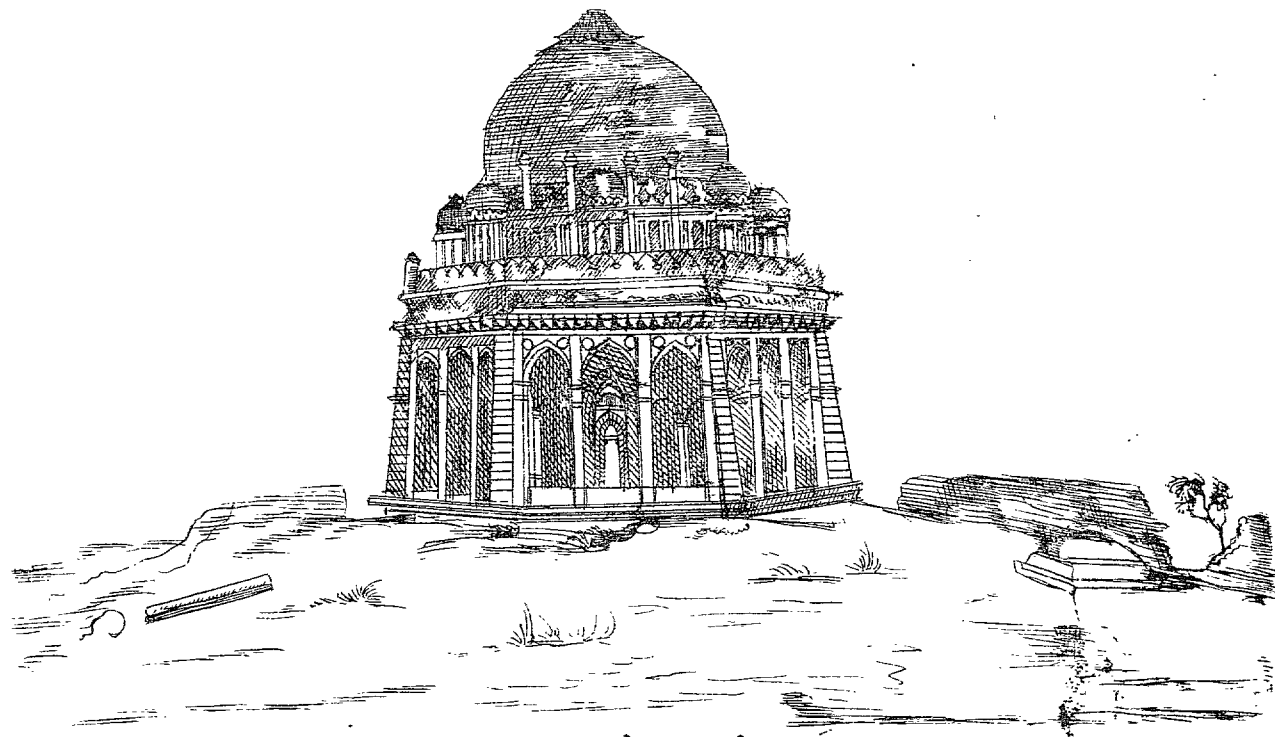
نقشۂ مقبرۂ خیرپور
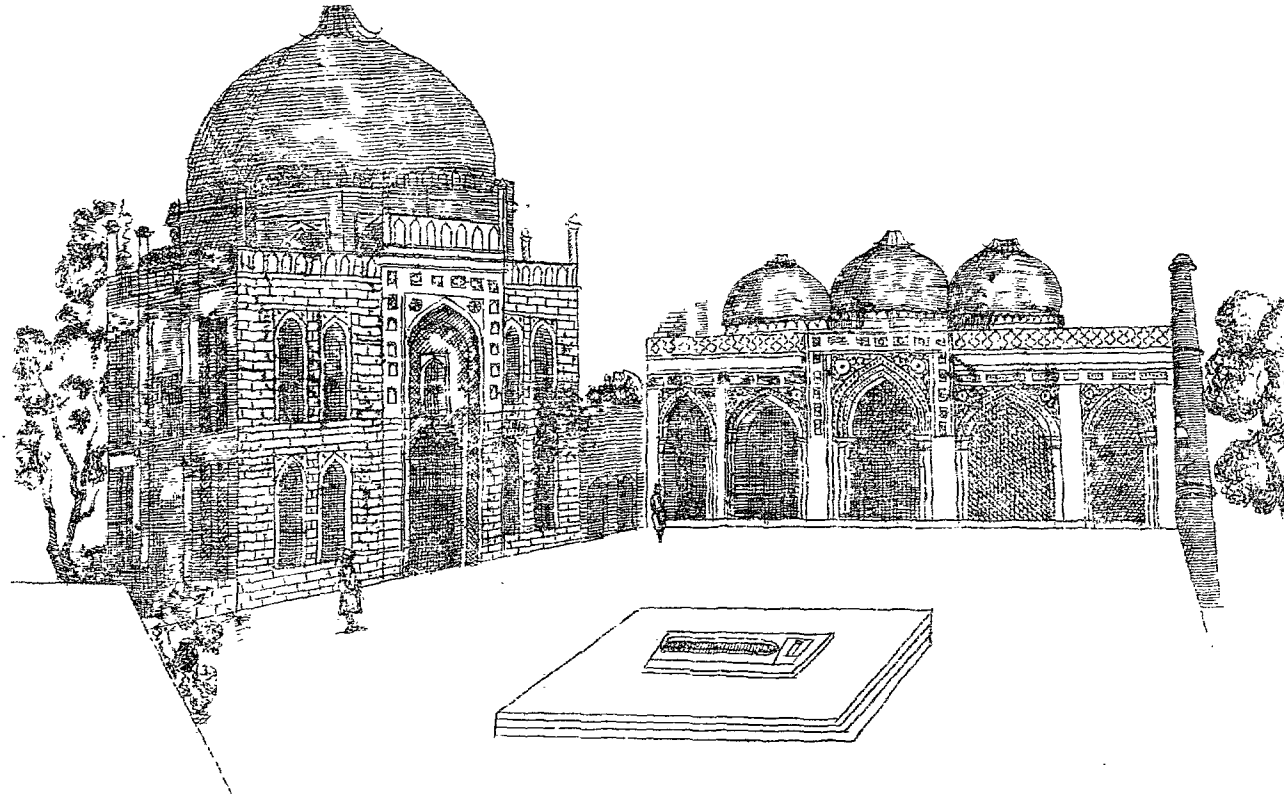
نقشہ مسجد و مقبرہ

نقشہ مقبرۂ عیسیٰ خان
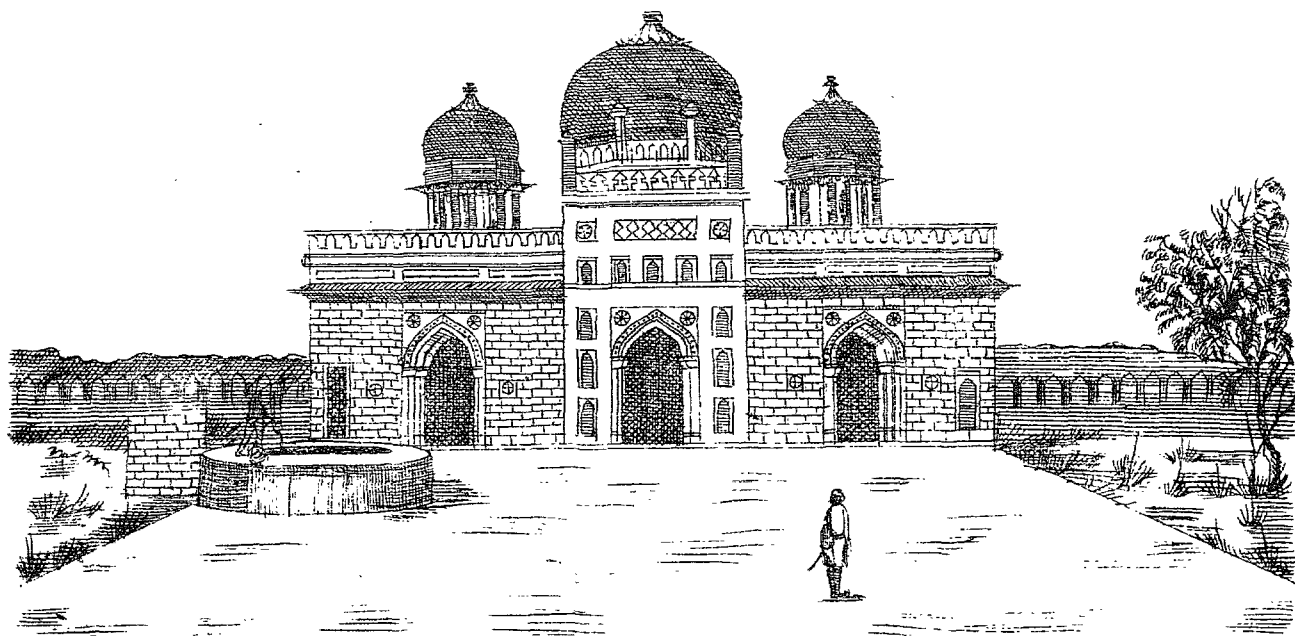
نقشۂ مسجد عیسیٰ خان

دیکھو کتبہ نمبر ۳۴ [1]

بنا لیے ہین اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہی اور یہ کتبے اس باؤلی کے ہین۔

مقبرہ عیسی خان

عرب سرائے کے پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اوس کوٹلے مین یہ مقبرہ ہی اس مقبرے کو عیسی خان نے جو اسلام کے عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ [2] لگا ہوا ہی پٹھانون کے وقت کی عمارتون مین یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی بیچ مین برج ہی اور چارون طرف غلام گردش سنگ خارا اور چونے سے بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرے مین گنوار بستے ہین اوس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۳۵ [2]

مسجد عیسی خان

یہ مسجد عیسی خان کے مقبرے کے پاس ہی اور اس مسجد کو بھی عیسی خان نے ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین مقبرے کے ساتھ بنایا ہی یہ مسجد نرے چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہی اس مسجد کے تین درجے ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہی صرف مٹی کا اس درجے کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے سلیم شاہ
کے وقت مین اوس پہلے درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے سنہ ۱۱۳۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۱۷ عیسوی کے فرخ سیر نے اوسکے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکی
پیشانی پر تاریخ لگائی جسکا مادہ تاریخ۔ بیت ربی مستجاب ہی۔

عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہی اور اس سرا کو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ
کی بیوی نے سنہ ۶ جلوس اکبری مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری موافق سنہ ۱۵۶۰ عیسوی کے
بنایا ہی اس سرا مین تین سو عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب سرا کے نام سے
مشہور ہی اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہی الا قدیم دروازہ جو بہت
خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہی اب بھی موجود ہی۔

خیر المنازل

یہ مدرسہ ہی ماہم بیگم کا جنھون نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا سنہ ۹۶۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پرانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت
بالکل چونے اور پتھر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہی مسجد کی پیشانی پر
یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۳۳

بھول بھلیان

قطب صاحب کے نواح مین لاٹھ کے قریب ادہم خان ماہم آتکہ کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے
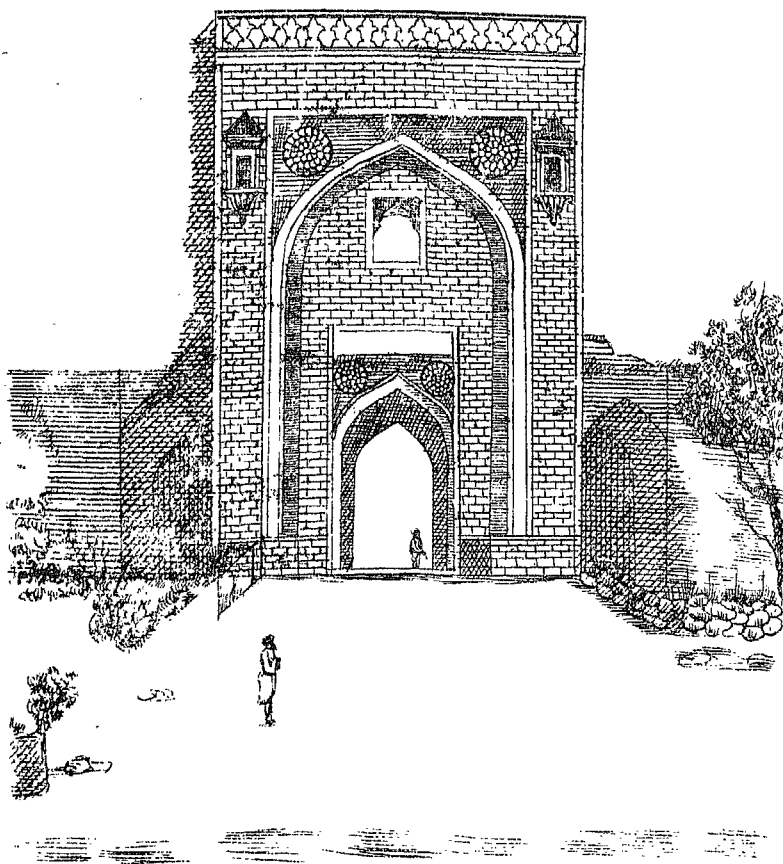
دروازۂ عرب سرا
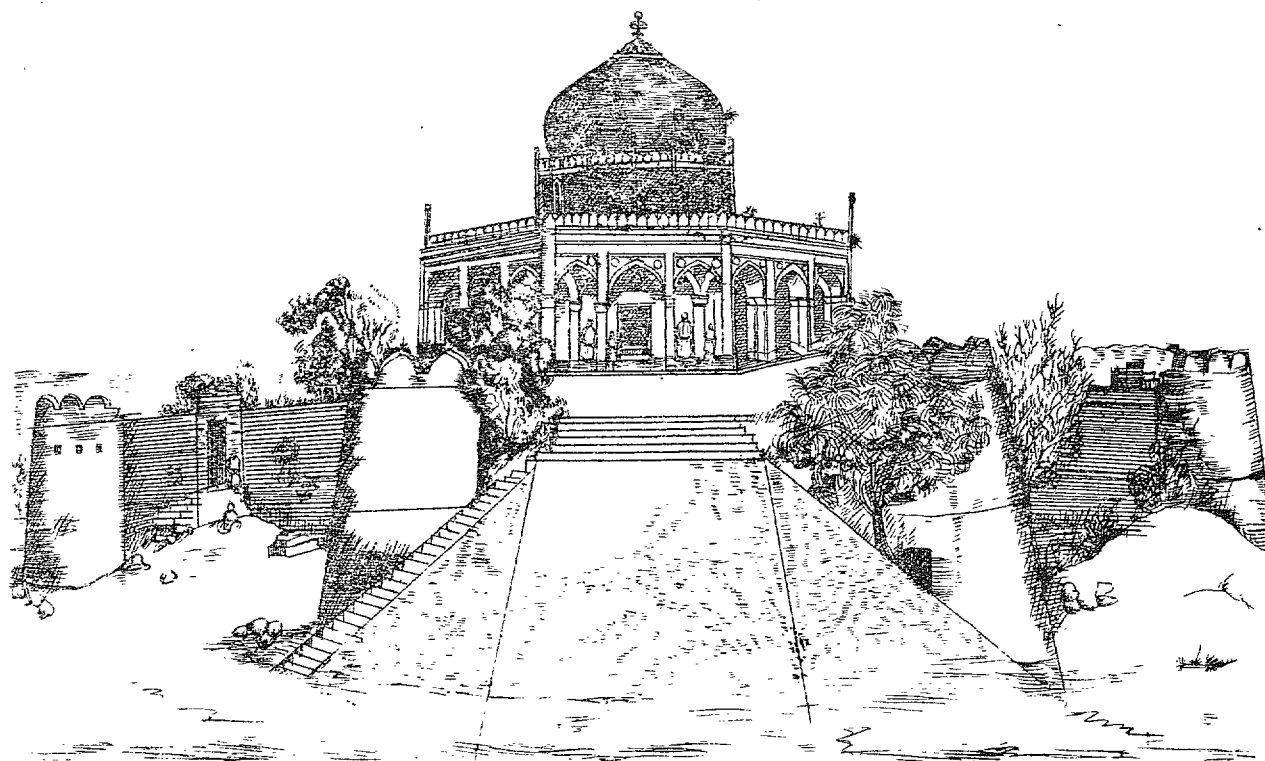
نقشۂ مقبرۂ ادہم خان عرف بھول بھلیان

نقشہ مقبرۂ ہمایون

دروازۂ غربی

دروازۂ جنوبی
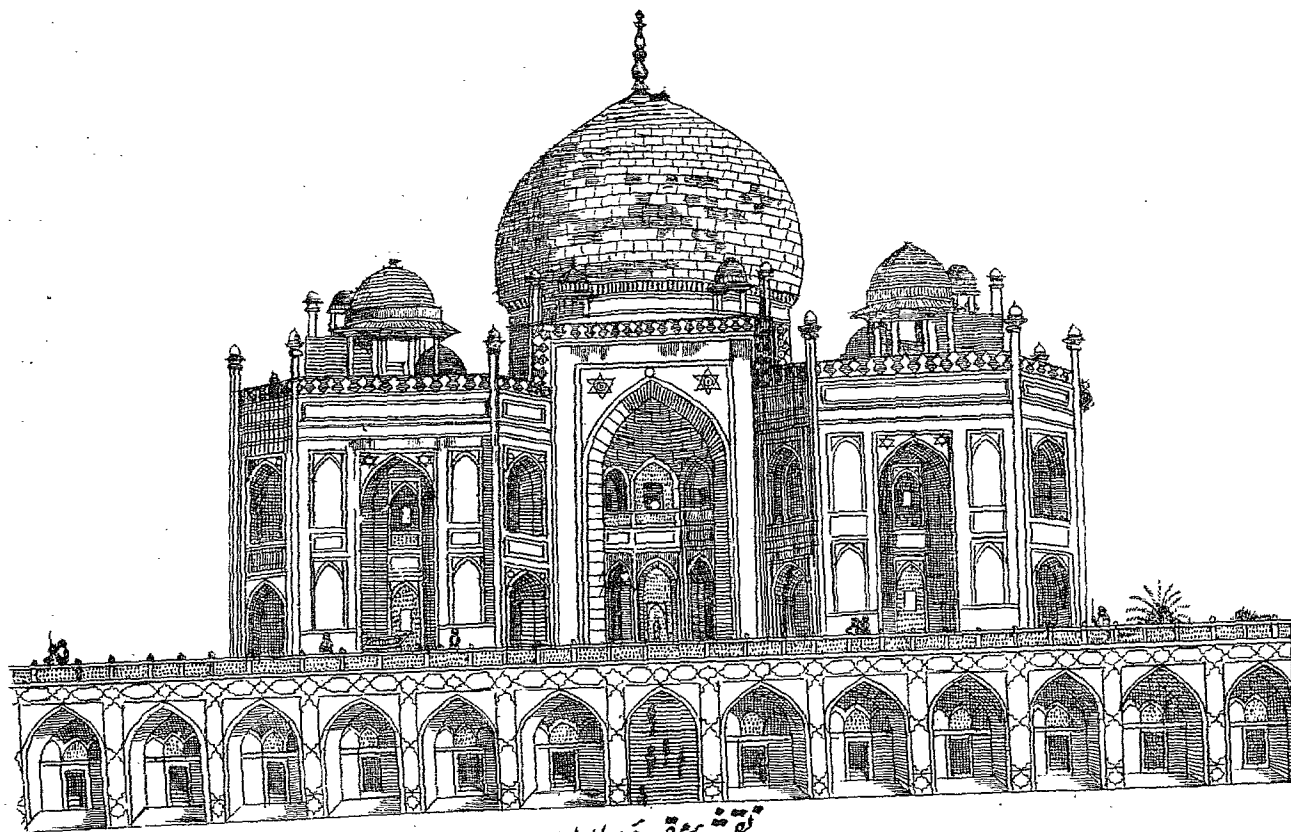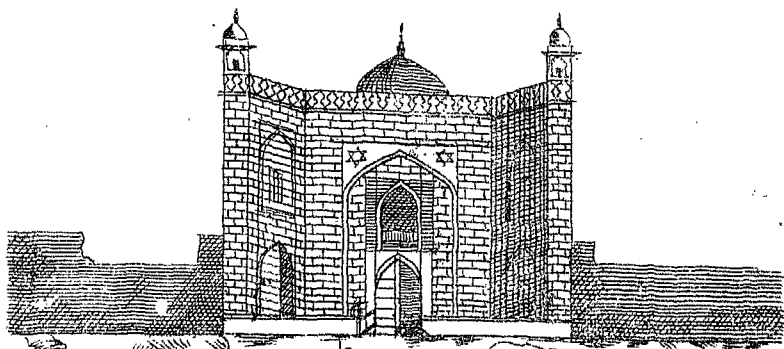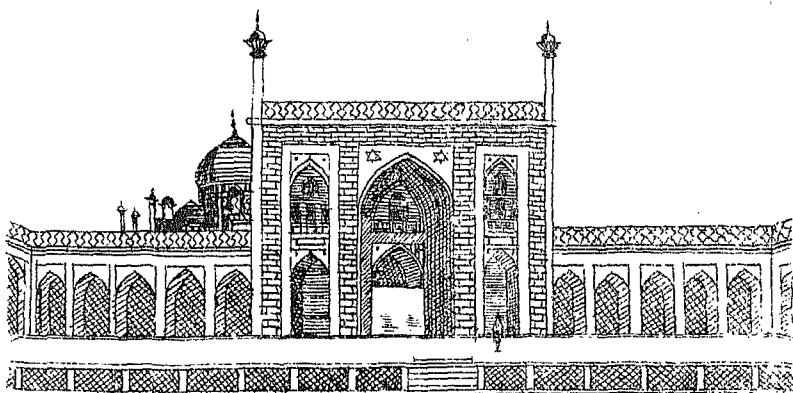
کوکہ کا یہ مقبرہ ہی ۷ سنہ جلوس اکبری موافق ۹۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۱ سنہ عیسوی کے
ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتکہ کو مار ڈالا اوسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو
قلعہ پر سے گرا کر مار ڈالا ماہم اکہہ بھی اوسی زمانے مین مر گئی اور دونون لاشین اکبر آباد
سے یہان لا کر دفن کین اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب[1] یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ نرا چونے
اور پتھر کا ہی اسکی ایک دیوار مین زینہ بنایا ہی اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی
ہی کہ اوسکے گرد پھر آ سکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہی کہ
آدمی یہ خیال کرتا ہی کہ جس راستے کو مین جاتا ہون اسی راستے سے نیچے اترونگا
حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہی اور پھر جب نیچے اوترنے کا
ارادہ کرتا ہی تو بسبب اسکے کہ نیچے اوترنے کا راستہ ایک کونے مین نظر سے
پوشیدہ ہی اوسی راستے پر آن پڑتا ہی اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہی اور اسی سبب
بھول بھلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہو گیا ہی ۔

مقبرۂ ہمایون

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین　　گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کیطرف معز الدین کیقباد کی
کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرے کی
عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے
ملا کر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اوس کے آگے

[1] ماثر الامرا

دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہی اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھریون پر
شرف لیجاتا ہی برج اسکا نرا سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک
موتی ہی قطع اسکی ایسی خوبصورت ہی کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
ہی چوڑان چکلان اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہی باوصف اسقدر بڑائی
کے بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت
دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی زمانے مین یہ باغ
بھی بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جا بجا حوض بنے ہوئے
تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چہچہاتین
تھین مگر اب سب ویران ہوگیا وہ سرو جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول
جو لب دلبرون پر ہنستے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہو گئے
فوارے چپ ہو رہے کنوئین اندھے ہو گئے آبشارون کا نام نرہا کہین کہین
ٹوٹا پھوٹا ان باتون کا نشان پایا جاتا ہی ۹۷۳ھ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے
نواب[1] حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے ۱۴ سنہ جلوس اکبری مین اس مقبرے
بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے مین پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار
ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہی۔

نیلی چھتری یا مقبرۂ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونھون نے

[1] مرآت آفتاب نما

نقشۂ مقبرۂ اتگہ خان
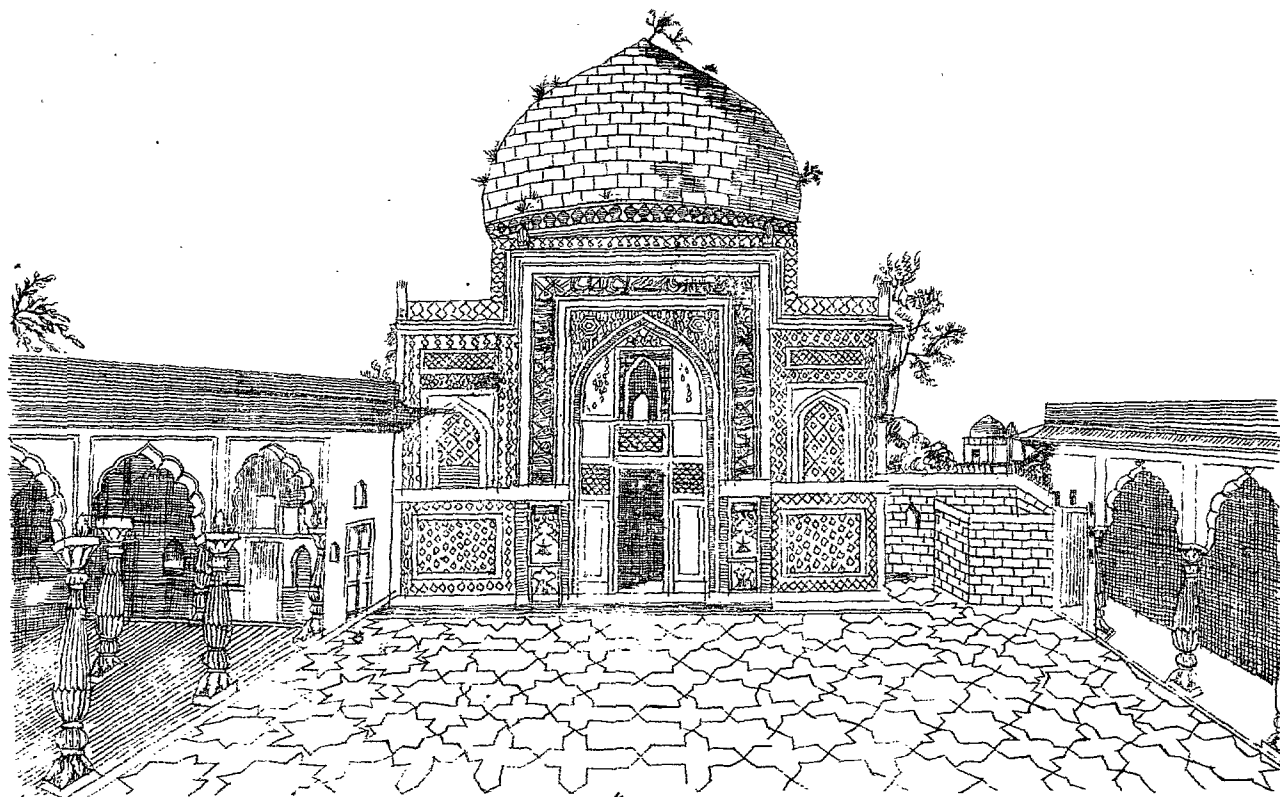
۹۷۳ھ ہجری مطابق ۱۵۶۵ء عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا برج چینی کاری کا نیلا تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہی اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی برج بھی گر پڑا ہی مقبرے کی نمایش بھی خراب ہو گئی ہی۔

مقبرہ تکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی انا کے خاوند تھے ۹۶۹ھ ہجری مطابق ۱۵۶۱ء عیسوی کے ادہم خان نے اونکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے[1] اوسکے بدلے ادہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بزیادتی ایک کے اسکی تاریخ ہی اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہی۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہی

خان اعظم سپاہ اعظم خان — کہ چو او کس درین زمانہ ندید
بشہادت رسید ماہ صیام — شربت موت روزہ دار چشید
کاش سال دگر شہید شدے — کہ شدی سال فوت خان شہید

غرضکہ انکے مارے جانے کے بعد انکی لاش دلی مین لائے اور حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس دفن کیا ۹۷۴ھ ہجری مطابق ۱۵۶۶ء عیسوی کے کوکلتاش خان انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہین دروازے کی پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ[2] لگا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] حاشیہ ۱ ماثر الامرا
[2] حاشیہ ۲ دیکھو کتبہ نمبر ۱

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد سے تھوڑی دور فراش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہی حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۳ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی بن گئی اور بہت قبرین ہو گئین آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہی کہ اوسمین طاق طاق بنے ہوئے ہین اوسمین چراغان روشن ہوتے ہین۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہی انتیسوین ذیقعدہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے آپ کا[1] انتقال ہوا اور اس مقام پر جو یارانی چبوترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرہانے لوح پر تاریخ انتقال کندہ ہی جسکا پہلا مادہ۔ عدیم المثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہی سنہ ۹۷۶ ہجری مطابق سنہ ۱۵۸۸ عیسوی سید مہدی نے صرف مجر بنا کر یہ عمارت جو اب موجود ہی سنہ ۱۲۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ[2] تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر برس کی سترھوین شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہی۔

جیل خانہ یا سرای فرید خان

درحقیقت یہ سرای ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بہ مرتضی خان کی بنائی ہوئی

[1] اخبار الاخیار

[2] دیکھو کتبہ نمبر ۳۸
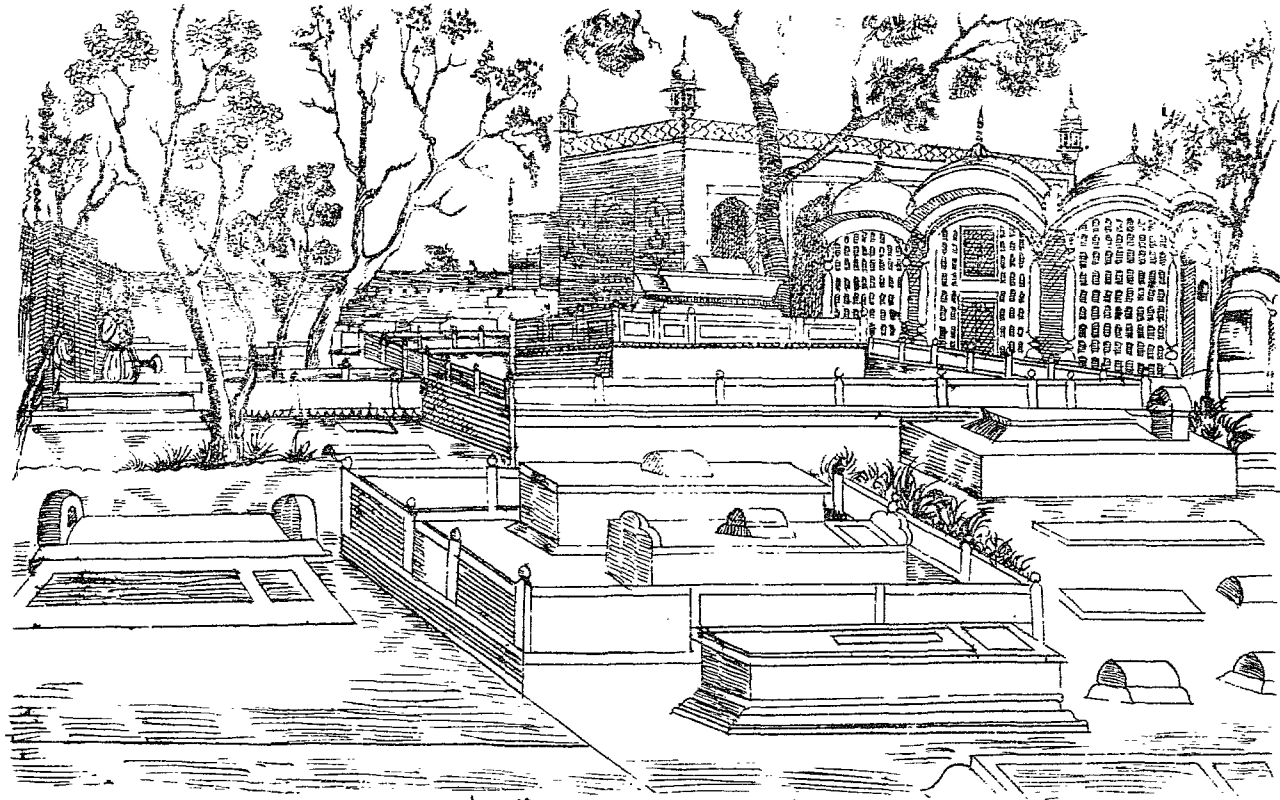
نقشۂ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ
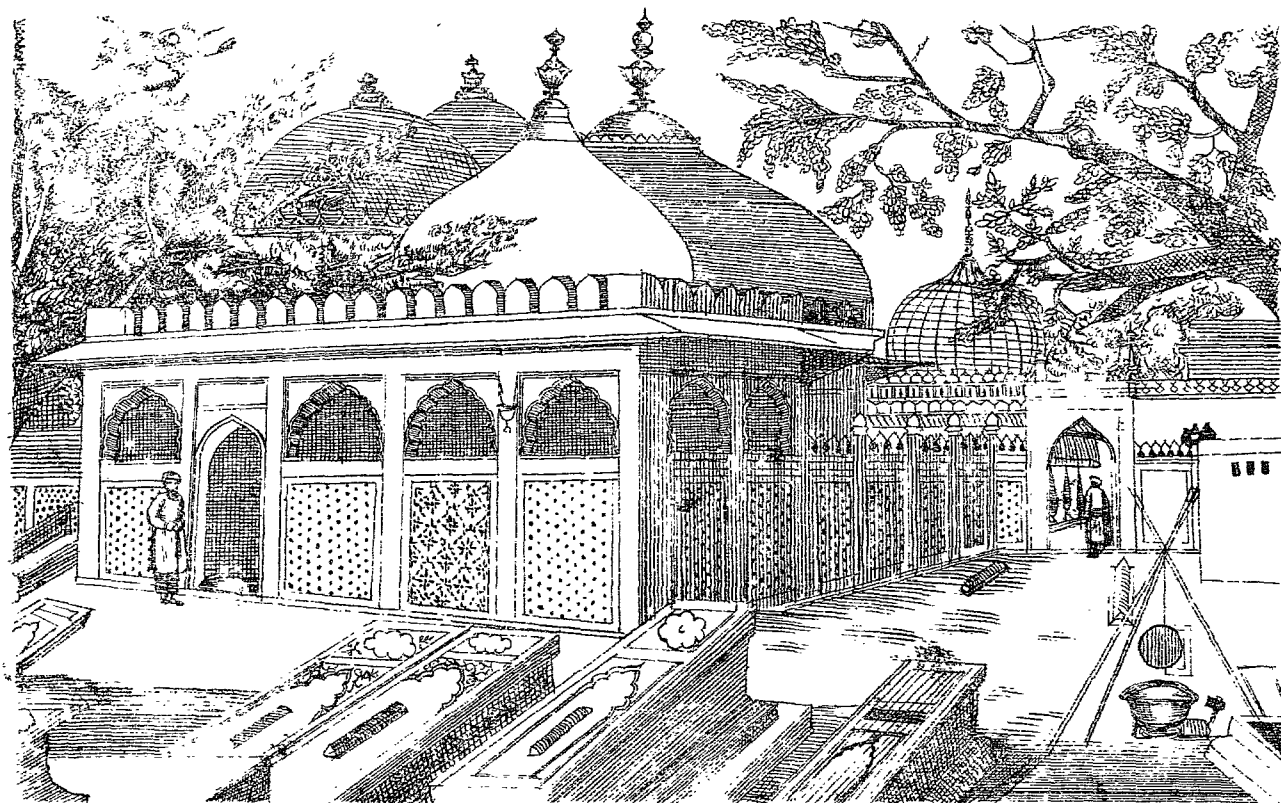
نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو
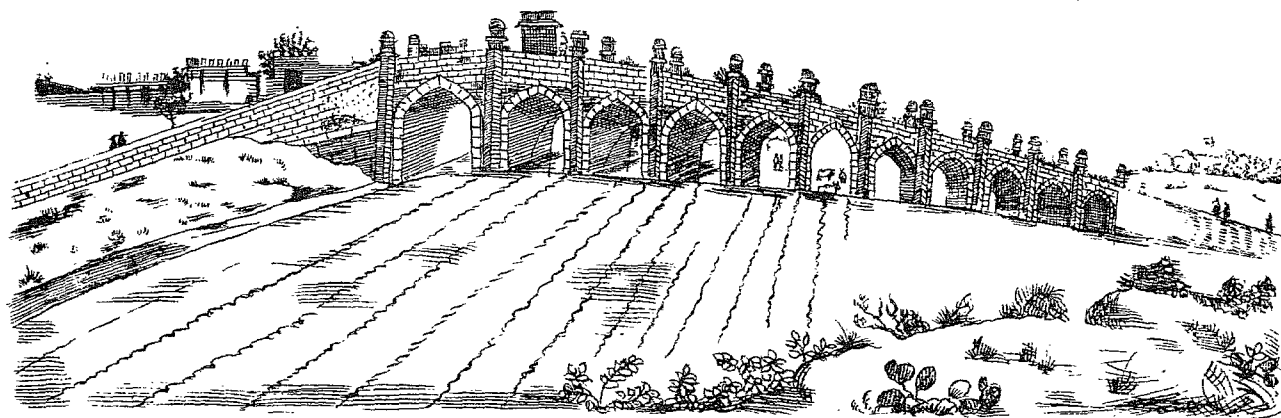
نقشۂ بارہ پلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مہر بانو قدیمی جہانگیر شاہ

دروازہ منڈی
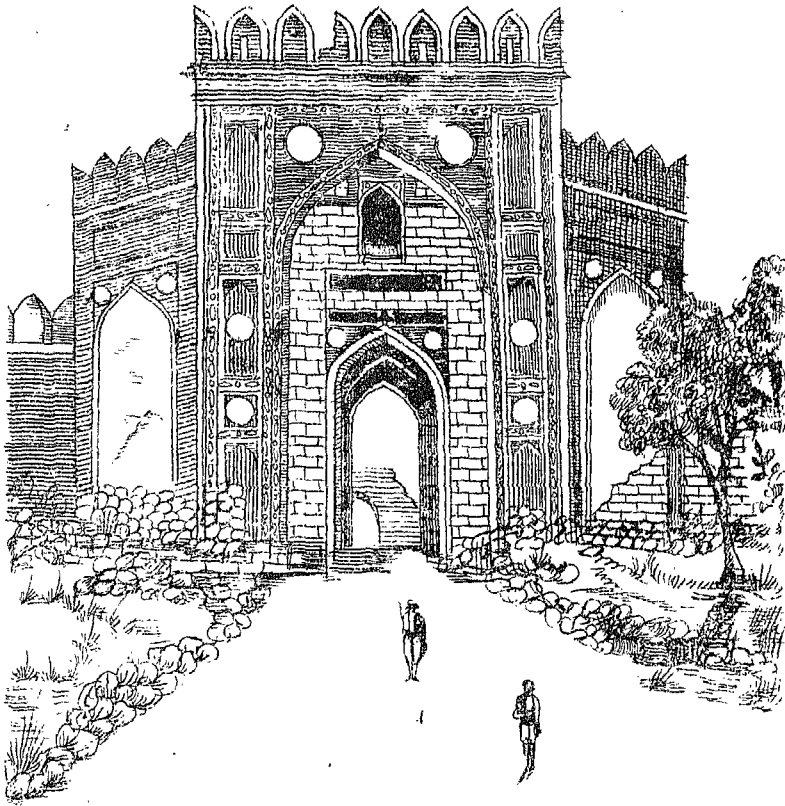
تخمیناً ۱۰۷ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۸ عیسوی سکے اونھون نے یہ سرا بنائی تھی جب
پُرانی دلی ویران ہوگئی یہ سرا ابھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی سنے اسکی مرمت
کی اور اوسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہی اور
اور اوسکے اوپر بھی مکانات ہین کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین بفراغت
رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کانجی حوض
اور پاگل خانے کے بن گئے ہین۔

بارہ پلہ

یہ پُل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پُل اسطرف
نہین ہی اس پُل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد مین ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ عیسوی کے
مہربان آغا عرف آغا مان المخاطب بہ آغاے آغایان خواجہ سرا نے بنایا ہی
یہ آغا اکبری[1] اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہین
اور یہ پُل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چونے سے بنا ہوا ہی اوسکے سر پر
ایک پتھر پر چند شعر پُل[2] بننے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف
مین کندہ ہین۔

[1] توزک جہانگیری

[2] دیکھو کتبہ نمبر ۳۹

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانے مین کہ اوسنے
بارہ پلہ بنایا یعنی ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ عیسوی کے اوسی زمانے مین منڈی

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہی اور اوسپر بانی کا نام کھدا ہوا ہی
منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑھیون دار اب تک
موجود ہی اور بائین کے نام سے مشہور ہی اس قسم کے کنوئین مالوے کیطرف بہت
ہین مگر اسطرف ایسا کنوان عجائبات سے ہی۔

کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد مین بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریاے اٹک تک
سڑک بنوا کر دو طرفہ درخت لگائے تھے ۱۴ سنہ جلوسی مطابق ۱۰۲۸ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۸ سنہ
عیسوی کے یہی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوا دیا
جائے اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہ منارہ چونے اور پتھر کے بہت مستحکم اور بلند
اب تک بنے ہوئے موجود ہین اکثر منارون مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے لیے پتھر
لگانے کو خانہ چھوڑا ہی مگر کسی مین پتھر لگا ہوا نہین ہی۔

توزک جہانگیری

چپل سلیم گڈھ

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڈھ بنایا تھا تو اوسوقت دریا اسکے
نیچے بہتا تھا اور جنوب کیطرف پانی نہ تھا اور اوسی طرف کے دروازے سے اس
قلعہ مین جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کے کنارے پر تھا شاید
ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکر سے جنوب کیطرف کا کرارا دریا کاٹ گیا اور اس
قلعہ کے چارون طرف پانی ہو گیا اور قلعہ مین جانے کا راستہ نرہا تب
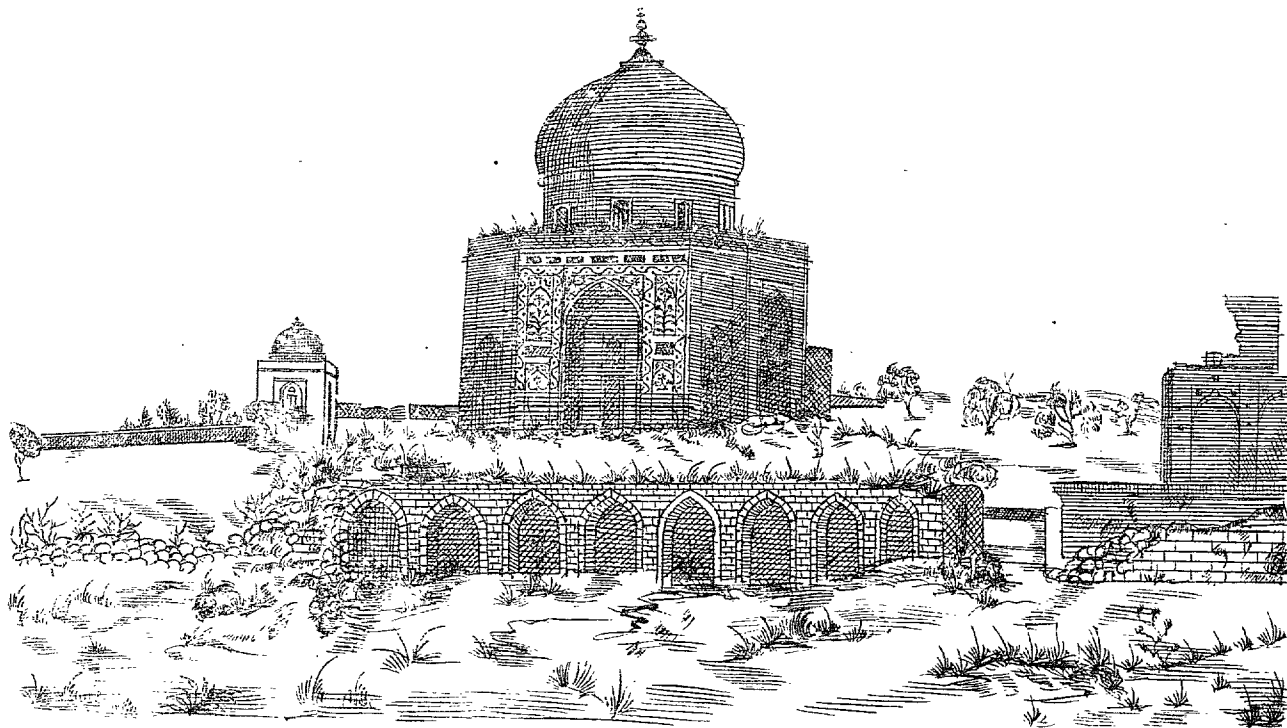
نقشہ برج نیلہ

نورالدین جہانگیر بادشاہ نے ۷ سنہ جلوس مطابق ۱۰۲۱ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ چونے اور پتھر کا پل بنوایا ہی کہ وہ پل اب تک موجود ہی اور اوس پر دو[1] کتبے بھی لکھے ہوئے ہین جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہ پل قلعہ مین ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۱۴۰ و ۱۴۱

مقبرۂ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے عہد مین مرتضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہین صرف دالان باقی رہ گیا ہی ۹ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۲۳ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۳ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی قبر پر کندہ ہی اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرۂ فہیم

یہ مقبرہ ہی ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہی ۱۰۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۳ سنہ عیسوی کے جبکہ مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظربند کیا تو پہلے فہیم پاس جو خانخانان کے بڑے عزیز چیلون مین سے تھا پیغام سازش کا بھیجا اوسنے

نمانا اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقون کے ساتھ لڑکر مارا گیا غالب ہی کہ جب خانخانان ۲۰ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۳۴ سنہ ہجری موافق ۱۶۲۴ عیسوی کے چھوٹا جب اوسنے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی برج اس مقبرہ کا بالکل نیلے رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہی۔

آثر الامرا
توزک جہانگیری

چونسٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کوکلتاش خان بیٹے خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ ۱۰۳۴ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۴ عیسوی کے احمد آباد گجرات مین جہانگیر کے عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہ مقبرہ اونکی قبر پر بنایا یہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین اسکی محرابون کا لداؤ اور ستونون کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی۔

مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان کا ہی ۱۰۳۶ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۶ عیسوی کے بہتر برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا اور اسی مقبرے مین دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکی تاریخ ہی یہ مقبرہ بھی

آثر الامرا

نقشہ چونسٹھ کھنبہ

نقشہ مقبرۂ خانخانان

نقشہ مقبرہ سید عابد
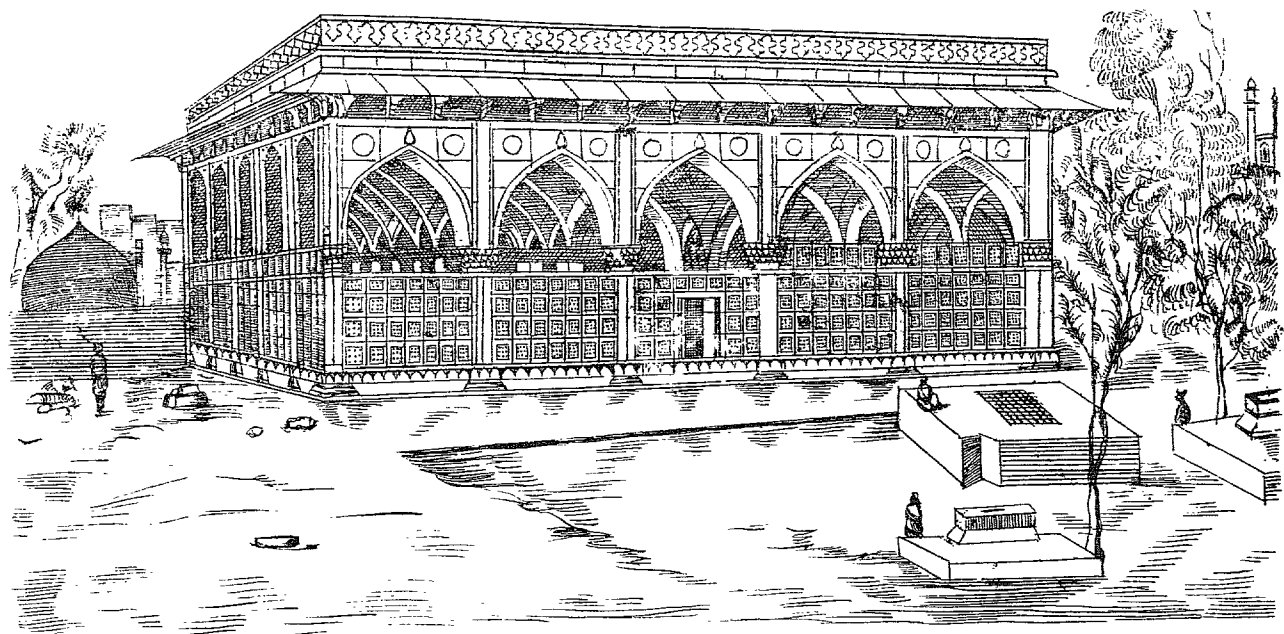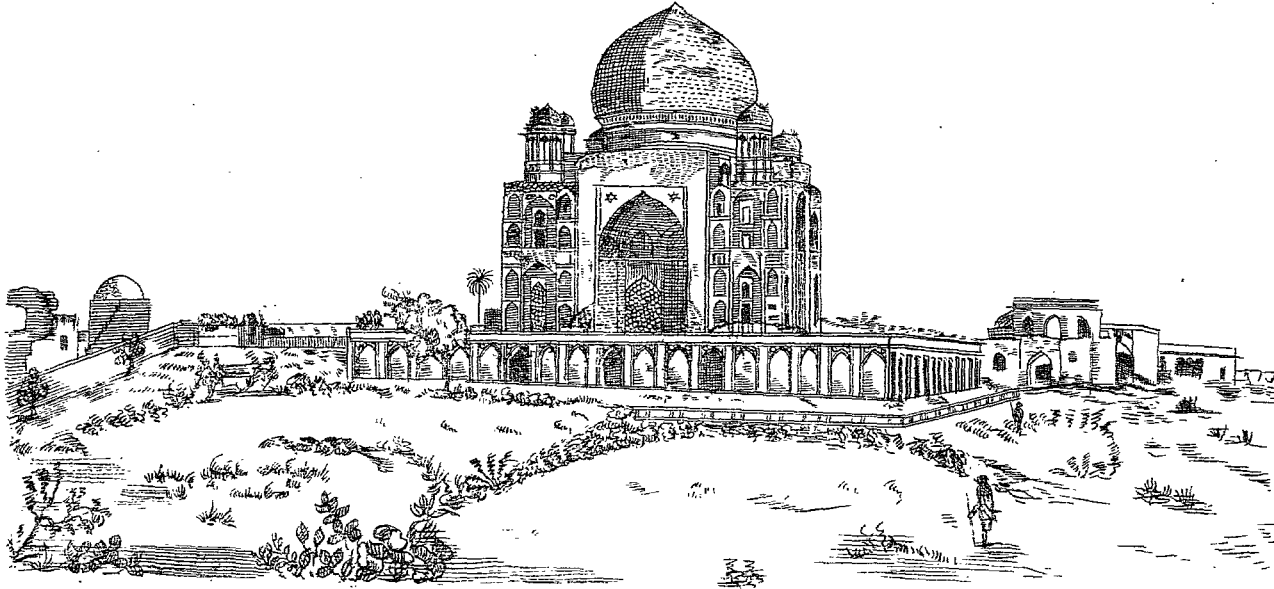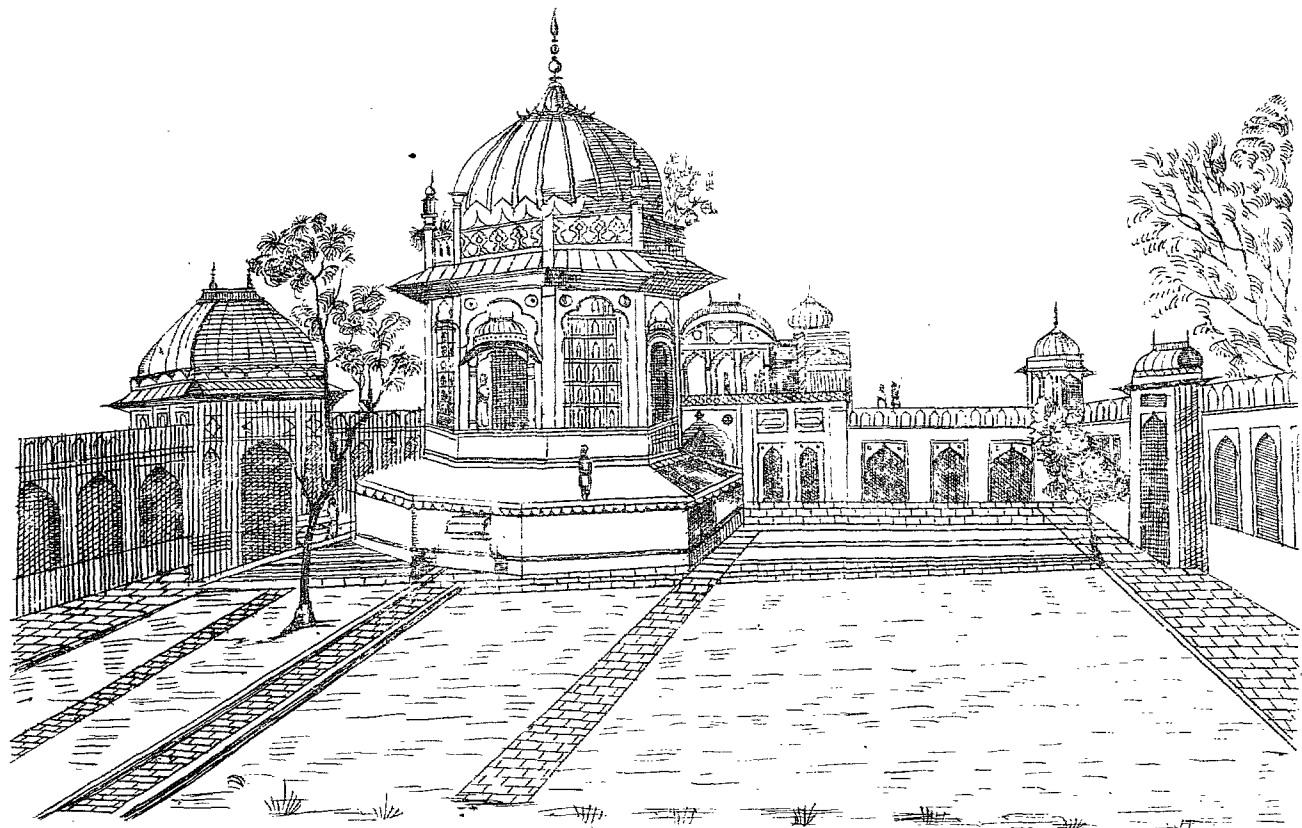
کسی زمانے مین بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا سنگ مرمر کی پچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد مین اس مقبرے کا تمام پتھر اوکھڑ گیا افسوس ہی کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہوگئی اب یہ مقبرہ زراعت کرنے کا بھنڈ اور بالکل لنڈ منڈ رہ گیا ہی یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین انکو سنسکرت مین بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

مقبرہ سید عابد

سید عابد نواب خان دوران خان کے رفیقون مین سے تھے کسی لڑائی مین مارے گئے جب یہ مقبرہ تخمیناً سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور ہی اوسکے پاس یہ مقبرہ ہی ساخت اسکی بالکل چونے اور اینٹ کی ہی اور کہین کہین چینی کاری کا بھی کام ہی یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہی اسکے صحن مین حوض تھا چارون طرف نہرین تھین مگر اب خراب ہوگئین ہین دروازہ بھی اسکا خوش قطع بنا ہوا ہی اور اوسپر ایک سہ دری معقول ہی۔

خاص محل

پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۲ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جنکا خاص محل خطاب تھا یہ محل بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہی دروازہ باقی ہی۔

مقبرہ شیخ عبدالحق محدث

حوض شمسی کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہی جو اکبر اور جہانگیری عہد کے
بڑے نامی عالمون مین سے ہین سنہ ۱۰۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۲ عیسوی کے انکا انتقال ہوا
اور اوسی زمانے مین یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پہ
انکا سارا حال لکھ رکھا ہی یہ مقبرہ نرے چھوٹے پتھر کا ہی مگر تالاب کے کنارے پر
واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہی۔

مسجد جہان نما یا مسجد جامع

شاہجہان نامہ و مرأۃ آفتاب نما

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلیٰ ارگ شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب
کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ
گئی ہی اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہی کہ
لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہی آدمی
کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد
روے زمین پر نہین سر سے پانوٗن تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی
ہی اور اندر سے اجارے تک سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ سرخ مین
سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہی برج اسکے
تمام سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنی ہوئی ہین
ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار طاق
و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری
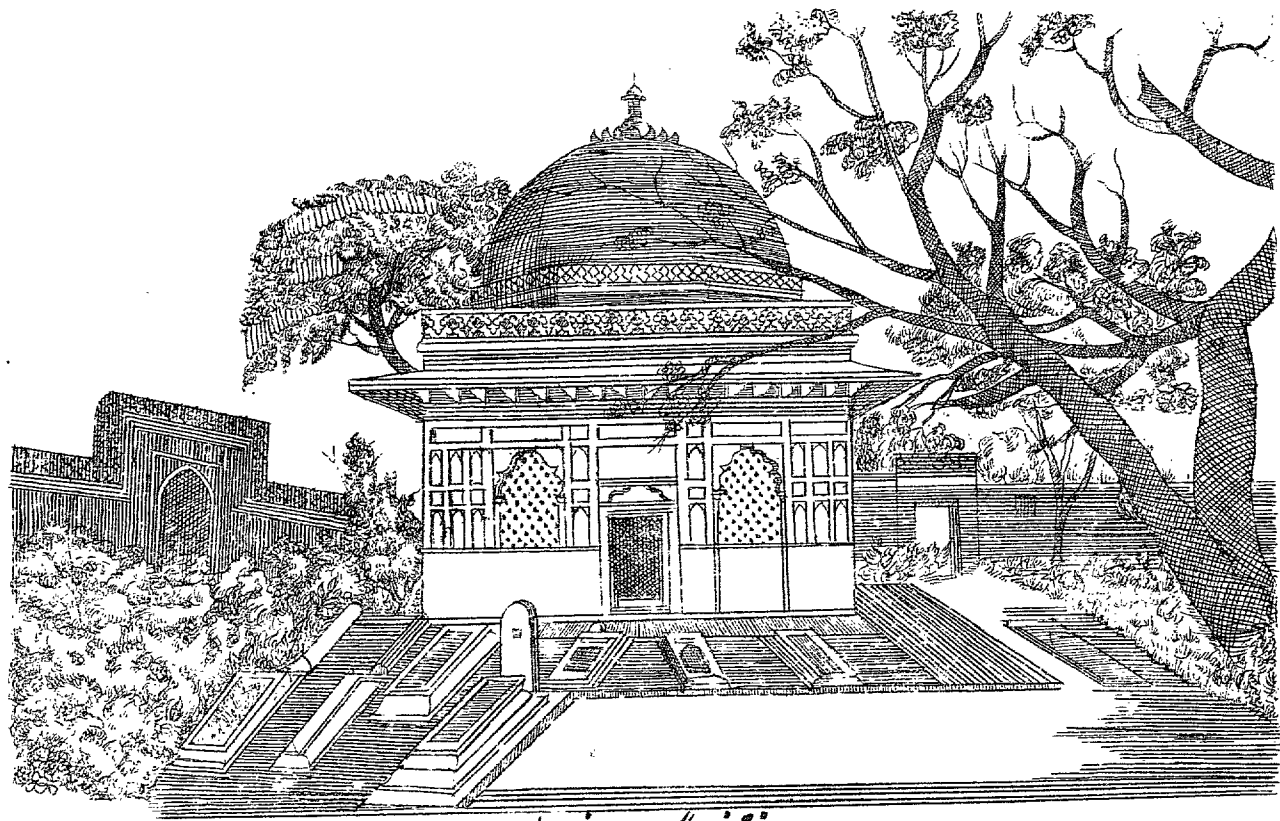
نقشہ درگاہ حضرت شیخ عبدالحق

مسجد ح
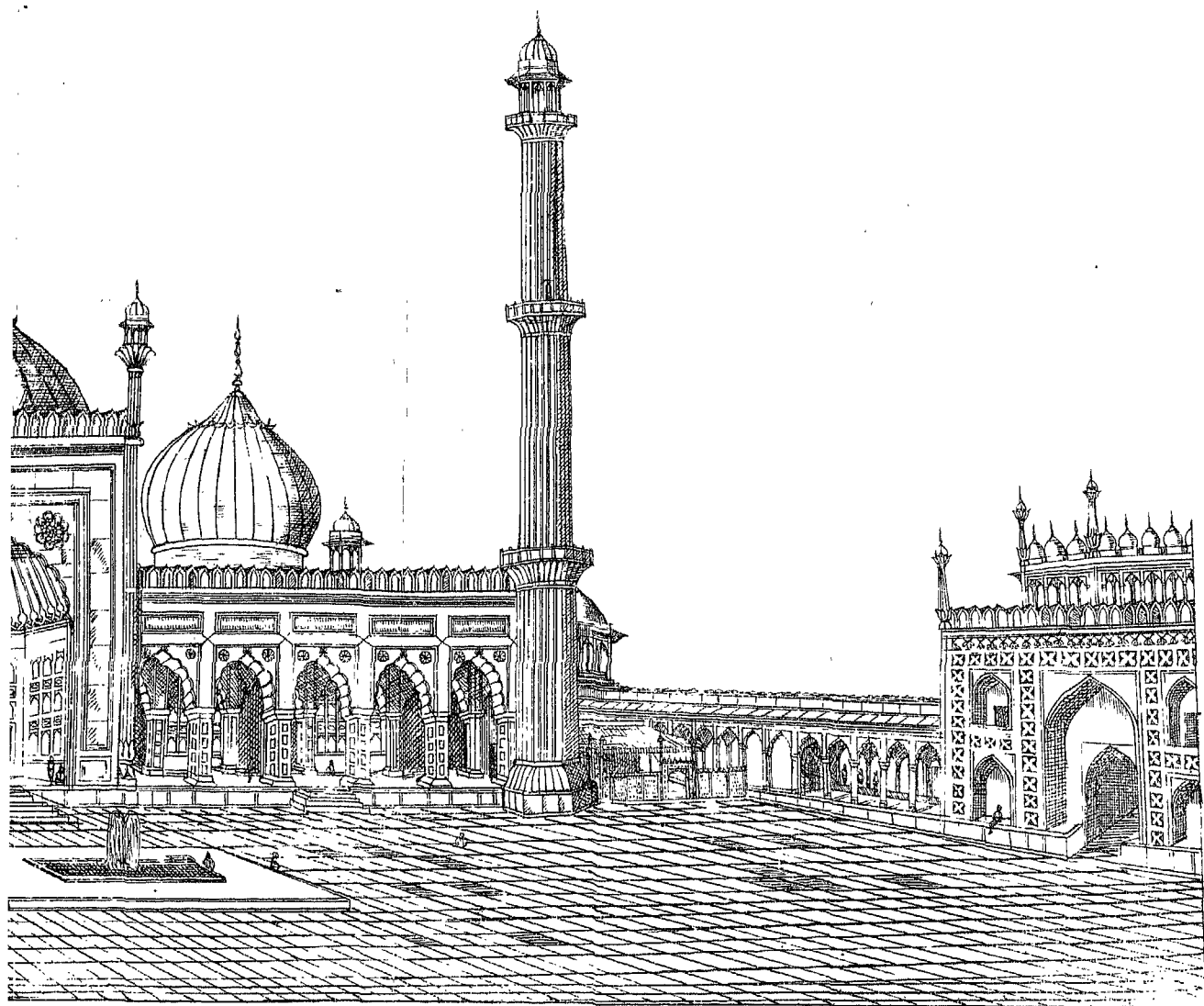
موافق سنہ ١٦٥٦ عیسوی مطابق سال بست وچہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانسامان کے پڑنی شروع ہوئی اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوّے گز کی طول اور بیس گز کے عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو بہت بلند ہی اور پانچ پانچ در ادہر ادہر ہین بڑے در تو یا ہادی بطور طغرا اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی ان درون کے دونون طرف مینار ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمین زینے بنے ہوئے ہین کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہین میناروں کے اوپر بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئین ہین ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت سیر دکھائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا ہی اور درختون کی رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہی شمالی منارہ بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اوہی عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام سنگ سرخ کا ہی جابجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے سنہ ١٢٣٣ ہجری

دیکھو کتبہ نمبر ٤٢

مطابق ۱۸۱۷ء عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین اس منارکو بنوا دیا
اور فرش بھی درست کروا دیا بکثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین مور و ملخ
سے زیادہ ہوتی ہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی
اسواسطے شاہزادۂ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۲۴۵ء
ہجری مطابق ۱۸۲۹ء عیسوی کے بڑے در کے بیچ مین ایک مکبر سنگ باسی کا
بہت خوشنما بنوا دیا ہی کہ مکبرہ اوس مکبر پر کھڑے ہوکر آواز اللہ اکبر و ربنا لک الحمد
سب کے کان کا آویزہ کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی اور
اوسمین سنگ موسی کی پچیکاری سے مصلے بنا دیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر
کا ہی اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین جانب شمال کے دالان مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکھے ہین اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہی
ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچون بیچ مین حوض ہی
فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نرا سنگ مرمر
کا اور اوسکے بیچ مین فوارہ لگا ہوا ہی اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو
چھوٹا کرتا ہی اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
نے ۱۱۸۰ء ہجری مطابق ۱۷۶۶ء عیسوی مین یہ بات بیان کر کر کہ مین نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا ہی
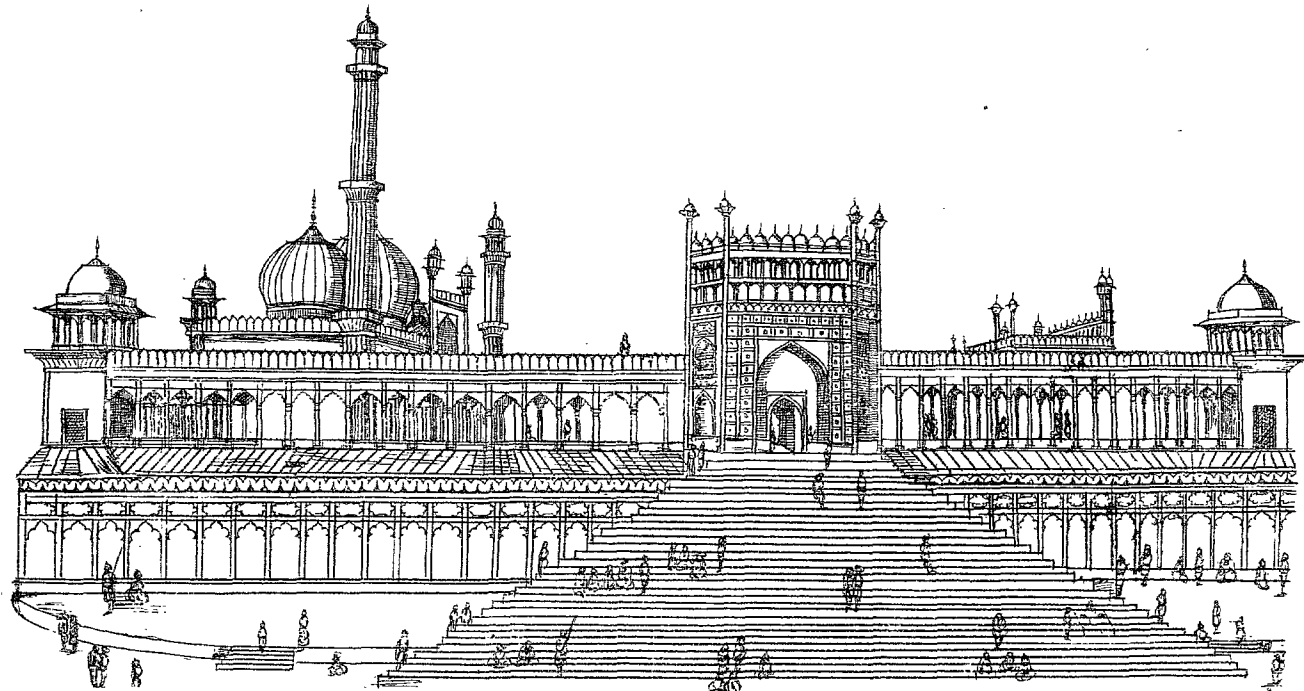
نقشہ دروازۂ جنوبی مسجد جامع

ایک چھوٹا سا کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہی اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوانہاے
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجرہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے
ہوئے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اوس سے
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے
دائرۂ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہی اس مسجد کے تین دروازے بہت
عالی ہین تینون دروازون مین برنجی کواڑ چڑھے ہوئے ہین۔

دروازۂ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہی
دروازے پر رہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہین اس دروازے کی تینتیس سیڑھیان
ہین ان سیڑھیون پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہی اور بساطی اپنی اپنی دوکانین
لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودے والا اپنی دوکان
لگاتا ہی اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے
ہین کہ اوسکی بو پر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے
جانور اور اصیل اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز
مین انڈے لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک
کھاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین۔

دروازۂ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی اس مسجد کا پائے والون کے بازار کی طرف واقع ہی یہ دروازہ بھی
بہت خوبصورت ہی اور اسپر بھی حجرے رہنے کے لائق بنے ہوئے ہین اور اسطرف
اونتالیس سیڑھیان ہین اگرچہ اسطرف بھی کبابی نشٹھتے ہین اور سودے والے
دوکانین لگاتے ہین لیکن بڑا تماشا اسطرف مداریون اور قصہ خوانون کا
ہوتا ہی تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بٹھیتا ہی اور داستان
امیر ہمزہ کہتا ہی کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال
ہوتی ہی اور صدہا آدمی اوسکے سننے کو جمع ہوتے ہین ایک طرف مداری
تماشا کرتا ہی اور بھانتی کا کھیل ہوتا ہی اور بوڑھے کو جوان اور جوان کو
بوڑھا بناتا ہی۔

دروازۂ شرقی مسجد جامع

شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کیطرف ہی یہ بہت بڑا دروازہ ہی
اوسپر مکانات بھی بہت بنے ہوئے ہین اس دروازے کے آگے بنتیس سیڑھیان
ہین ان سیڑھیون پر ہر روز گذری ہوتی ہی یہ گذری بھی شاہجہان آباد مین
گویا ہر روز کا میلہ ہی ہزار طرح طرح کے کپڑے الگنیون پر ڈالتے ہین اور
عجب عجب خوشنمائی سے در و دیوار پر باغ سا کھلا معلوم ہوتا ہی جوانان عشق
سرشت طرح طرح کے جانور پنجرون مین لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہین اور اونکی
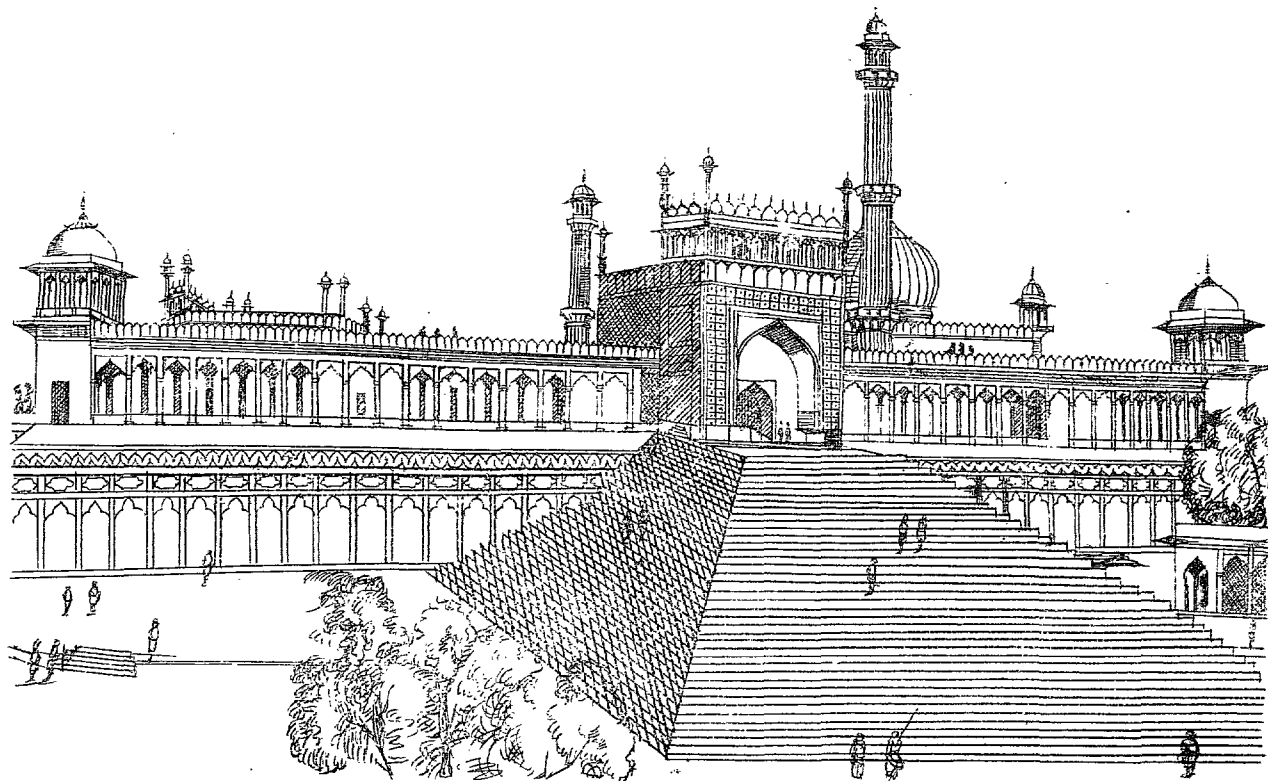
نقشہ دروازہ شمالی مسجد جامع
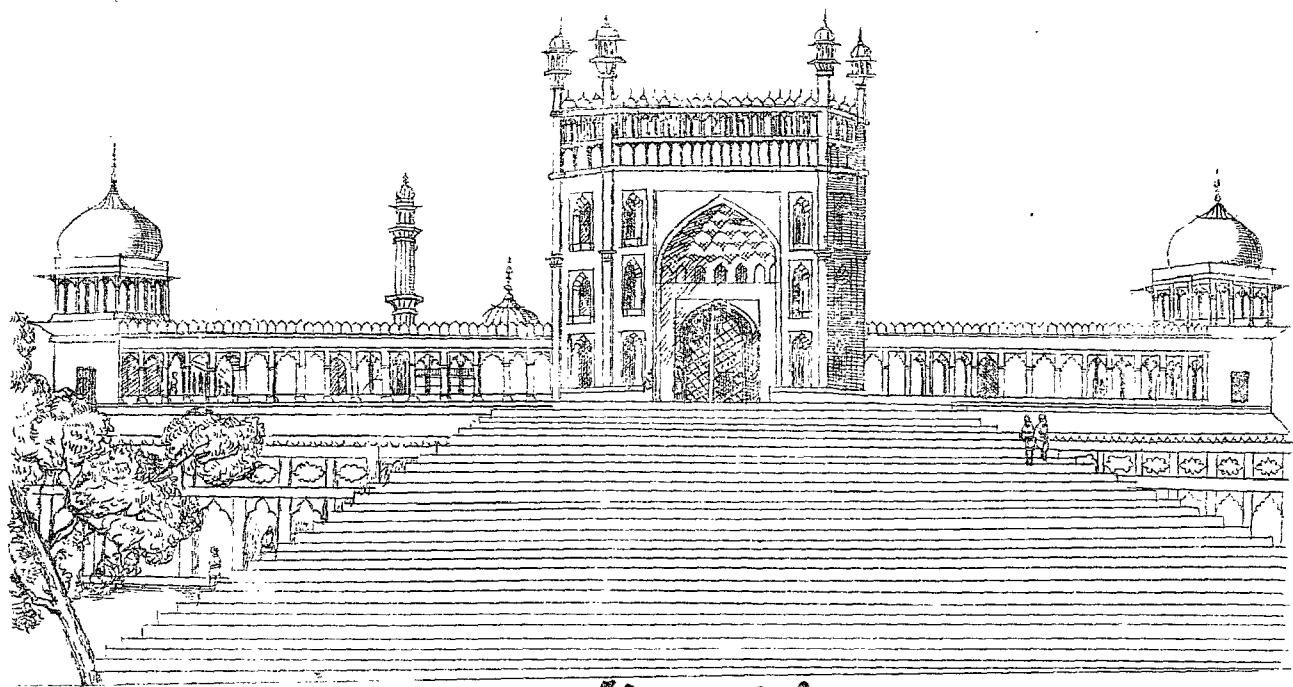
نقشۂ دروازۂ شرقی مسجد جامع
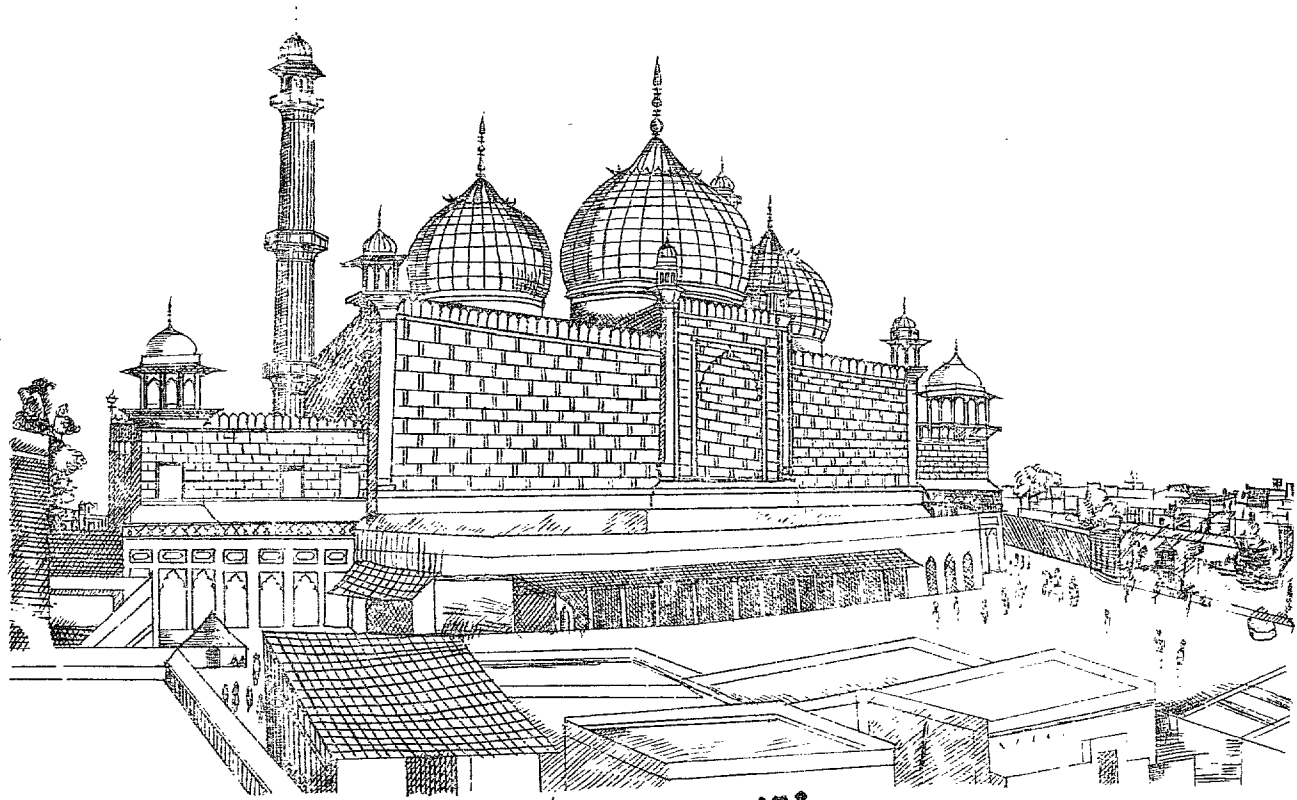
نقشہ عقب مسجد جامع

اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایک طرف
گھوڑے والے گھوڑے لیے کھڑے ہین خریدار جوق جوق ٹوٹے پھرتے ہین
اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین۔

دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑکر شرقی دونون کونون کی طرف دو حوض
بڑے بڑے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہوگئے ہین اور اون پر مکانات بن گئے
ہین اور غربی دونون کونون مین سے شمال کیطرف دار الشفا تھی اور بادشاہ کیطرف
سے حکیم مقرر تھے اور بیمارون کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہین رہا بادشاہزادون
نے اسپر مکان لیے ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف دار البقا یعنی مدرسہ ہے یہ
مدرسہ بھی بالکل ویران ہوگیا تھا اور اکثر مکان گر پڑے تھے مولوی محمد صدر الدین خان
بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہے
اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہے اور بہت مستعد طالب علم بسائے
ہین یہ دونون مکان بھی شاہجہانی ہین اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً سنہ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بننے شروع ہوئے۔

بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہ باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہے اس باغ کو ملکہ
جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی بنایا تھا

کسی زمانے مین یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جابجا نہرین جاری تھین مگراب بہت خراب ہوگیا ہی طول اس باغ کا نوسو ستر[۹۷۰] گز کا ہی اور عرض دو سو چالیس[۲۴۰] گز کا۔

مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد مین اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھکر یہ مسجد ہی نواب فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہ مسجد بھی ۱۰۶۰ھ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی کے بنی ہی طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی ہی گنبد کے دونون طرف تین تین در کے ایوان در ایوان ہین فرش سنگ مرمر کا ہی دونون کونون پر دو مینار ہین پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہین اسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا اور پینتیس گز کا چوڑا اوس چبوترے کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہی سولہ گز سے چودہ گز کا اور اوسکے آگے صحن ہی سو گز سے سو گز کا صحن کے گرداگرد حجرے طالب علمون کے رہنے کے لیے بنے ہوئے ہین۔

مرآت آفتاب نما[1]

مسجد اکبر آبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار مین یہ مسجد واقع ہی نواب اعزاز النسا بیگم عرف اکبر آبادی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۶۰ھ ہجری مطابق ۱۶۵۰ عیسوی کے

مسجد اکبر
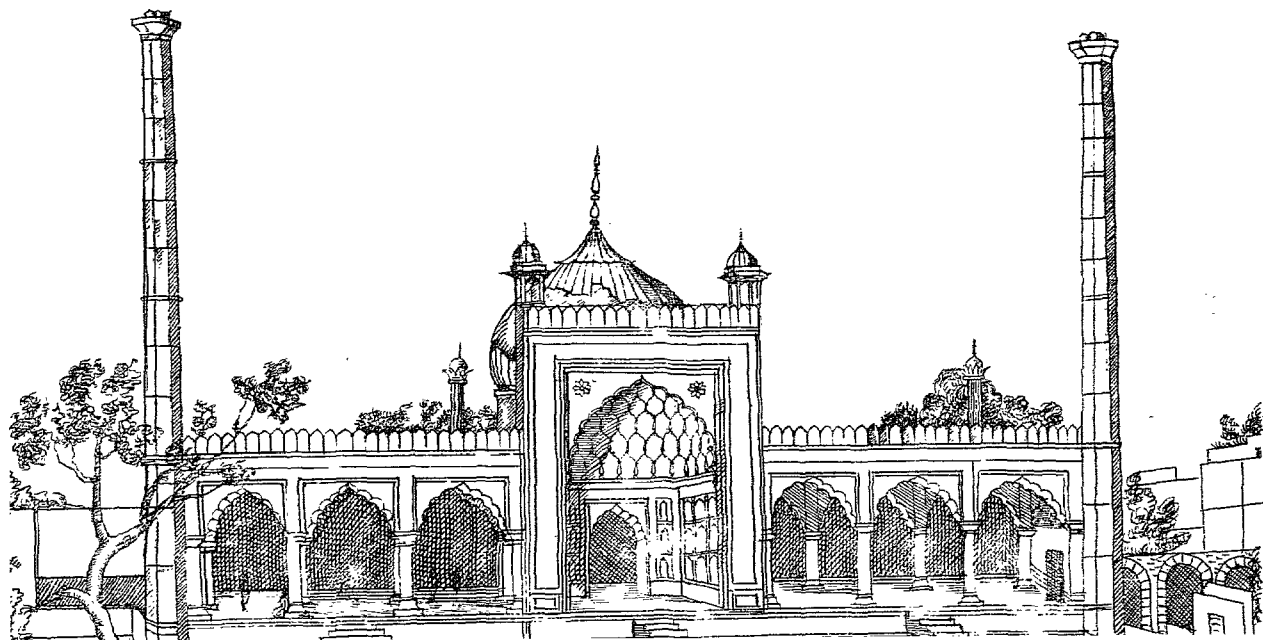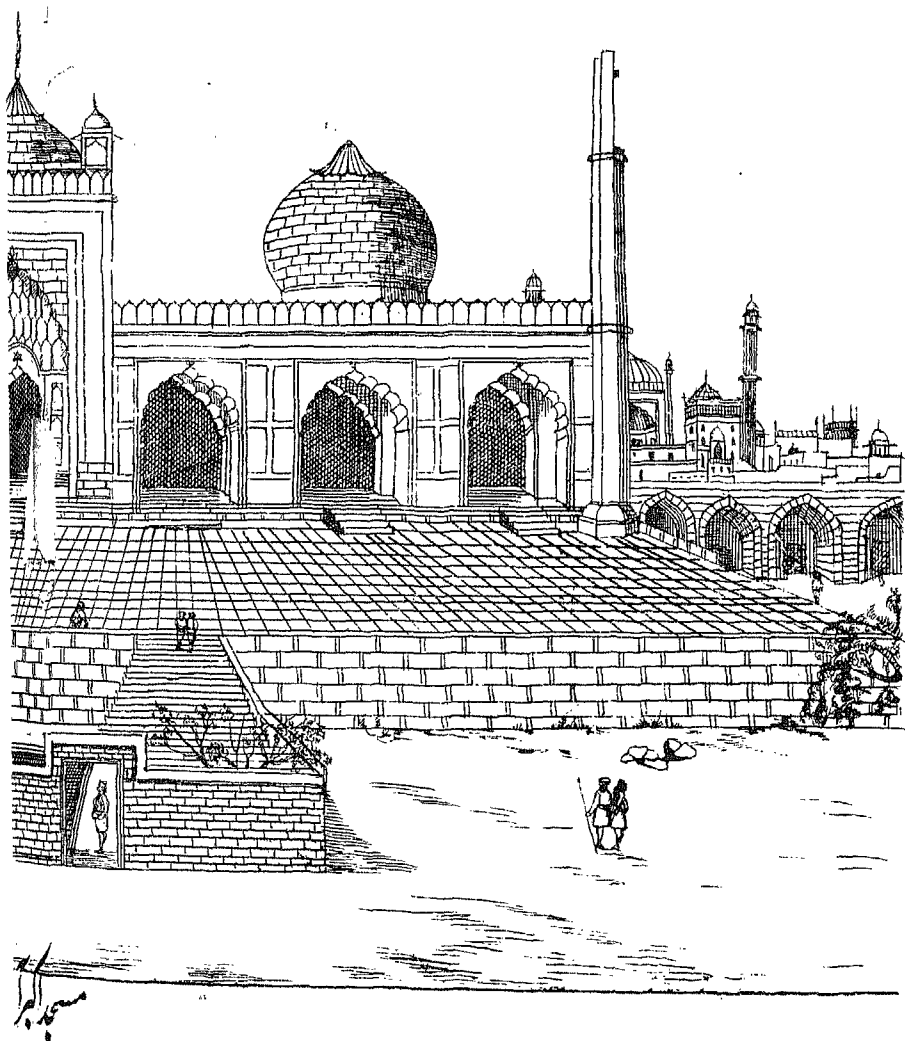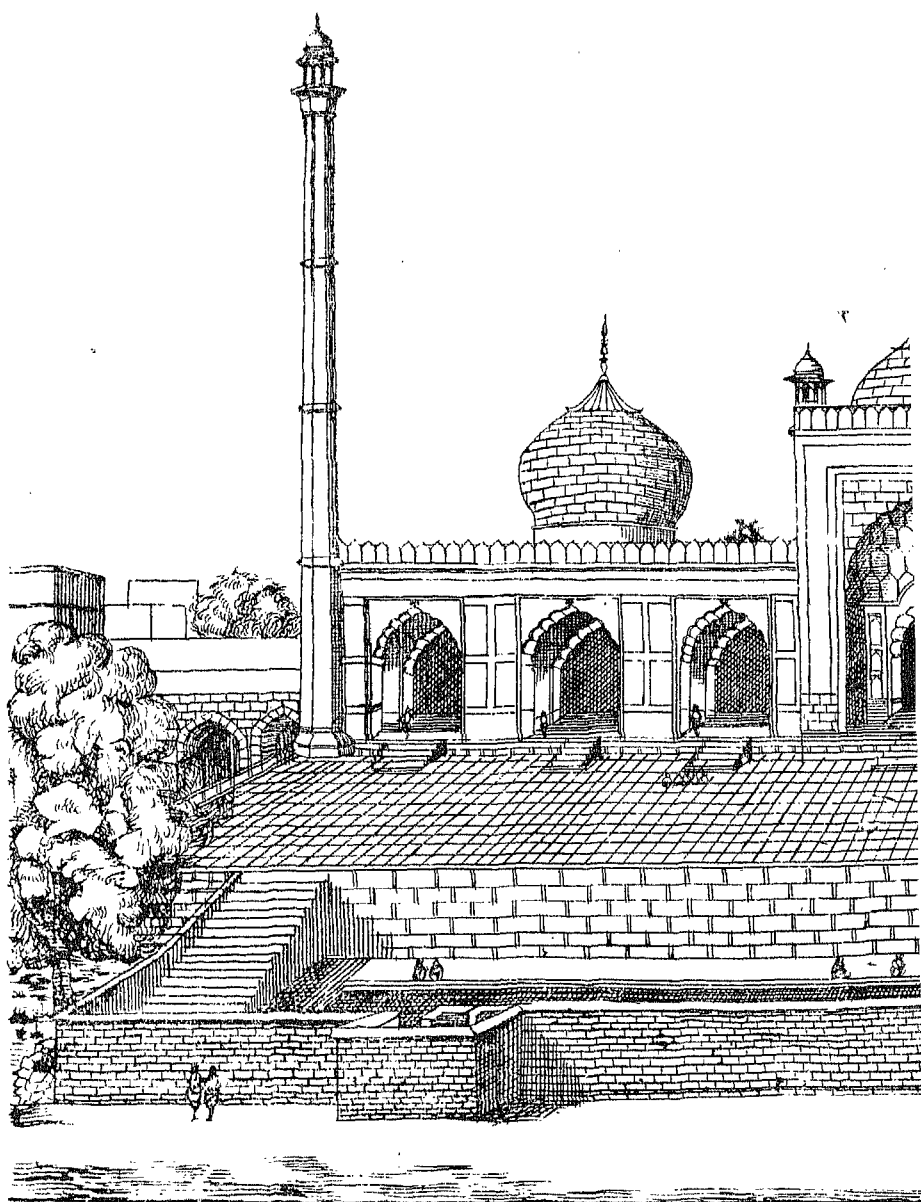
یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات در ہین مسجد کی عمارت ترسیٹھ گز لنبی
اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا پیش طاق نرا سنگ مرمر کا
نہایت پرچین کار ہی اوسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا کٹہرے دار
ترسیٹھ گز کا لنبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑھے تین گز کا اونچا اوسکے آگے
سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن ایک سو چون گز لنبا اور ایک سو چار
گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علمون کے رہنے کے لیے حجرے بنے ہوئے
ہین مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی۔

مراۃ آفتاب نما[۱]

دیکھو کتبہ نمبر ۴۲[۲]

مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہی اگرچہ صحن مسجد کا اکثر
خندق کے دمدمے مین آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہی اس مسجد
کو سرہندی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھین ۱۰۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰
عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانؤن تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر
جگہ سے بسبب کہنہ ہونے کے شکستہ ہو گئی ہی۔

باغ شالہ مار

یہ باغ ہی لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۰۶۳ سنہ ہجری
مطابق ۱۶۵۳ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ مین بہت خوبصورتی

مراۃ آفتاب نما[۳]

سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہین اور عجب عجب طرح کے درخت اس
باغ مین تھے اب بھی تین چار درخت انبہ کے ایسے باقی ہین کہ اوس ضائقہ
کا انبہ اور کہین نہین ہی یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہی یعنی
خانۂ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان[1] مین شالہ کے معنی گھر کی ہین اور مار
کے معنی عیش اور خوشی کے۔

توزک جہانگیری[1]

باغ روشن آرا

یہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن آرا بیگم
شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہی اور تیرھوین سال جلوس عالمگیر[2] مین انکا انتقال
ہوا اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۰۶۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے یعنی اوس زمانے مین جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کر
سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا بنا ہی یہ باغ بھی
بہت خوب ہی اسکے بیچ مین مقبرہ ہی اور نہرین ہین اور نہر کے پانی سے
بھری جاتی ہین اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہی۔

مرآت آفتاب نما[2]

باغ سرہندی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے
سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے مین بہت آراستہ
ہوگا مگر اب بالکل خراب ہی کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہین
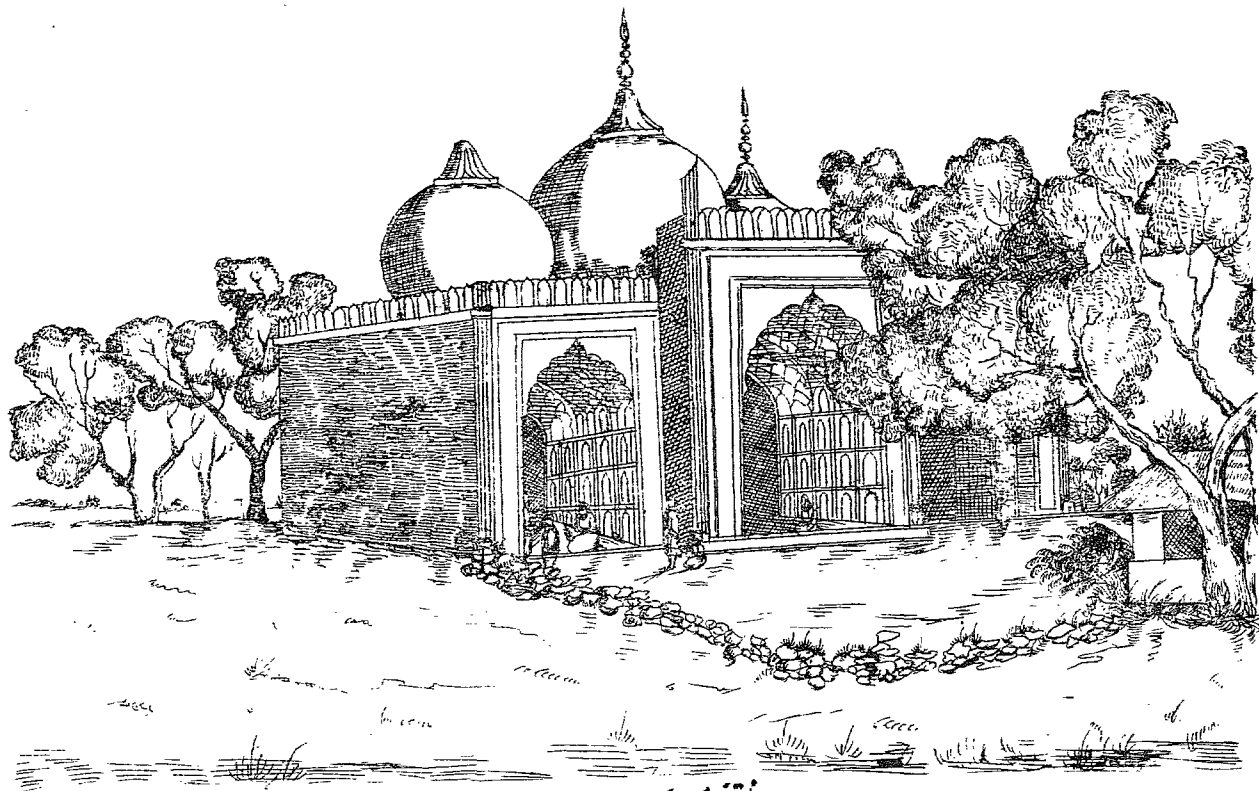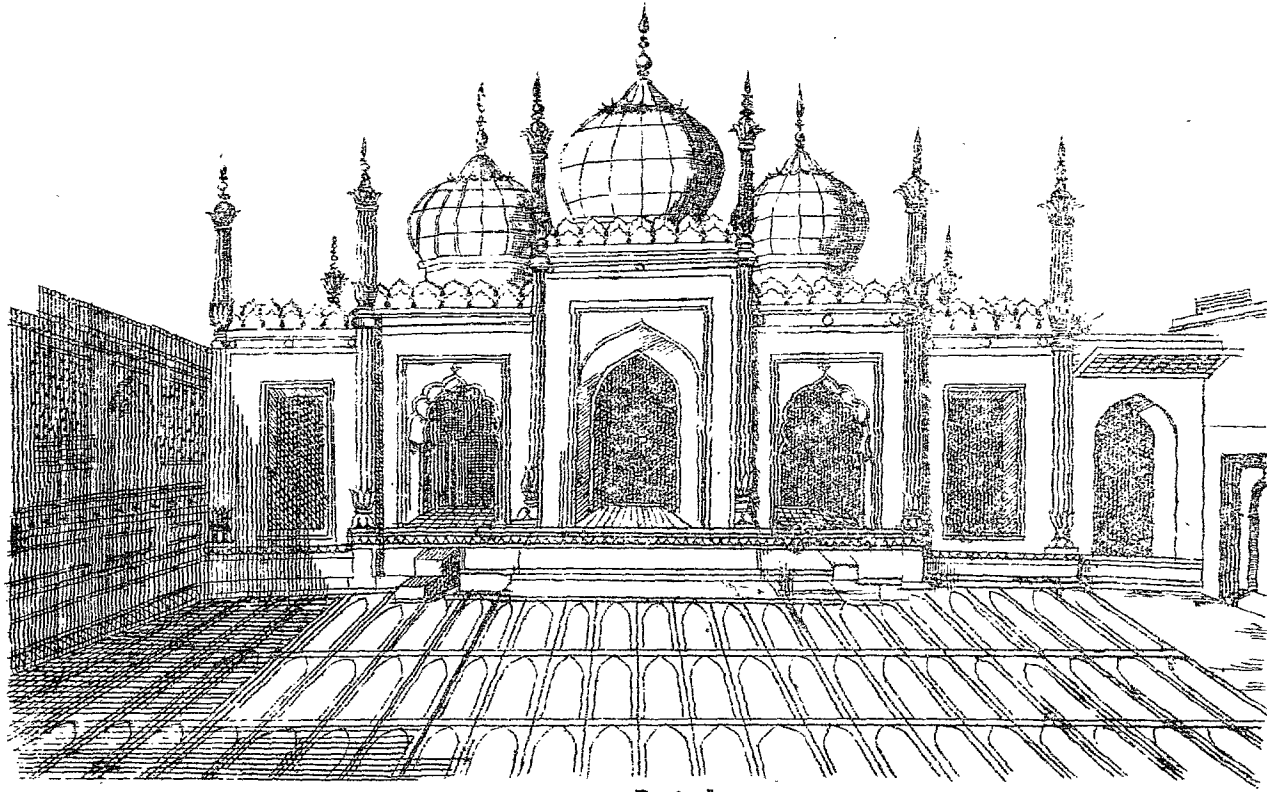
نقشۂ مسجد سرہندی

نقشہ موتی مسجد

اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ مین ہی۔

موتی مسجد

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سنہ ۲ جلوسی مطابق ۱۰۷۰ ہجری موافق سنہ ۱۶۵۹ عیسوی کے قلعہ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہ مسجد سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اوسپر منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چھوٹا بھادون مین سے اس حوض مین پانی آتا ہی اور اوبل کر ہر وقت بہتا ہی اس مسجد کے جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہی واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے اوسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوس کے گرد آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے ہین۔

مآثر عالمگیری[1]

مرآت آفتاب نما[2]

مجر جہان آرا بیگم

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجحر ہی نرا سنگ مرمر کا چارون طرف سنگ مرمر کی جالیان ہین اس مجحر کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۱ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اوسی سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہی کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تین کرورر وپئے کا اسباب جو ہی وہ سب یہان کے خادمون کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کرورر وپئے کا اسباب دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ مین وصیت نہین ہوتی اس مجحر مین جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک پتھر پر کھدوا[۱] کر لگا دی ہی۔

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۲۹

مقبرہ سرنالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہی اس مقبرے کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور اور بھی اکثر جگہ سنگ سرخ لگا ہوا ہی کچھ نہین معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے معلوم ہوتا ہی کہ سترھوین صدی سے بھی وریکا ہی یعنی تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۸ عیسوی سے ہی وریکا بنا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

حضرت سید حسن رسول نما[۲] سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان اب

[۲] مرآۃ آفتاب نما

نقشہ مزار سرتالہ
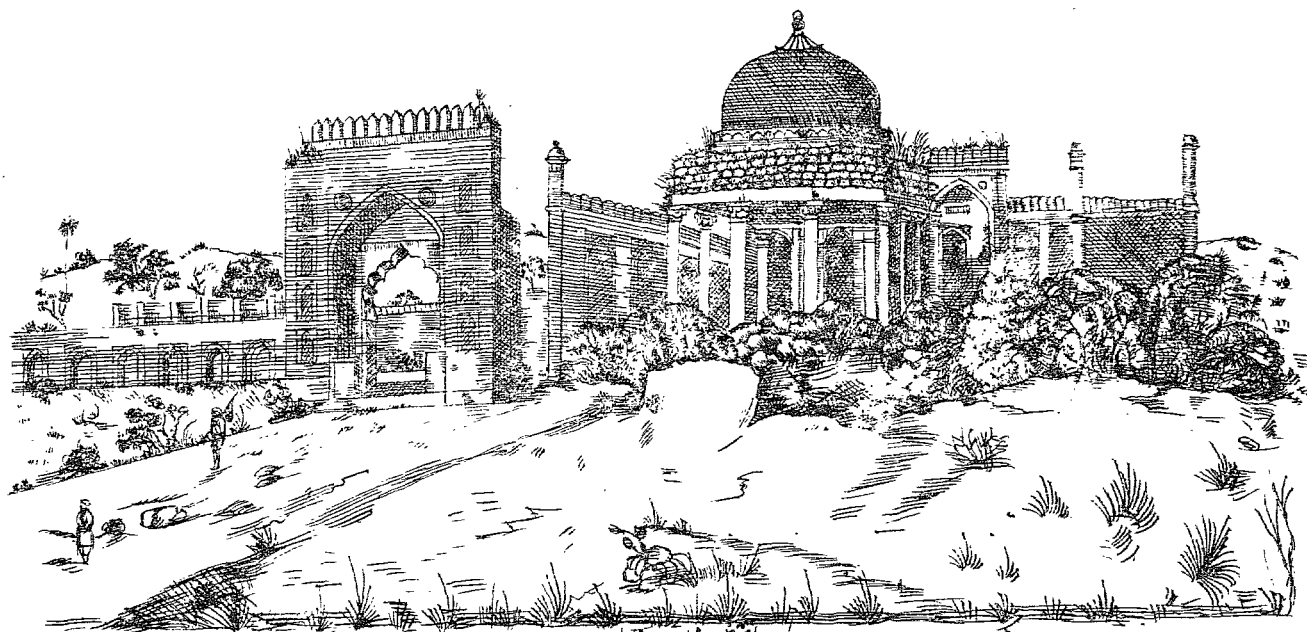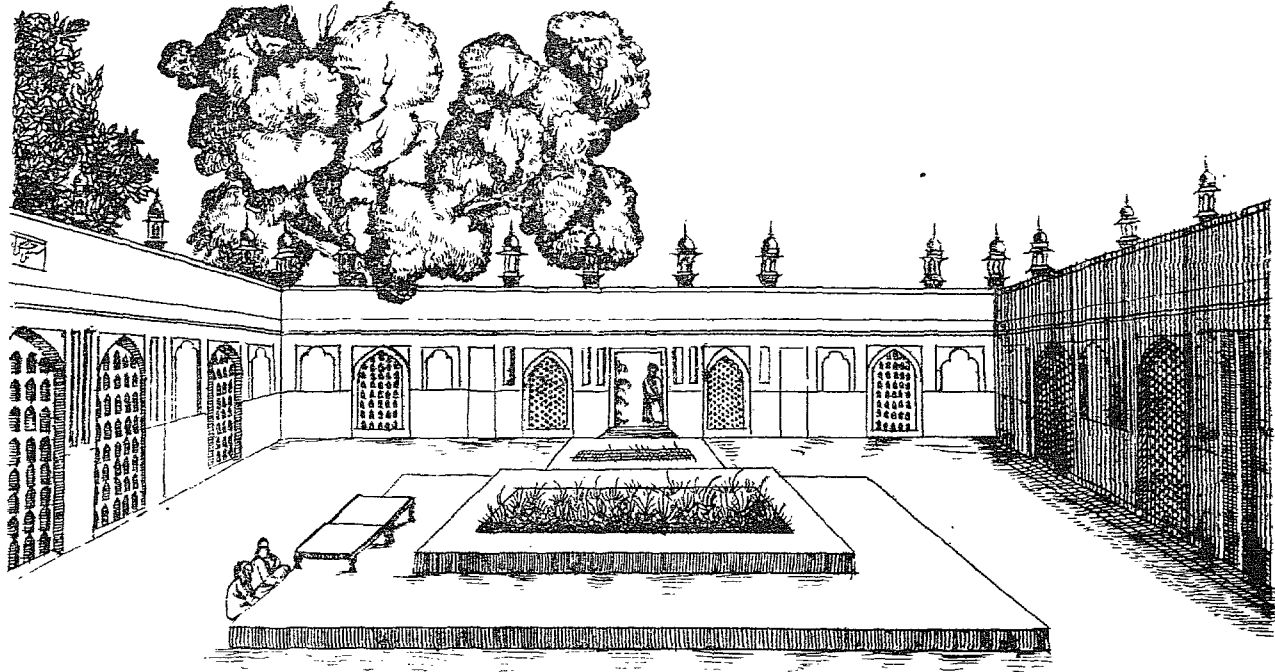
نقشہ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما
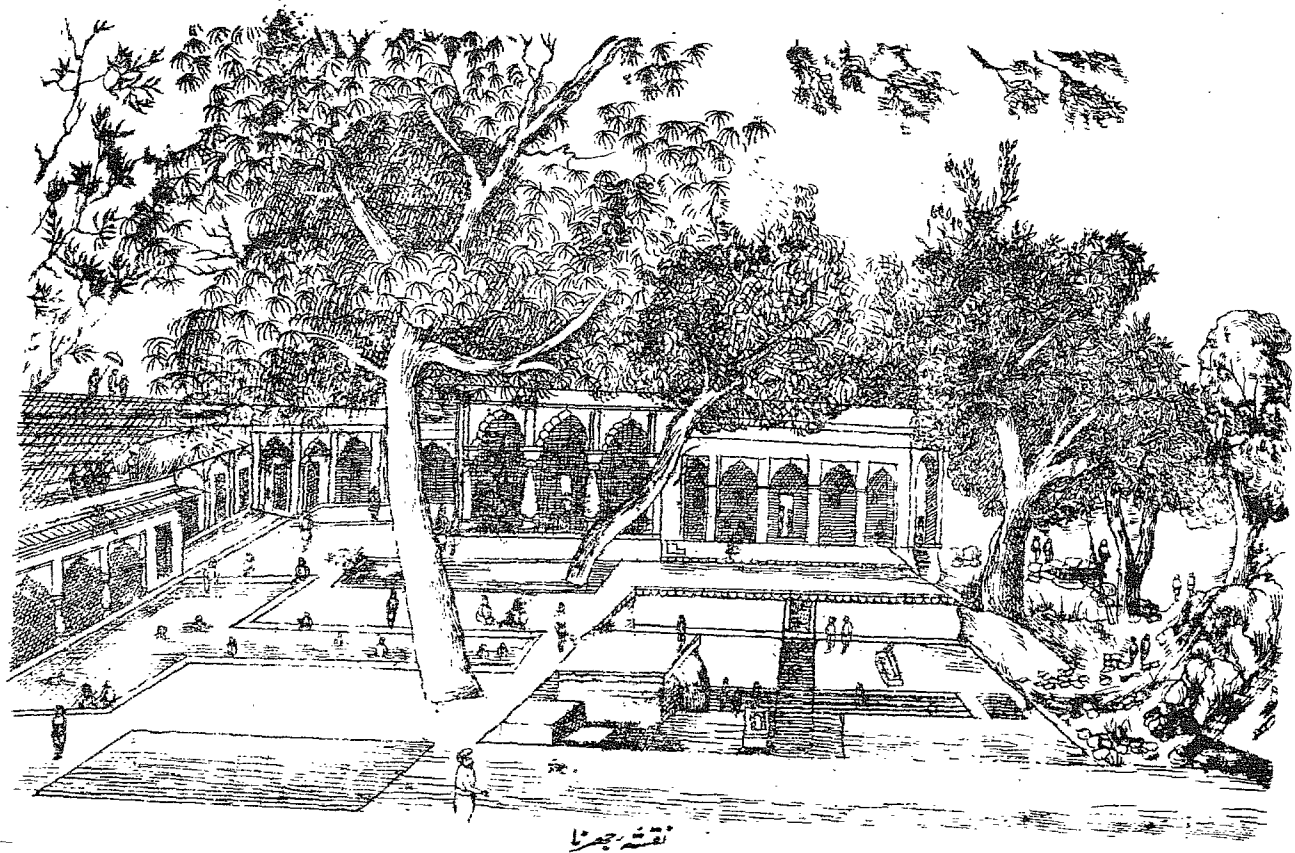
نقشہ جھرنا

آپ کا مزار ہی وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہان آپ رہتے تھے سنہ ۱۰۳۱
ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن
ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہی

تاریخ

حسن رسول نما بار سول باقی شد ھ

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کے پاس
ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہان موجود ہی سنہ ۱۲۳۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۱۸ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد مین سے ہین نواب
امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری پختہ بطور
فصیل کے بنائی ہی اور اوسکے دو در وازے بہت معقول بنائے ہین۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح مین حوض شمسی کے پاس یہ مکان ہی اس مقام پر ایک دیوار
بند کی بہت قدیمی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حوض شمسی جب بنا تو اوسکے پانی کا
زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار مین پانی نکلنے کا رستہ بھی تھا کہ جب
پانی کا زور ہوتا تھا تو اوسمین سے نکل کر اور نو لکھے نالے مین ہو کر تغلق آباد
اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۷ عیسوی
کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

آگے دالان بنایا اور اوسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہی اس دالان مین شمسی
حوض کے پانی سے چادر چھوٹتی تھی اور چھت مین سے بھی فوارے چھوٹتے
تھے اور پانی مین پانی بھر کر آگے کی نہر مین ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارے
بند ہو گئے ہین الا حوض مین پانی آنے کا راستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی نے اسکے
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ مین
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساون بھادون کے مہینے مین ہر سال بڑی دھوم
سے میلہ ہوتا ہی آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتے ہین اور بدھ سے جمعے تک تین
دن تو بہت ہجوم ہوتا ہی اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہی لاکھ ڈیڑھ لاکھ
آدمی سے کم اس میلے مین جمع نہین ہوتا ہی کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
لاکھ روپیے سے کم نہین ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام مین
پنکھا بناتے ہین اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ مین لیجا کر چڑھاتے ہین اسی
سبب سے اس میلے کا نام پھول والون کا میلہ ہی میلے کے دنون مین اس مقام پر بڑا
تماشا ہوتا ہی سیکڑون آدمی اس حوض مین نہاتے ہین اور دالانون کی چھت اور دیوارون
کی منڈیر اور درختون کے ٹہنون پر سے حوض مین کودتے ہین اور پھسلنے پتھر سے
جو اٹھارہ فٹ لنبا ہی اور ساڑھے سات فٹ چوڑا ہی پھسلتے ہین اور انہون نے
کے درختون مین جو امریان کہلاتی ہین رسہ ڈالکر جھولتے ہین افسوس ہی کہ اس
میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتون مین تعطیل نہین ہوتی۔

نقشہ موتی مسجد
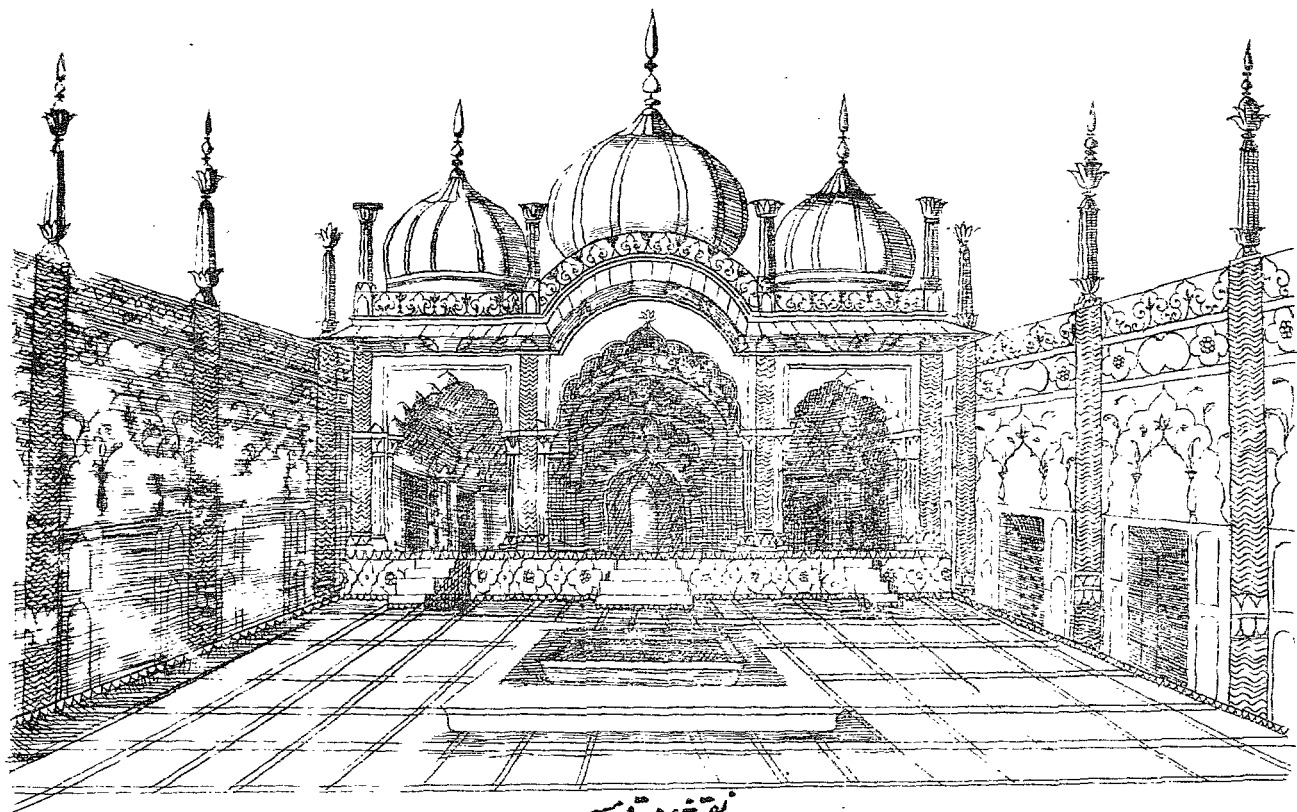
مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد مین پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمینًا ۱۱۱۴ الہجری مطابق ۱۷۰۳ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی سر سے پانون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اوسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگون نے اپنے گھرون مین ملا لیا ہی اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہین اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہوگیا ہی

مقبرۂ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہی نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھین ۱۱۱۴ الہجری مطابق ۱۷۰۲ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد مین یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ[۱] لگا ہوا ہی

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۲۵

موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار بیچ یہ مسجد ہی نرے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان لگائی ہین اس مسجد کے تین در اور تین گنبد ہین اور مسجد کے صحن کے کونون پر دو مینار سنگ مرمر کے ہین قریب ۱۱۲۱ الہجری مطابق ۱۷۰۹ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ نے

یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد بھونچال سے گر پڑا تھا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اسکی مرمت ہوگئی تھی۔

زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کے کنارے یہ مسجد ہی زینت النسا بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی اوسنے قریب ۱۱۲۲ھ ہجری مطابق ۱۷۱۰ء عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے دفن ہونے کو مجھر بنایا یہ مسجد سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنائی ہین و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہین اور دور دور سے دکھائی دیتے ہین اس مسجد کے سات در ہین ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوئین سے پانی آتا تھا اب وہ کنوان بند ہوگیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجھر ہی سنگ مرمر کا اور دوسرا مجھر سنگ باسی کا اندر کے مجھر مین زینت النسا بیگم کی قبر ہی اور اوسکے سرہانے پتھر پر کتبہ[1] لگا ہوا ہی۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۱

مقبرہ غازی الدین خان

اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف[1] جاہ کا یہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین یہ مقبرہ اونھون نے اپنے جیتے[2] جی آپ بنوایا تھا

[2] مآثر الامرا

زینت المساجد

نقشہ مدرسہ نواب غازی الدین خان

نمبر۳ قبر اکبر شاہ
نمبر۲ قبر شاہ عالم
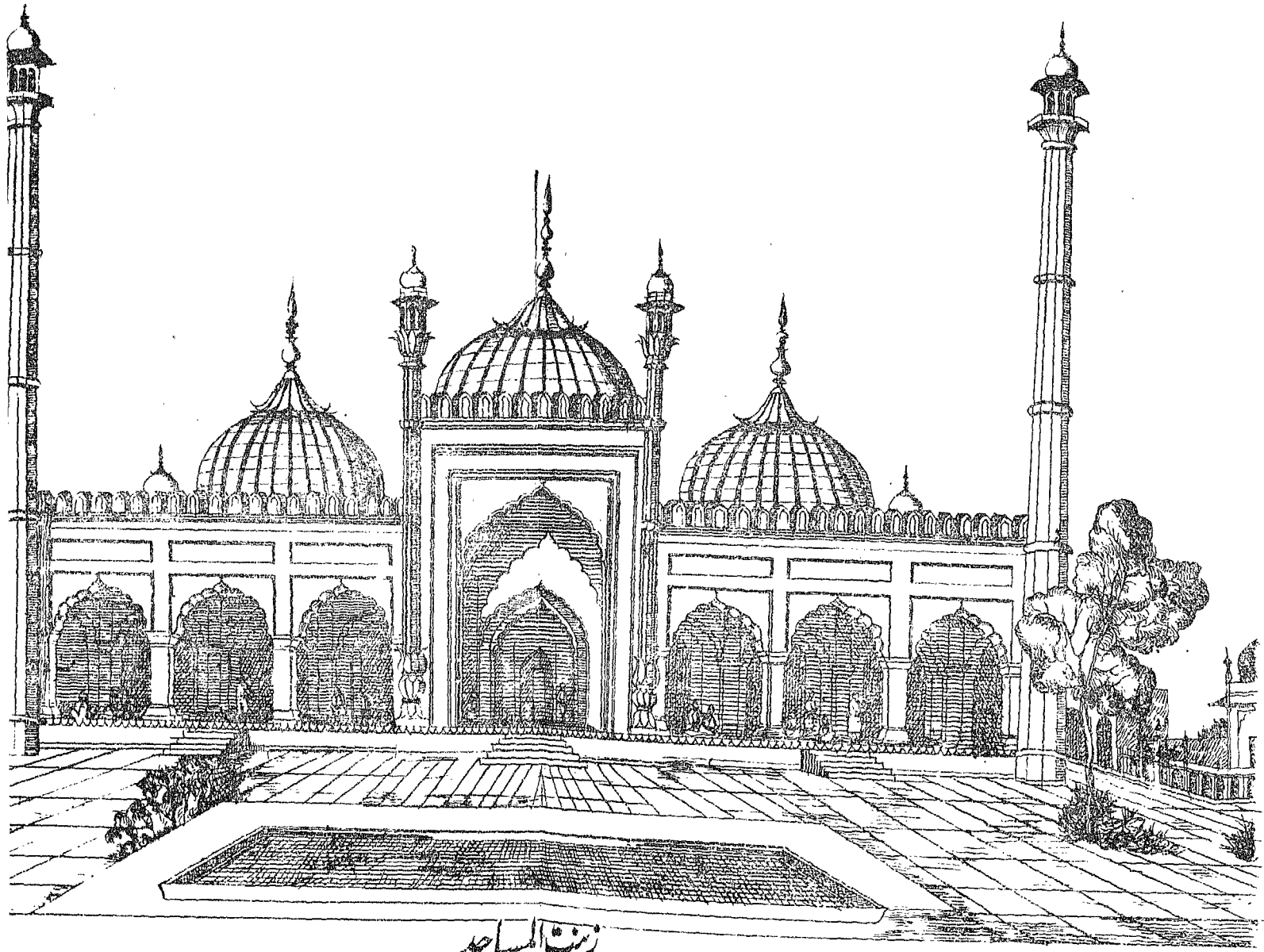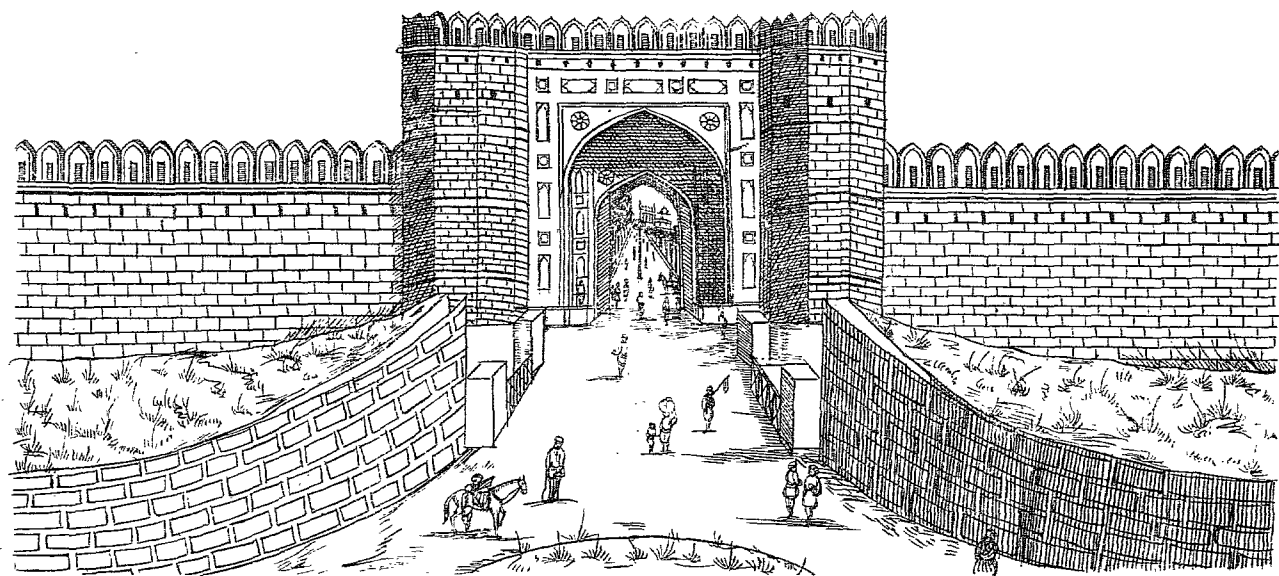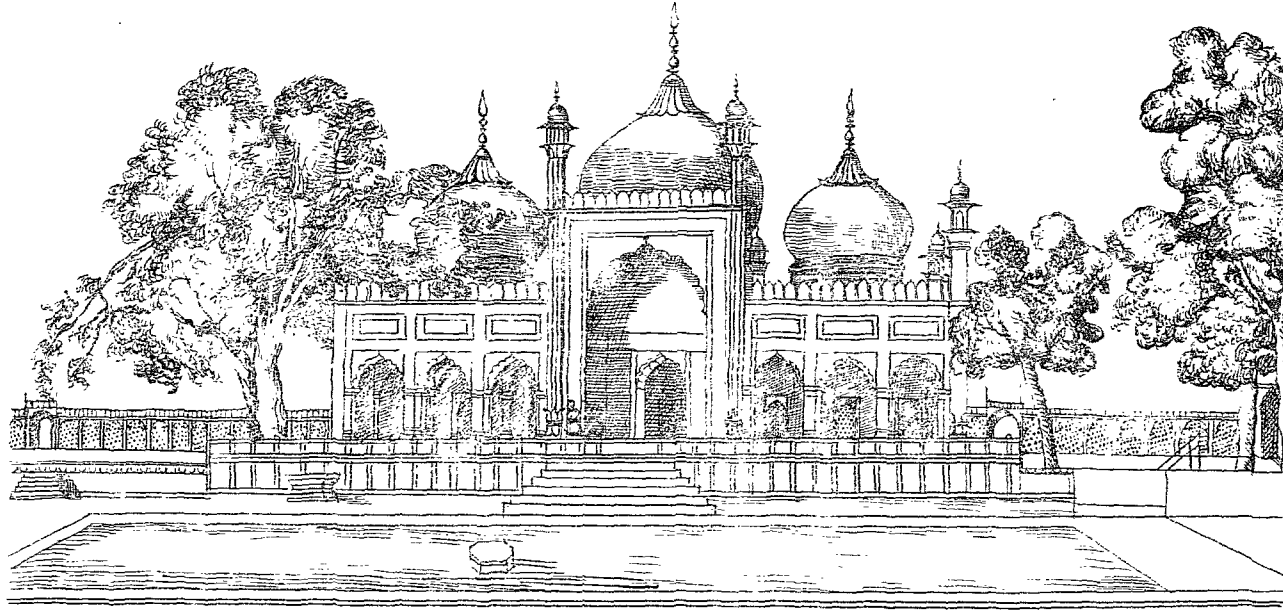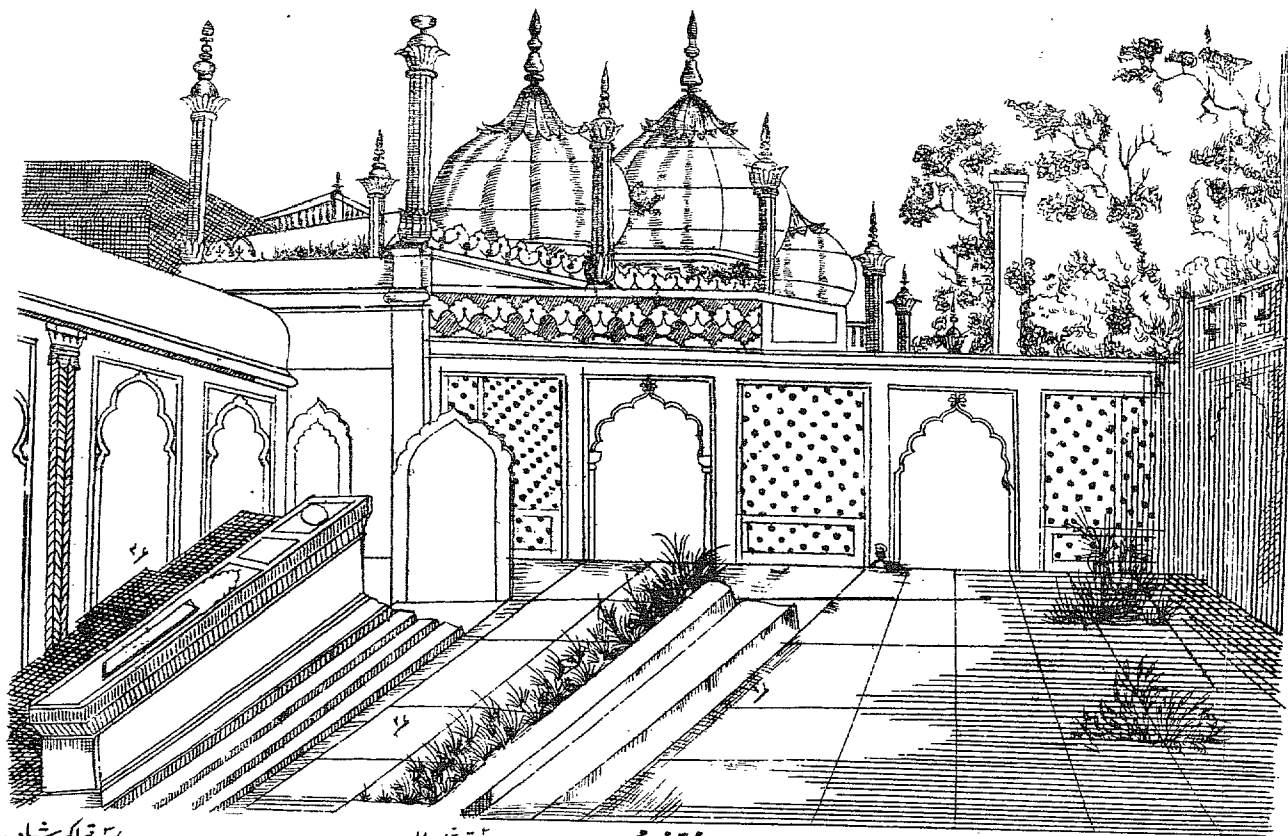
جبکہ ۱۱۲۲ سنہ ہجری مطابق ۱۷۸۰ سنہ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین
بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو اونکی نعش کو یہان لاکر اونھین کے بنائے ہوئے
مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو
گھے اور دالان بنتے ہوئے ہین اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولیہ کے طور
پر اور جانب غرب نری سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونون پہلو مین کچھ
صحن چھوڑ کر دالان ہین جنوبی دالان کے پاس ایک مجھر ہی سنگ باسی کا
اوس مجھر مین ایک اور مجھر ہی سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان
کھدی ہوئی ہین اوس مجھر مین نواب غازی الدین خان اور اون کی اولاد
کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ
رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہوگیا اعتماد الدولہ نواب
فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مدرسے کے خرچ کے واسطے ایک
لاکھ ستر ہزار روپئے دیئے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ اون کے
نام کا ایک دیوار پر کھودوا کر لگادیا ہی۔[1]

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۴۷

مجھر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ مجھر ہی جبکہ
۱۱۲۴ سنہ ہجری مطابق ۱۷۱۲ سنہ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تو اس مقبرہ مین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مقبرہ مین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مقبرہ مین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانے کندہ نہین ہی مگر راقم آثم نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کہی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر — شد سیہ آسمان ز دود جگر

پای شادی شکست و احمد گفت — سال تاریخ او غم اکبر

برج اندرون احاطۂ مقبرۂ ہمایون

ہمایون کے مقبرے مین یہ ایک چھوٹا سا برج ہی سنگ سرخ کا اور کہین کہین اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذکی دو قبرین ہین اگرچہ نہین معلوم کہ یہ کسکا برج ہی مگر اوسمین کچھ شک نہین کہ ہمایون کے مقبرے کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہی اور ہم اسکو تخمیناً سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۸ عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہین۔

سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین سنہ ۱۱۳۴ ہجری مطابق

نقشۂ مسجد سنہری کوتوالی

نقشۂ مسجد شرف الدولہ

مع دوکانین بازار دریبہ
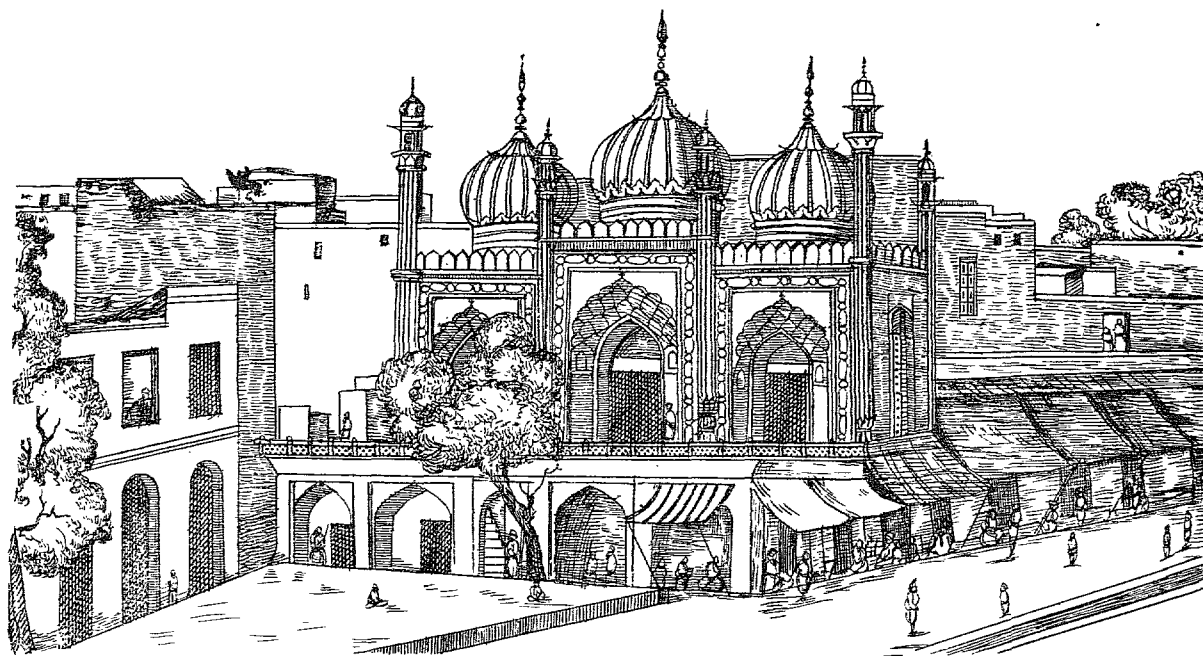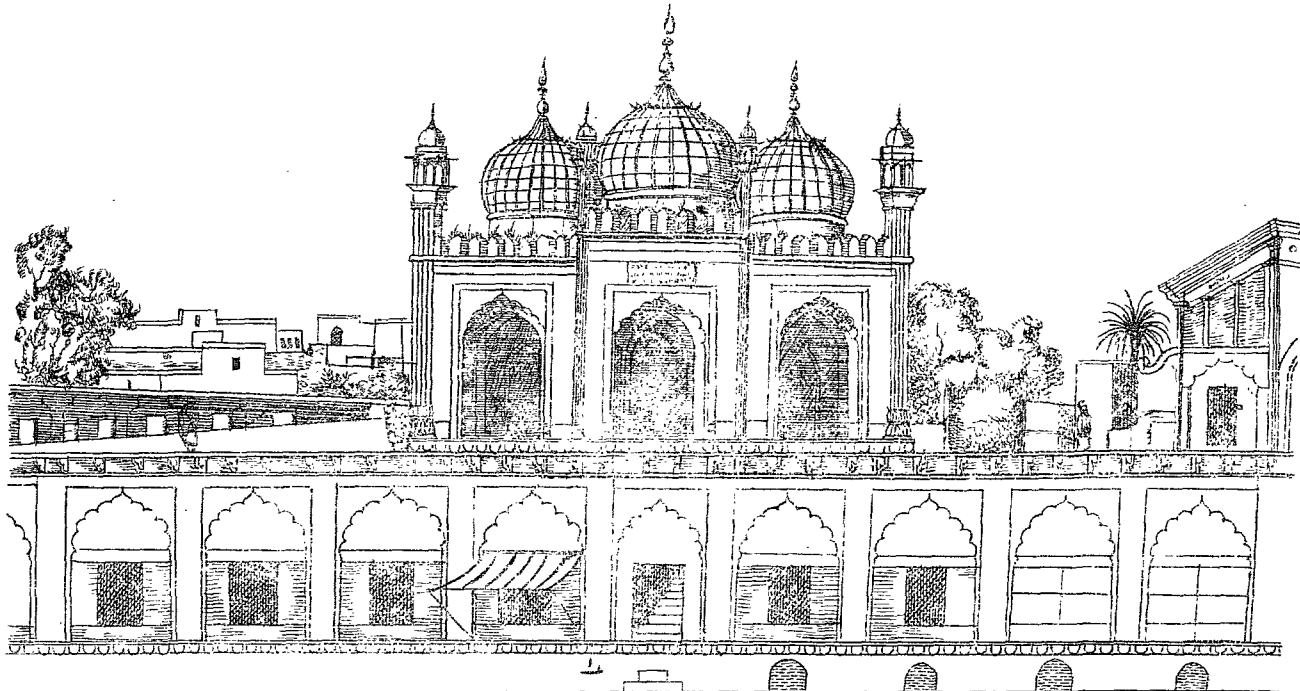
سنہ ۱۷۲۱ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہی اگرچہ چونے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سنہری ہین اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئے تھے اسواسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اسپر چڑھا دیے ہین اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہین[۱]۔

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۲۱۴

مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین دریبے کے بازار مین یہ مسجد ہی اور اوسکے پاس مدرسہ ہی اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین سنہ ۱۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۲ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد اگرچہ چونے اور اینٹ کی بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہین مگر سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہی کہ پیتل کا شبہ جاتا ہی اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ[۲] لگا ہوا ہی۔

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۲۱۵

جنتر منتر

جنتر کے معنی آلے کے ہین اور یہان مراد آلات رصد سے ہی اور منتر ایک لفظ مہمل ہی جو زبان کے محاورے مین اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہین جیسے کھانا وانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہی جسکو راجہ سوائی جی سنگہ والی جے پور نے محمد شاہ بادشاہ کے حکم بموجب سنہ ۶ جلوسی مطابق سنہ ۱۱۳۷ ہجری موافق سنہ ۱۷۲۴ عیسوی کے بنایا[۳] اور حساب کی صحت کے لیے اسیطرح کا رصد خانہ سوائے

[۳] زیج محمد شاہی

جی پور اور متھرا اور بنارس اور اوجین مین بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانے مین چونے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد مین فرق نہ پڑے یہ رصد خانہ اب بالکل خراب ہوگیا ہی سب آلات ٹوٹ گئے ہین اور سب کی تقسیمین مٹ گئی ہین کوئی آلہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے ایک بھی عمل ہو سکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چونے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہین۔

اول جی پرکاش

یہ آلہ ہی حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کرکر گرد اوسکے دائرہ افق ترپن فٹ آٹھ انچھ کے قطر کا کھینچ کر اوسپر چار درجے کی گول دیوار کنوئین کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی ہین کہ ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہی اور تین اوپر نکلے ہوئے ہین اوسکی ساٹھ ۶۰ پر تقسیم کی ہی ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہی اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہین اور درجات کی تقسیم کی ہی اور مقیاس اور سطح دائرہ اور افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہین۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چبوترہ ہی سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوسپر چار قوسین ہین اور ہر ایک قوس کے دونون طرف سیڑھیان بنادی ہین

نقشہ جنتر دوایر الظل

نقشہ جنتر شرقی دوایر العظام

قیاس
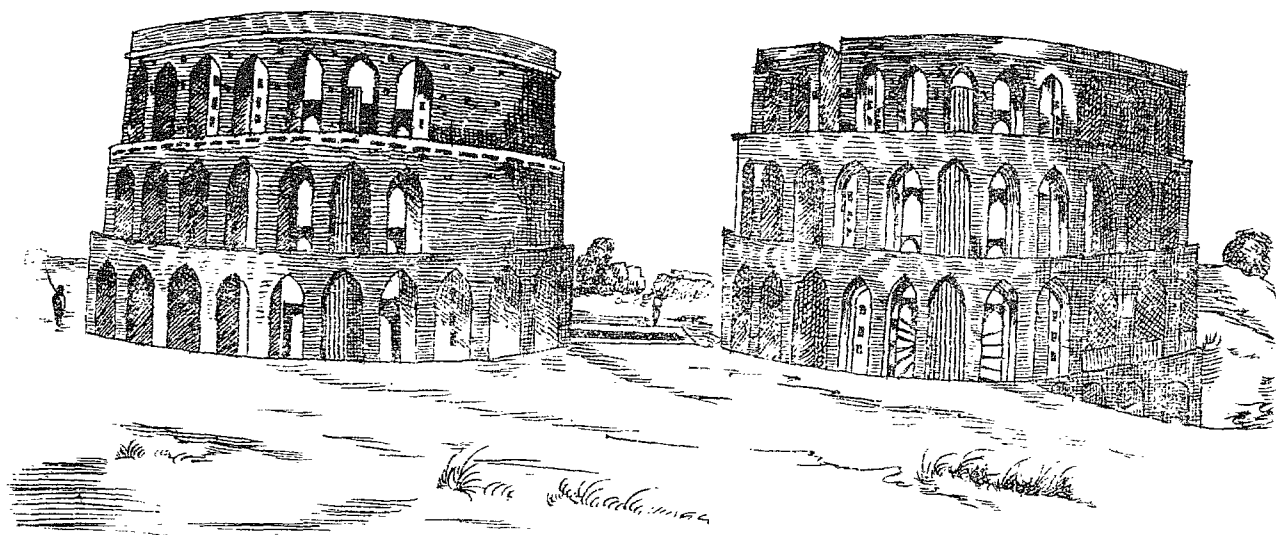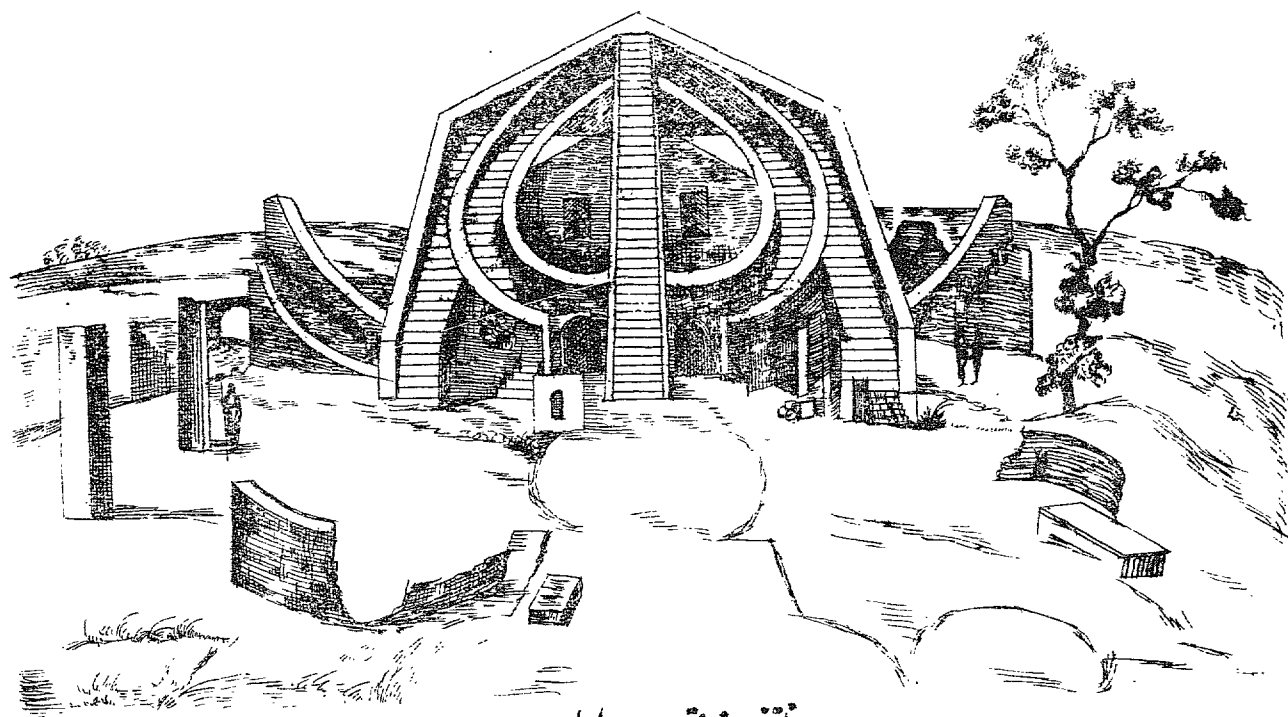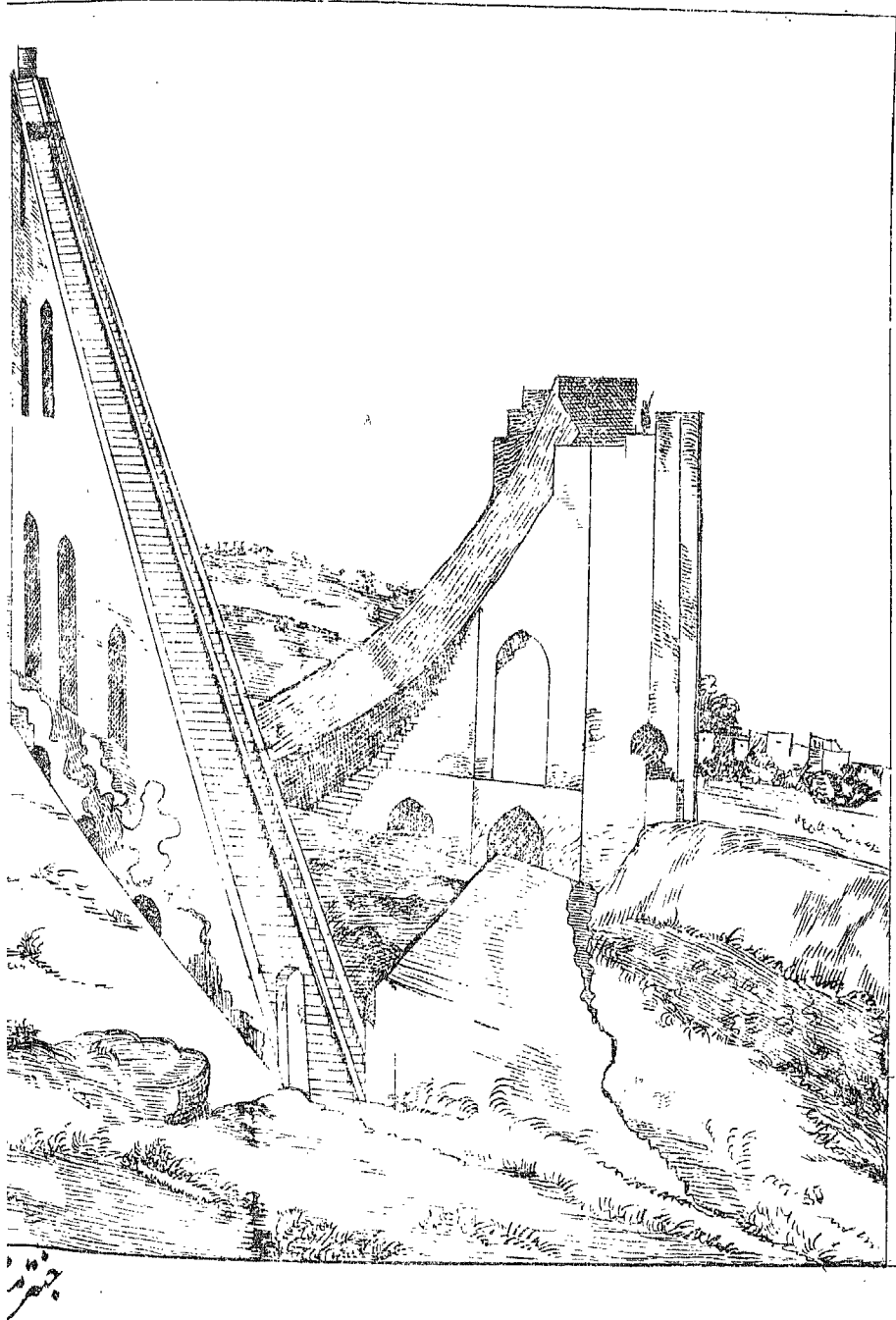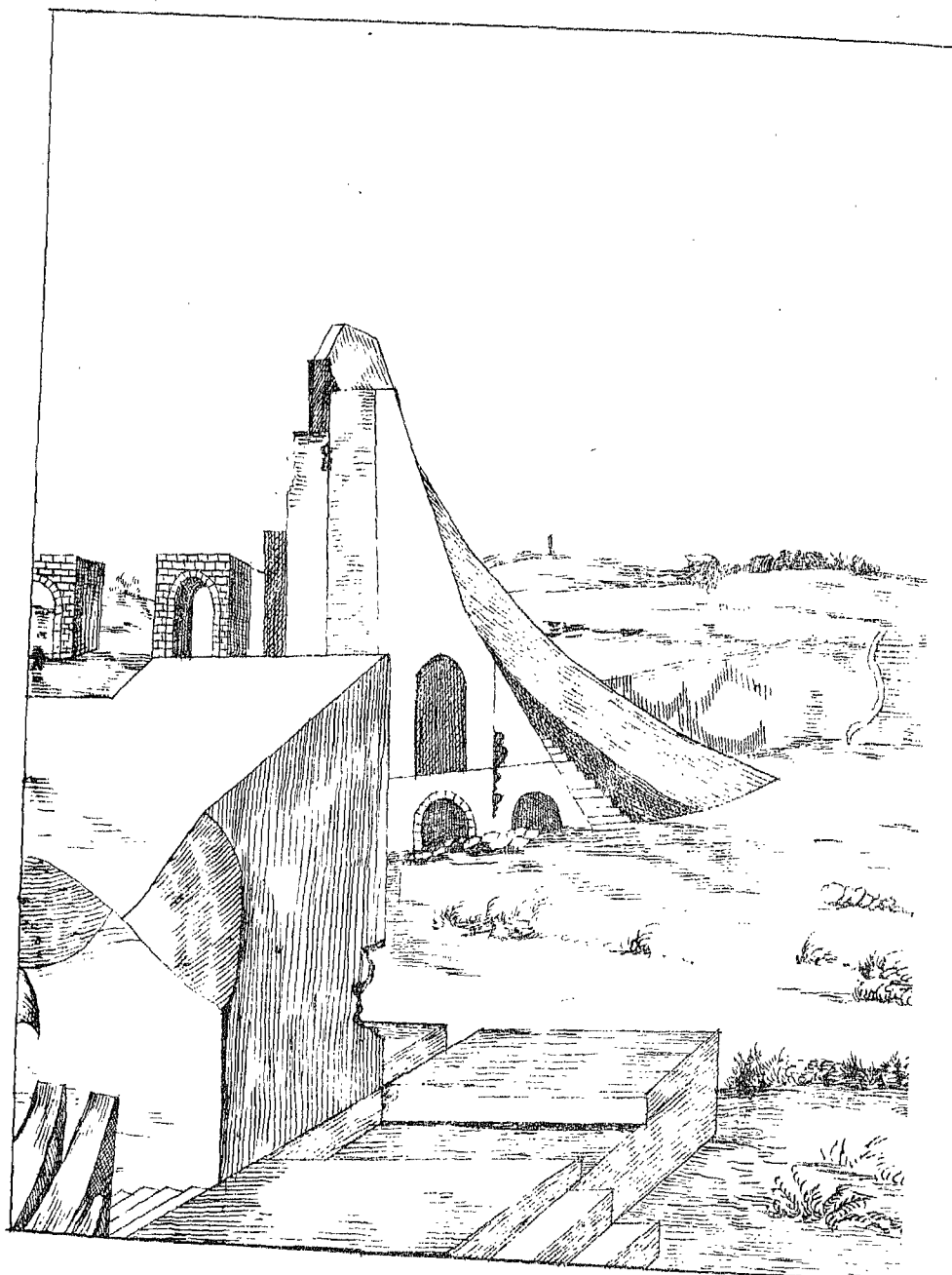
تاکہ سیڑھیون پر چڑھ کر سائے کا حال دیکھین اوس چبوترے کے نیچے
سے دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقہ البروج کی لیکن بقدر
عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی
اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہین۔

سوم سمراٹھ جنتر

یہ جنتر درحقیقت مقیاس ہی ایک پاکھہ بیچ مین بناکر دائرۂ معدل النہار جسکا
نصف قطر اٹھارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد چونے اور پتھر سے نہایت مستحکم
بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہی پاکھے پر سیڑھیان بنائی ہین کہ اوسپر سے پاکھے
کے سر پر چڑھ جاتے ہین اسیطرح دائرۂ معدل النہار کے دونون طرف
سیڑھیان بنائی ہین کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم
بالکل خراب ہوگئی ہی اگرچہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکھے کی مرمت راجہ جی پور
نے بموجب تحریک آرکیولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الا پوری مرمت
نہین ہوئی یہ تینون آلے خود سوائی جی سنگھ نے ایجاد کیے ہین اوراسی
سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہین۔

کرہ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقعر آدھے آدھے بنائے ہین اسطرح پر کہ مدار قطب
بروج کا ہر ایک مین ناقص ہی اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر

رکھدین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کرون مین بارہ قوسین بنائی ہین تقسیم بروج کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہی اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس مین زینے سے بنے ہوئے ہین کہ اون پر سے چڑھ کر سائے کا حال دیکھتے تھے قطر ان دونون کرون کا چھبیس فٹ کا ہی اور چھوٹے اینٹ سے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہین۔

یہ رصد خانہ وہ ہی کہ جسمین پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہین ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والون اور زیچ بنانے والون نے اون قاعدون مین سے ایک کو بھی تسلیم نہین کیا تھا اسی سبب سے یہ رصد خانہ اپنے ساتھیون مین یکہ اور بہت نامی ہی ۱۴ سنہ جلوس محمد شاہ مطابق ۱۱۴۴ ہجری موافق ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جی سنگھ نے کئی آدمی ریاضی دان دربری [?] کے ساتھ فرنگستان مین بھیجے اور وہان سے آلات رصد اور دوربینین منگوائین اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصد خانہ دیکھ آئے اور زیچ جدید جسکا لیرؔ نام تھا یہان لائے اور اس رصد خانے سے مطابقت کی لیرؔ کے حساب مین تقویم قمر مین آدھے درجے کا اور کسوف اور خسوف کے زمانے مین چوتھائی دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھین باتون سے یقین ہوتا ہی کہ اس رصد خانے مین انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

نقشۂ کرۂ مقعر
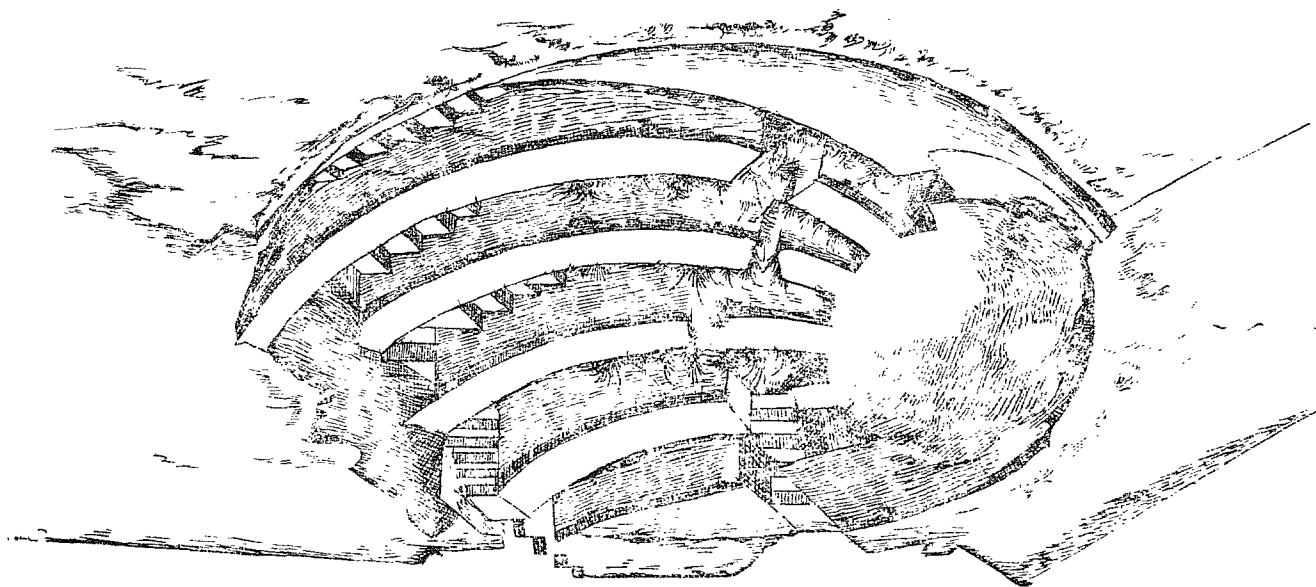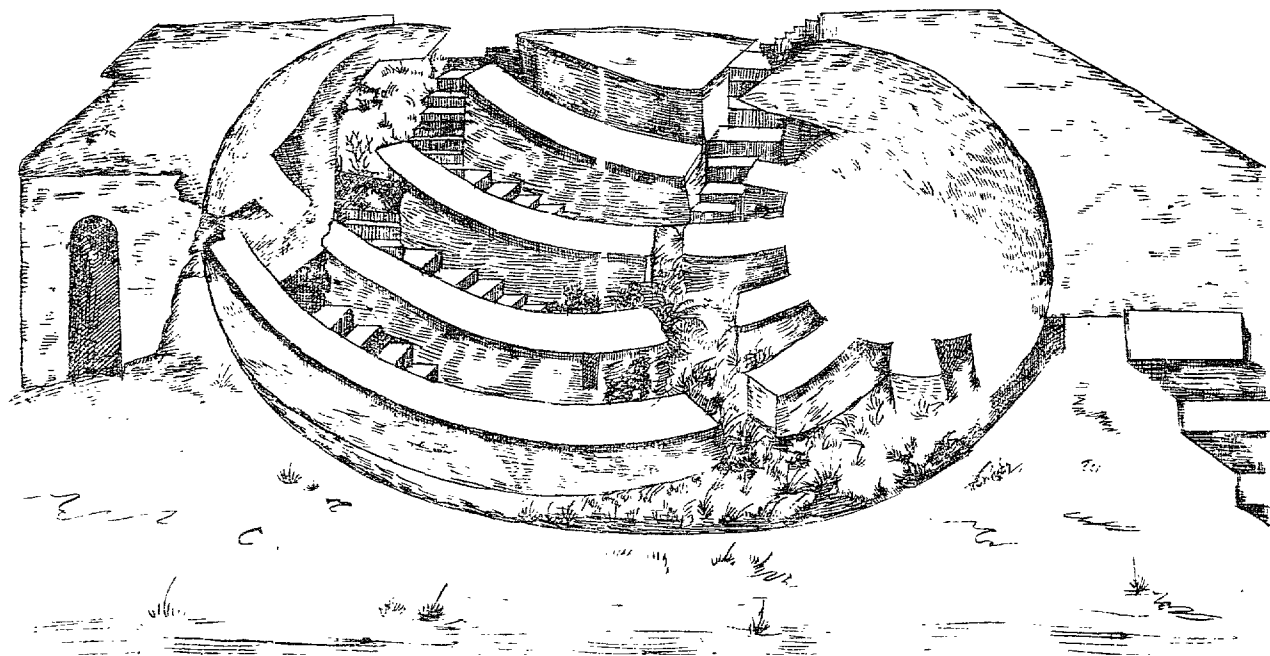
رصد خانے مین مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت والون نے ان نئی باتون کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان نئی باتون کو عقلی دلیلون سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدون سے جو بات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سے دیکھی جاتی تھین وہ دونون ٹھیک نکلتی تھین اسواسطے یہی مطابقت اون قاعدون کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلین قائم کرنے پر یا توجہ نہین کی اور یا در حقیقت قائم نہو سکین اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اون باتون کی لکھتے ہین جو بر خلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے مین تسلیم کی گئین ہین۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضئی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتون کو بیضئی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن ہین اور بدر اور ہلال ہوتے ہین۔

(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کروی شکل پر نہین بلکہ اہلیلجی شکل پر ہی۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جنکا اقمار مشتری نام ہی۔

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک برس کے قریب دورہ پورا کرتے ہین۔

(۷) کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہین
اس رصدخانے مین رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع اور
غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہین رہی تھی کیونکہ دوربین
کی مدد سے یہ سب چیزین دن کو آنکھون سے دیکھ لیجاتی تھین ان مختلط قواعد
یونانی اور انگریزی پر جو اس رصدخانے مین مانے گئے زیچ جدید محمد شاہی
تیار ہوئی ہی اسمین کچھ شک نہین کہ اس زیچ کا حساب اور زیچون
کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہی اسی رصدخانے مین ایک نئی تاریخ
نکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہی ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز دوشنبہ مطابق سنہ ۱۷۱۸ عیسوی سے رکھی ہی اور اس
ابتدا کو ابتدائے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہی اگرچہ ابتدا جلوس اسکا یہ
نہین لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۱۸ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ
تخت پر بیٹھا اور انکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونون کی مدت سلطنت
چند ماہ سے زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کرکر
اور آٹھ دن جو ربیع الثانی مین سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
زیادہ کرکر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
ہی اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہین اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت

۱۔ جھاڑ   نقشہ شاہ مردان   ۲۔ مجلس خانہ
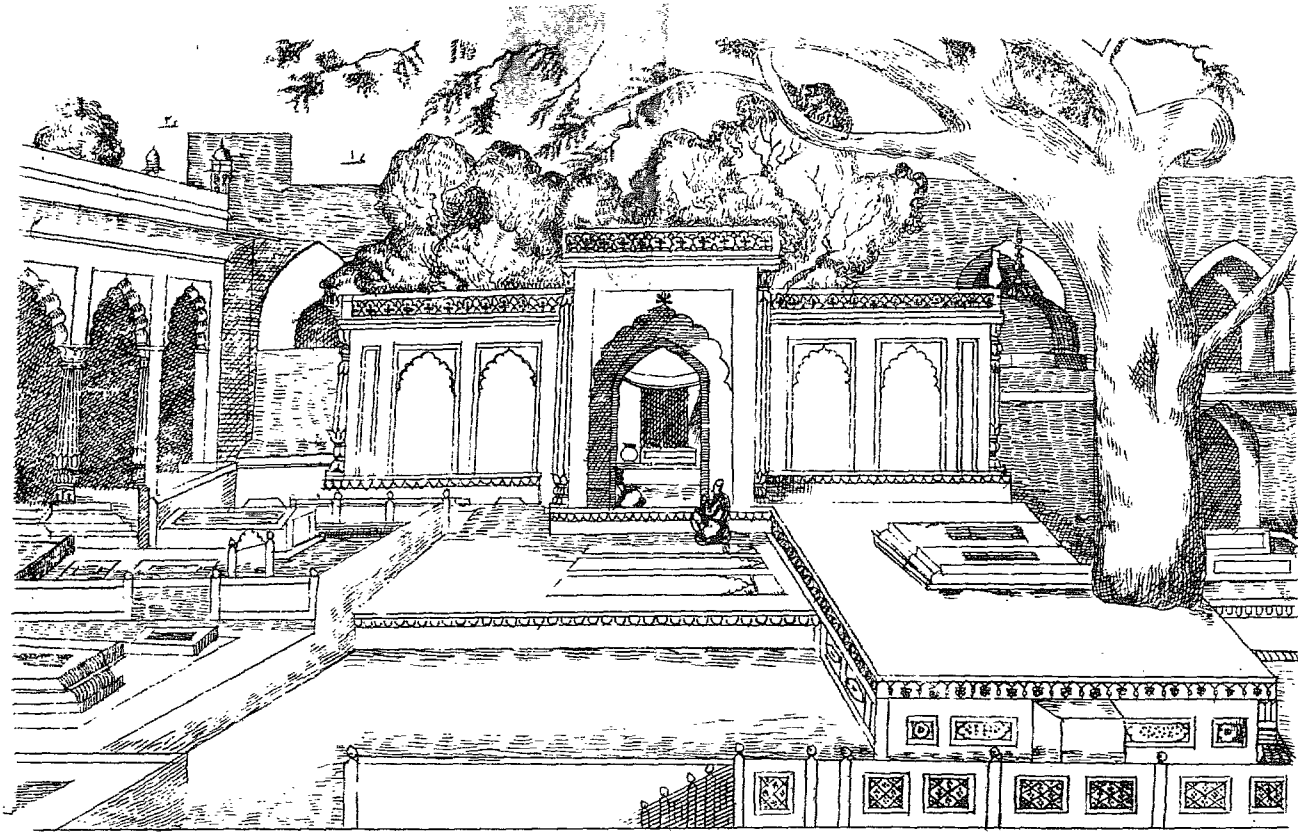
رکھتی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہی اور محمد شاہی
ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کرکر نکالنے کے
قاعدے زیچ کی کتابون مین لکھے ہین اس مقام پر اونکے بیان کی حاجت
الا اسقدر بیان کردینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۸۵۲ عیسوی مطابق چودھوین
رمضان ۱۳۰۸ محمد شاہی حسابی اور بارھوین رمضان ۱۳۰۸ محمد شاہی
ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہی منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یون
ہی کہ اودہم بائی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول
نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی
تھی ۱۱۳۷ ہجری مطابق ۱۷۲۴ عیسوی اوسکے پاس ایک پتھر آیا جسپر نقش قدم تھا
اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علیؑ کے قدم کا نقش ہی نواب قدسیہ نے اوس نقش قدم
کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض مین جما دیا اور اوس حوض کے نیچے
سنگ مرمر کا فرش کرکر مسجد بنایا اور اوسکے کنارے پر یہ شعر کندہ کردیا شعر

برزمینی کہ نشان کف پای تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود ۱۱۳۷ھ

جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد مین نواب قدسیہ
نے ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۷۴۸ عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام

سے چاردیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر ۱۲۲۳ ہجری مطابق ۱۸۰۸ عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور ۱۲۳۷ ہجری مطابق ۱۸۲۱ عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہی ہر مہینے کی ۳۰ بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کی ۳۰ بیسوین کو بہت ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیے یہین آتے ہین اور بہت مجمع ہوتا ہی اور جس میدان مین تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہین اوسکا نام کربلا رکھا ہی اوسکی بھی چاردیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہی۔

فخر المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروازے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو فخر النسا خانم بیوی نواب شجاعت خان نے ۱۱۴۱ ہجری مطابق ۱۷۲۸ عیسوی کے بنایا ہی اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہی گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین مسجد کے اندر راجارے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہی برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریان لگائی ہین کلس بالکل سنہری ہین مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہی ضلع شمالی مین دو درخہ دالان ہی اور اوس کے آگے حوض بہت ہی

نقشۂ فخر المساجد

نقشہ گھاٹ بگنوز
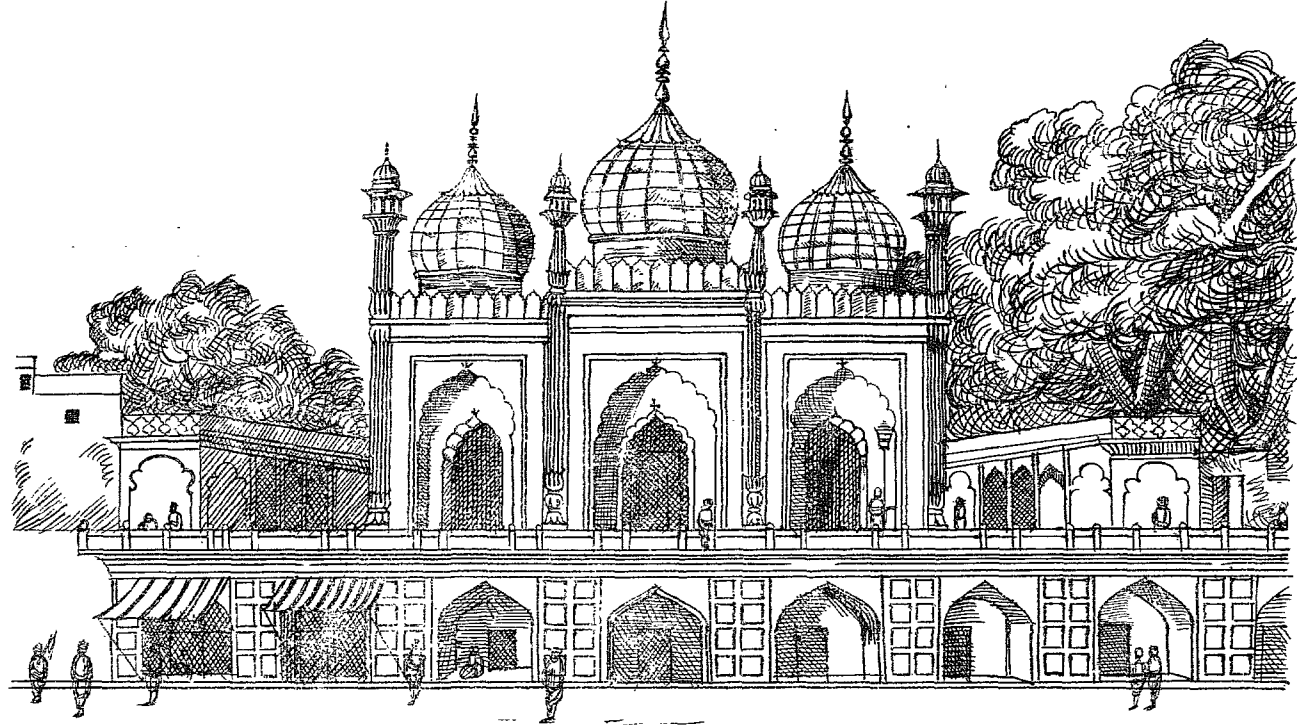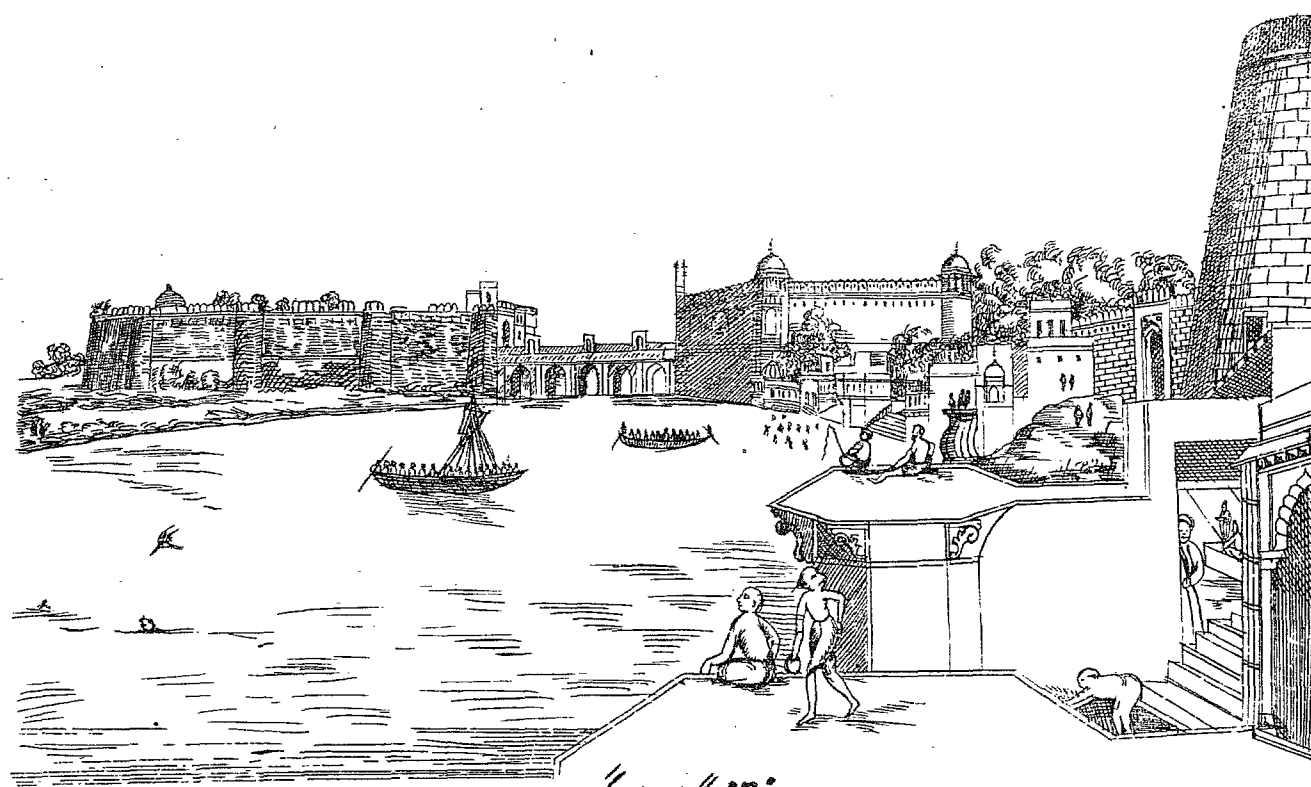
خوبصورت بنایا ہوا ہی مگر افسوس ہی کہ وہ حوض اور فوارے اب ٹوٹ گئے ہین۔

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی محمد شاہ کے وقت مین ناظر محلدار خان نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق ۱۷۲۸ عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوارڑا پر سکے بنایا ہی اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس باغ کے دروازے کے آگے اوسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سرون پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہین ان ترپولیون پر تاریخ کندہ ہی[1]۔

گھاٹ نگمبود

شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہی نگم کے معنی شاستر مین بیدون کے ہین اور بود کہتے ہین عقل اور سمجھ اور گیان کو ہندوٗون کے اعتقاد[2] مین یہ بات ہی کہ دواپر جگ کے ابتدا مین جسکو آجتک اونکے حساب بموجب (۴۹۵۳) برس ہوئے برہماجی سب بیدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نے پھر وہ سب یاد دلائے اور سمجھائے اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہین کہ راجہ جدہشتر نے اس مقام پر سُموتی اماوس کے ملنے کو بڑا

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۵۰
[2] پوتھی اندر پرستھ

جگ کیا تھا اور جگ کرنے کی جگہ پر ہندوؤن نے ایک چھتری تیار کی تھی کچھ عجب نہین کہ اوسی چھتری کو توڑ کر ہمایون بادشاہ نے سلیم گڈھ کے نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندوؤن کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیون مین پھنک جائے اور یقینی اوسکی مکت ہو جاتی ہی تخمیناً ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۸۳۴ عیسوی سے اس مقام پر ہندوؤن نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہین صبح کو نہانے والی عورتون اور مردون کا عجب ہجوم ہوتا ہی جنکے حسن کی خجالت سے آفتاب بھی زرد رنگ نکلتا ہی۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی وارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار مین یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفرخان نے محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۵۸ ہجری مطابق ۱۷۴۵ عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینون برج سنہری تھے چند مدت ہوئی کہ یہان کے برج اوکھاڑ کر کوتوالی چبوترے کے پاس کی سنہری مسجد مین لگائے ہین یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگراب بالکل شکستہ اور خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض اللہ خان صاحب نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کردی ہی اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱

سنہری مسجد

نقشۂ باغ ناظر
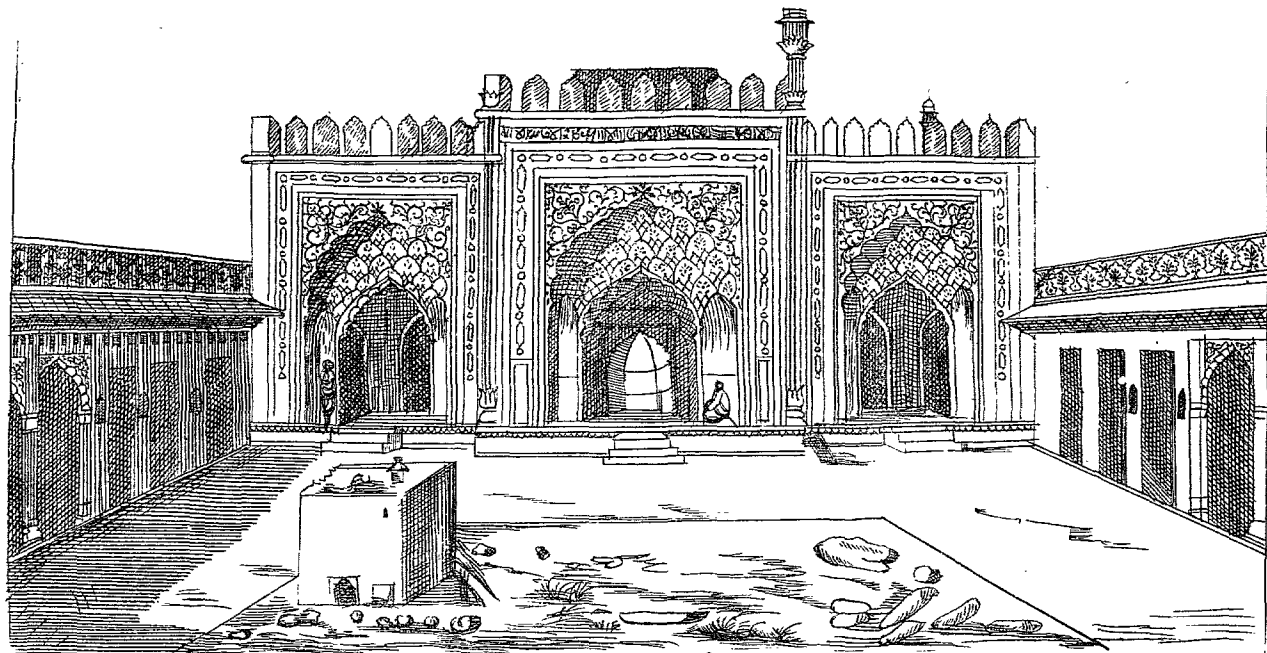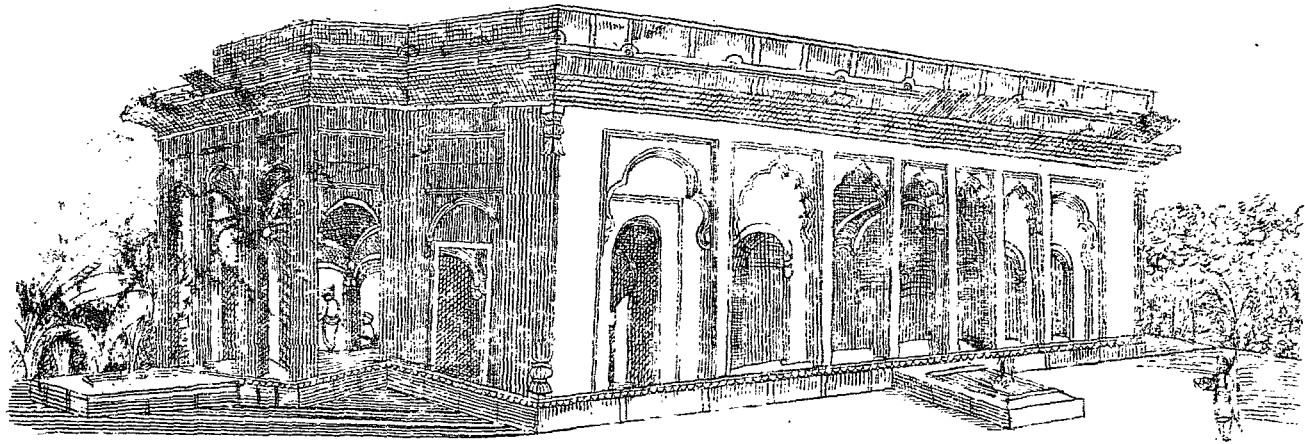
باغ ناظر

قطب صاحب کے نواح مین جھرنے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے ناظر روزافزون خواجہ سرا نے محمد شاہ کے عہد مین یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چارون طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہین بیچون بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکے آگے حوض بھی ہی باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت مین بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی اور اوسکے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۵

مسجد محمد شاہ بادشاہ

دیکھو مرآت آفتاب نما

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مسجد ہی محمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے انتقال کیا اور یہان دفن ہوا مشہور ہی کہ یہ مسجد محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مسجد بہت تحفہ بنا ہوا ہی لطافت اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہی سنگ مرمر اس مسجد کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہی کہ موتی کی آب اوسکے آگے خاک ہی گل بوٹے بیل پتی منبت کاری کے ایسے ہین کہ نگار خانہ چین بھی اسکے آگے مات ہی یہ مسجد بہت نامی ہی اور درحقیقت اپنا ثانی نہین رکھتا اس مسجد کے دروازے مین دو پٹ نرے سنگ مرمر کے

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہین کہ آدمی دیکھکر حیران رہ جاتا ہی
اس مجحبر مین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگرد
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشوری کی بھی قبر ہی اور تین قبرین
اور بادشاہزادون کی ہین۔

قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہی اودھم بائی زوجہ
محمد شاہ بادشاہ والدۂ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو ان کو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھون نے اپنے نام پر یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہی۔

چوبی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ عیسوی کے قلعۂ شاہجہان
مین بنائی تھی اسکے ستون اور محرابین سب کے سب چوبی تھین اس سبب سے
چوبی مسجد کر کر مشہور ہی مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی سنہ ۱۸۵۰ عیسوی مطابق
سنہ ۱۲۶۷ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہی۔
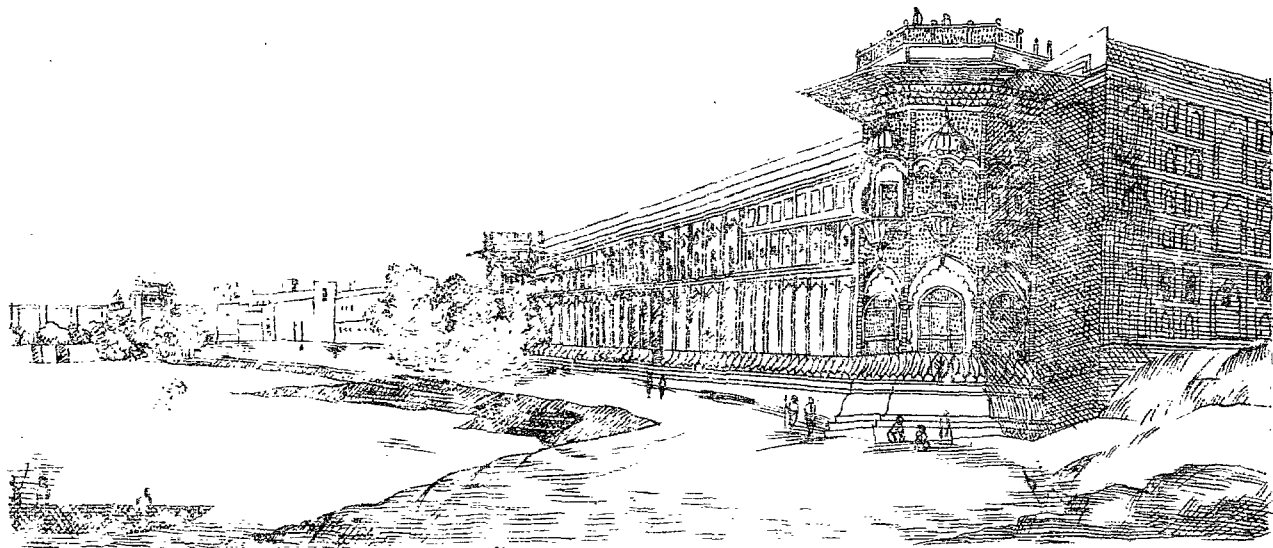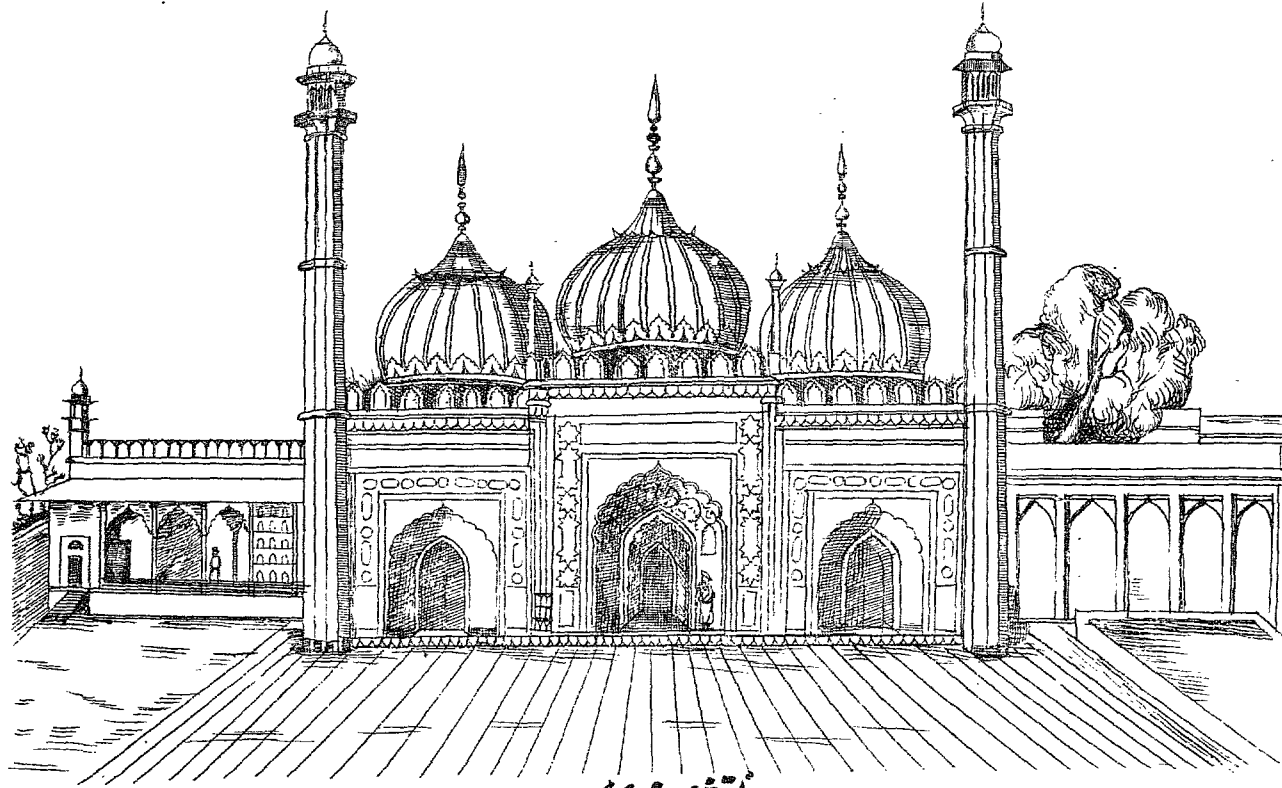
سنہری مسجد

نقشہ باغ قدسیہ

نقشہ سنہری مسجد

نقشہ مقبرہ منصور عرف صفدر جنگ

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت سر سے پانوں تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہین اسکے وہ بھی نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سنہری ہین اور تینون برج بھی سنہری سے تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اوسواسطے ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۱۸۵۲ عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجون کو اوتار کے سنگ باسی کے برج اوسکی جگہہ لگا دیے ہین اس مسجد کو ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷۵۱ عیسوی کے جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی مان کا بہت مقرب تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب ملا تھا بنایا ہی اس مسجد مین ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمین پانی نہین آتا اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی[۲]

حاشیہ مرآۃ آفتاب نما

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۲۰

مقبرۂ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے وزیر تھے جبکہ سترھوین ذی الحجہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی سر سے پانون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور جابجا سنگ مرمر کی دھاریان اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اسکا تمام سنگ مرمر

کا ہی اور اندر بھی اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا
ہی اوسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی
نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح
پر کی ہی چار دیواری چونے اور پتھر سے کھینچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ
ہی اور چارون طرف نہرین اور حوض بنے ہوئے ہین باغ کے تین طرف مکانات
دلکشا بنائے ہین جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہی اور غربی مکان
جنگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی
مین دروازہ ہی بہت بلند اور اوس دروازے مین طرح طرح کے مکانات اور
نشستگاہین بنی ہوئی ہین اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہی نری سنگ سرخ
کی چار دیواری کے چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت
باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی
مقبرے کے اندر تاریخ کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر

کالکا

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس جنوب کیطرف یہ مندر
ہی ہندؤن کے اعتقاد مین کسی زمانے مین سنبھ اور نسبھ دو راکھس
تھے اونھون نے اوس زمانے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما
تک فریاد گئے تو اوسنے کہا کہ مجھسے تو تمھاری رچھا نہین ہوتی تم مہامائی
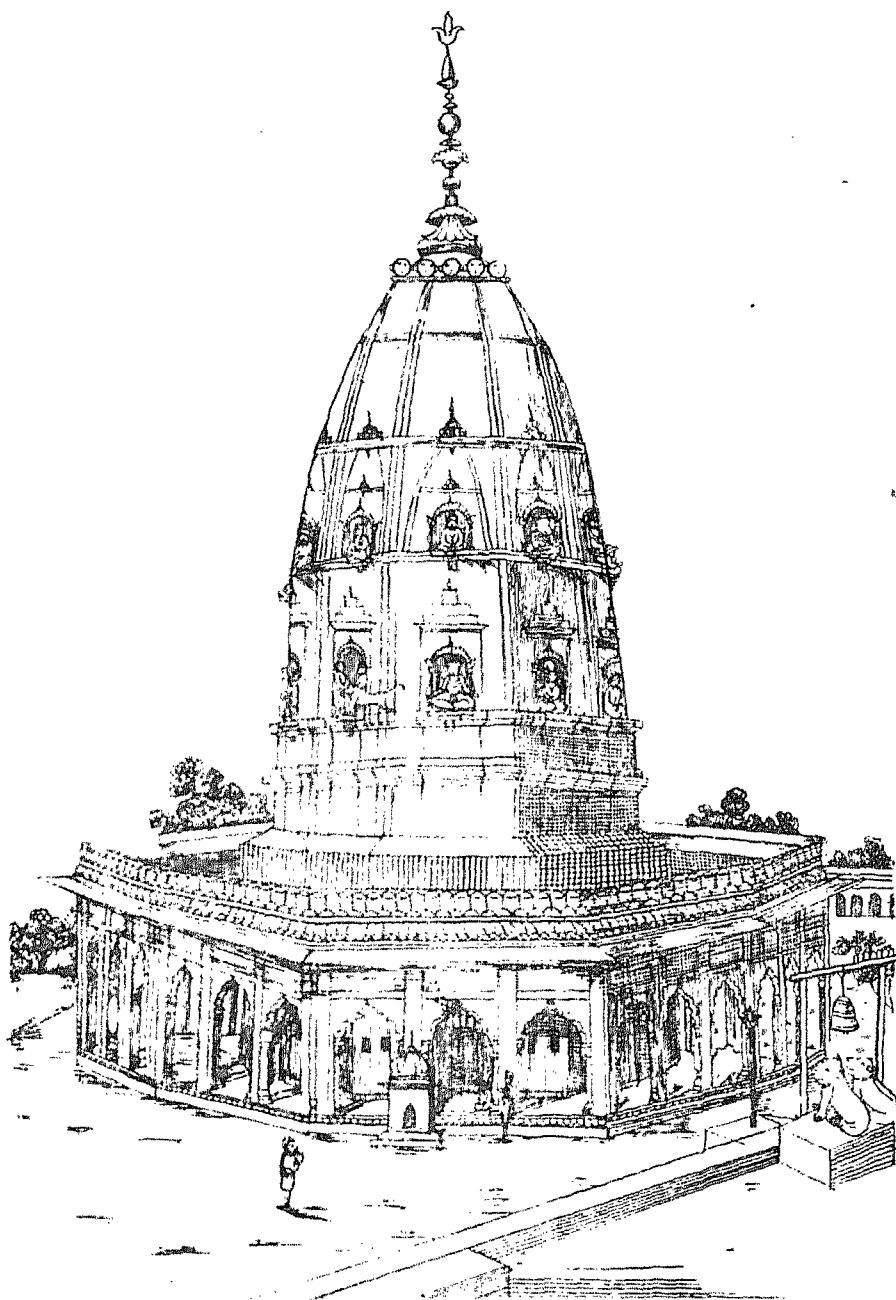
مارکنڈے پران

اکاس مندر کالکاڈیپ
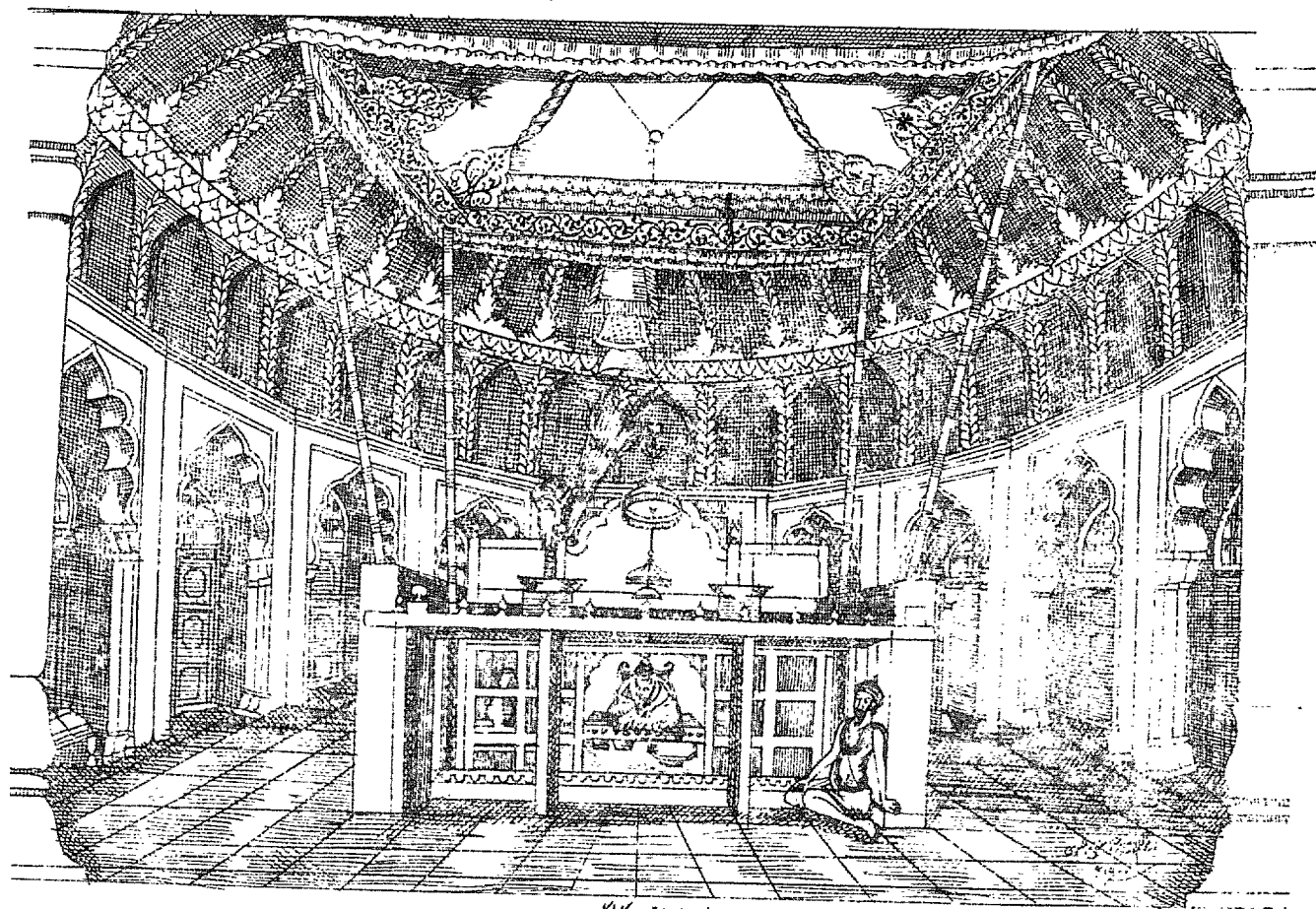
مورت مندر کالکا

یعنی پاربتی کا استوت کروہ تمھاری سہایتا کریگی جب اون دیوتاؤن نے مہامائی کا استوت کیا تو مہامائی کے مُنھ مین سے ایک دیبی پیدا ہوئی کوشکی اوسکا نام تھا اوس دیبی نے دونون راکھسون کے ایک سردار کو جسکا نام رکت بیج تھا مارا اوسکے لہو کی بوندون سے بے انتہا راکھس پیدا ہوگئے تب کوشکی دیبی کی بھون مین سے کالی دیبی پیدا ہوئی اوسکا ایک ھونٹ پربت پر تھا اور دوسرا آکاس مین جسکو کوشکی مارتی تھی کالی اوسکا لہو زمین پر گرنے نہین دیتی تھی دواپر جگ کے اخیر مین جسکو آجتک چار ہزار نوسو ترپن برس ہوئے کالی دیبی نے اس پہاڑ پر اپنا استھان کیا جب سے یہان پرستش ہوتی ہو مگر یہ مندر سمت ۱۸۲۱ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۷۸ ہجری موافق سنہ ۱۷۶۴ عیسوی کے بنا ہی پہلے پہل اس مقام پر لداؤ کی بارہ دری تھی اور مورت کے گرد جو بن گرڈھا پتھر ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا کٹھرا بنا اوسکے بائین طرف دیبی کا نام اور سمت کندہ ہین سنہ ۱۲۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۶ عیسوی کے راجہ کدار ناتھ نے جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے عہد مین نظارت کے پیشکار تھے اوس لداؤ پر یہ برج لنبا بنایا اور چھتیس ۳۶ در کی غلام گردش اوسکے گرد بنوادی اب اس مقام پر بہت مکانات مہاجنون نے میلے مین اوترنے کے لیے بنائے ہین چیت کی اَستمین اور اسوج کی استمین کو اس مقام پر چھمائی کا بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہی اس مندر کے وردا گرد کے

آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہی اور شیرون پر بڑا
گھنٹا لٹکتا ہی جاتری اوس گھنٹے کو ہلاتے ہین اور دیبی مائی کی جئے کہکر چلاتے
ہین ہندؤن کو اعتقاد ہی کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہوکر دیبی جی یہان آئی
ہین اس سبب سے شیرون کی مورت دروازے کے آگے بنائی ہی اس
مندر کے پوجاری دونون وقت پوجا کرتے ہین اور گیارہ بجے دن کے
دیبی جی کو بھوگ لگاتے ہین اس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹہ کنارے لگے ہوئے
پہنائے ہین اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہی رات کو پلنگڑی سجا کر دیبی جی کے
کٹھرے مین رکھدیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دیبی جی رات کو اسپر
سکھ فرماتی ہین کٹھرے کے اوپر دن رات بارہ مہینے گھی کا چراغ جلتا رکھتے
ہین اور دیبی جی کی جوت اوسکو کہتے ہین اور چراغ کا بجھنا بہت برا
جانتے ہین جاتریون کی جب مراد آتی ہی تو دیبی جی پر چھپتر اور
شامیانے چڑھاتے ہین ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۱۱۹۳ سنہ
ہجری مطابق ۱۷۷۹ء عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد مین
تو لال کنور کی قبر ہی اور بڑے گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہی یہ دونون
گنبد مع دالانون کے نرے سنگ سرخ کے ہین خواہ اس سبب سے اور خواہ

نقشہ لال بنگلہ
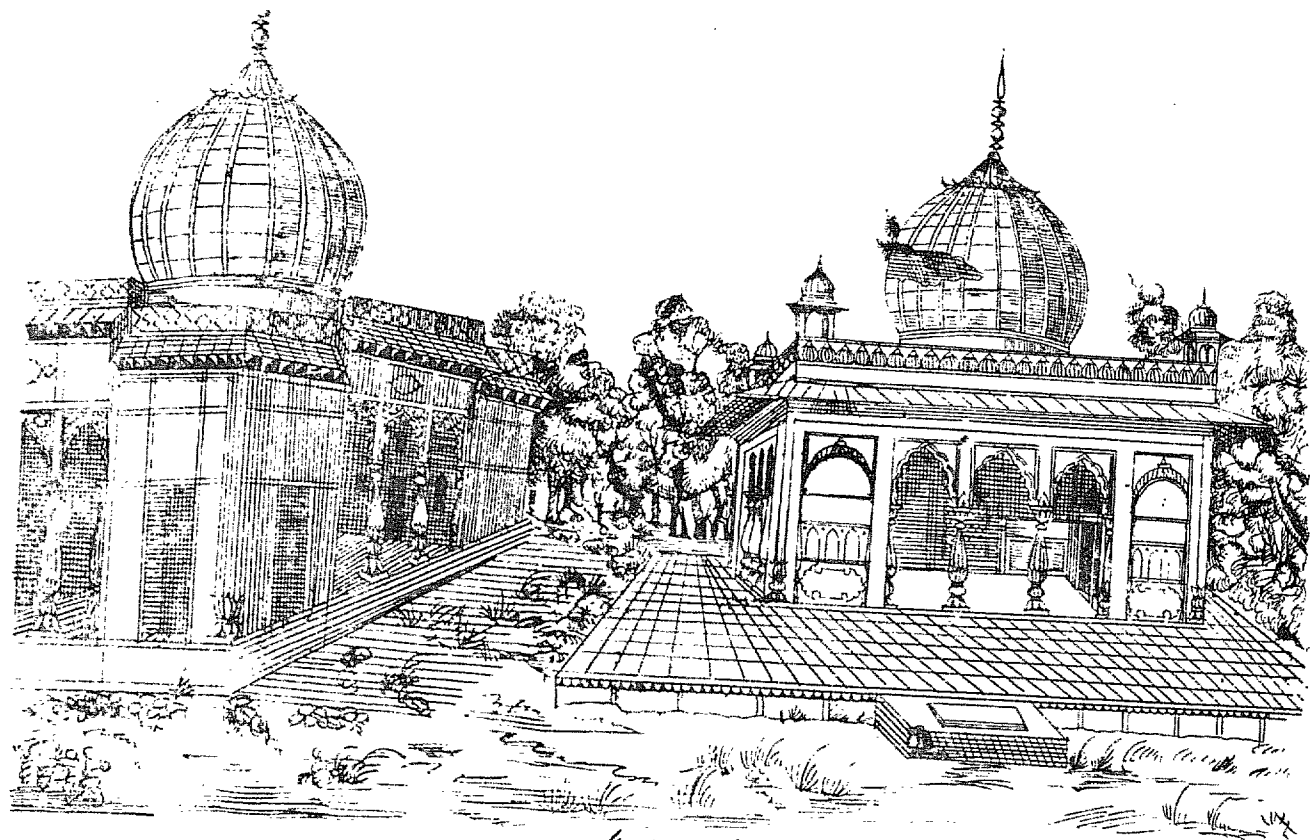
لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہی
اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ ہو گئی ہین اسکے صحن مین
ایک مجبر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مجبر میرزا ابلاقی کا حال مین بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نے بنایا ہی۔

مقبرۂ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ
ہی جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سالے تھے جبکہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۰ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ نفیس
نہین ہی چونے پتھر سے بنا ہوا ہی مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہی۔

جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دھرم پورے کے محلے مین لالہ ہرسکھ رائے اور لالہ موہن لعل
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہی سمت ۱۸۵۷ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۸۰۰ عیسوی موافق
سنہ ۱۲۱۵ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے مین بنکر تیار ہوا
سراوگیون کی پہلی پوجا اس مندر مین متی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۴ مطابق
سنہ ۱۸۰۷ عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اسکے اندر
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہی کلس بالکل سنہری ہین پانچ لاکھ روپے اس مندر
کی تیاری مین خرچ ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپے کی

تیاری کی صرف ایک بیدی ہی ہی

گرجا گھر

کشمیری دروازے کے پاس شہر شاہجہان کے اندر یہ گرجا گھر ہی اس مسیحی مسجد کو کرنیل جمس سکنر صاحب بہادر نے بنایا ہی تعمیر اسکی ۱۸۲۶ عیسوی مطابق ۱۲۴۲ ہجری مین شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے مین نوّے ہزار روپیہ ۹۰۰۰۰ خرچ ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجاے فرش کے لگا ہوا ہی وہ اس لاگت سے علیحدہ ہی اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی حقیقت مین یہ بات ہی کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہی بہت خوبصورت اور نرا سُنہری ہی اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اسی گرجا کے صحن مین ولیم فریزر صاحب کی قبر ہی اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹھرا لگا ہوا ہی۔

جوگ مایا

بھاگوت

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مندر ہی بہت نامی ہندوٗن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ جب کنس راچھس نے بہت سر اوٹھایا تو برہما نے کرشن اوتار ہونے کی خبر دی اخیر دواپر جگ مین جسکو ہندی حساب سے چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے بسدیو کے یہان دیوکی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم لیا کنس کے ڈر کے مارے کرشن کو گوکل مین نند جا عرف جسودھا کے پاس

گرجا گھر
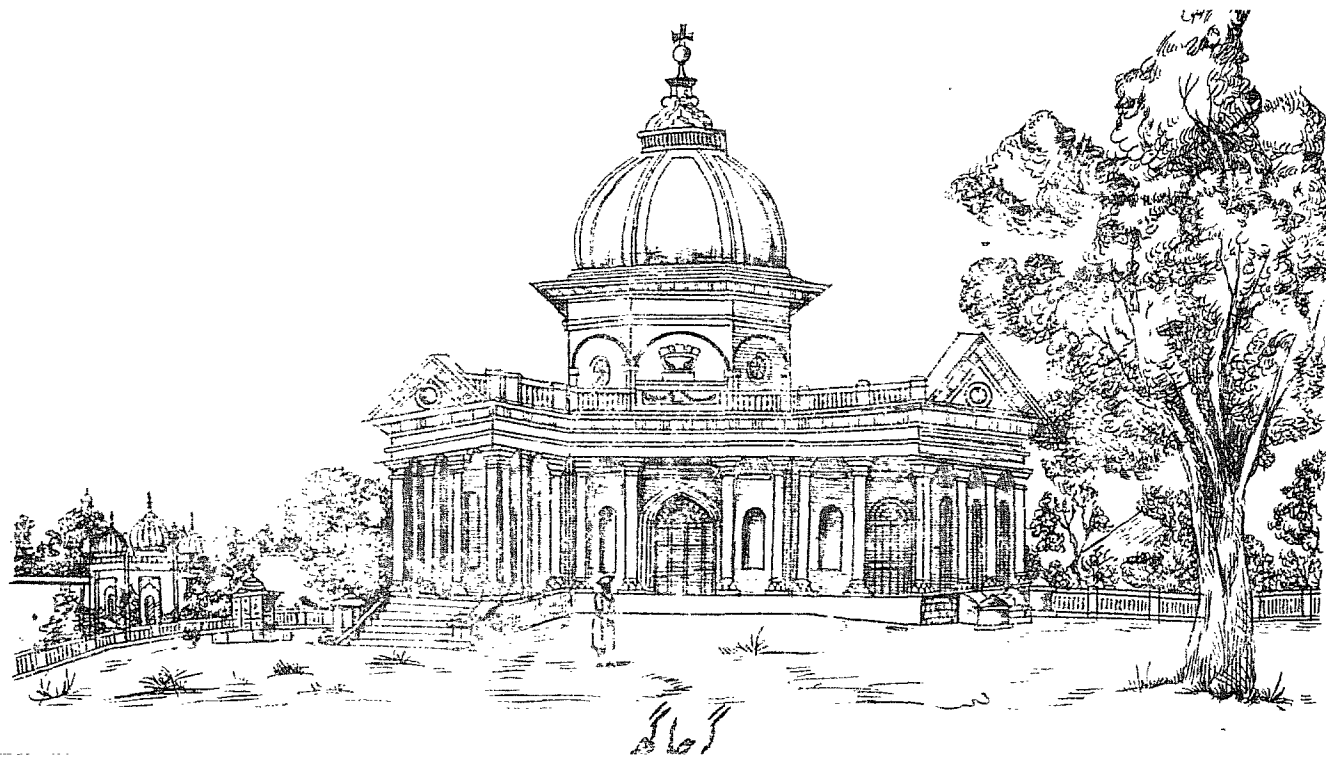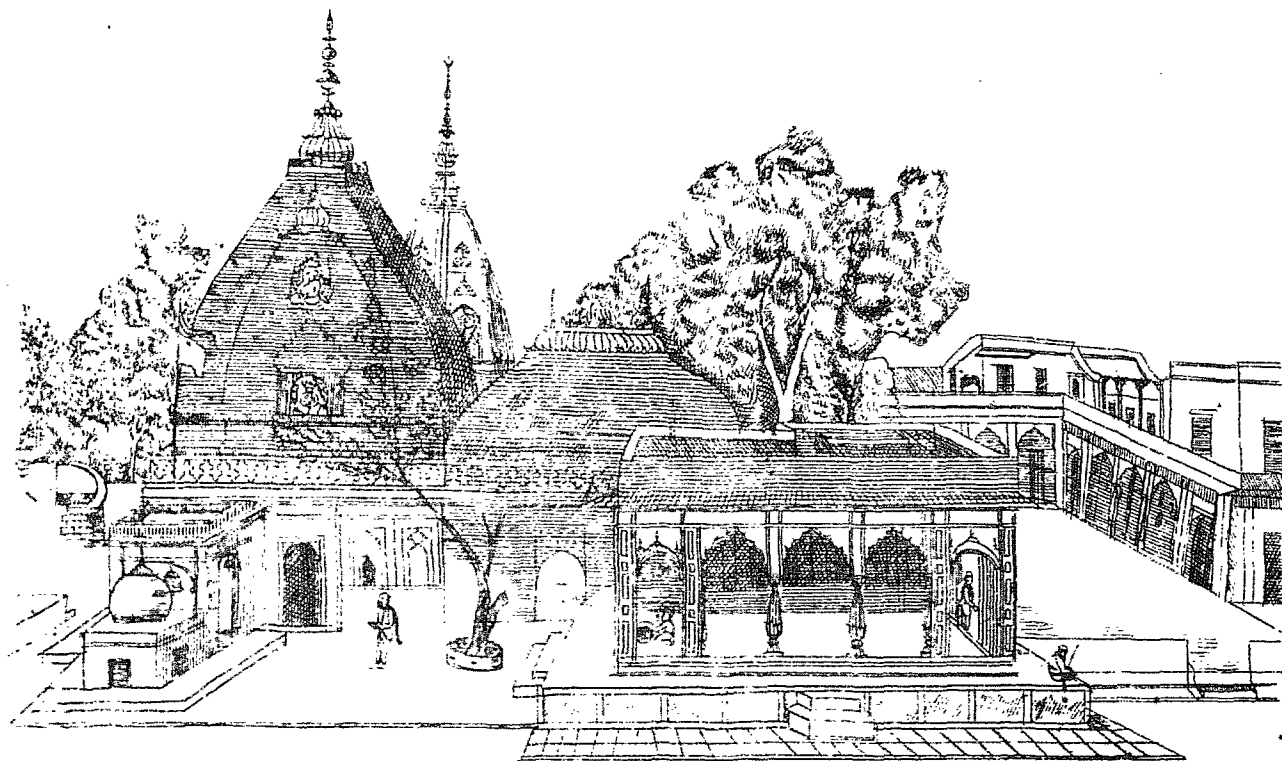
نقشۂ مندر جوگ مایا

ڈال آئے اور جسودھا کی بیٹی کو متھرا مین اوٹھا لائے کنس نے اوس بیٹی کو
اوٹھا کر زمین پر دے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہو کر اوڑ گئی اور یہ اوسکا استھان ہی
مگر یہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہی سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۷ عیسوی مین
راجہ سیڈھمل نے جو اکبر شاہ ثانی کے نوکر تھے اس مندر کو بنایا یہ مندر
چونے اینٹ پتھر سے بنا ہوا ہی زمین سے چوٹی تک اکتالیس فٹ اونچا
ہی اور کلس پر آئینہ لگایا ہی اس مندر مین بھی مورت نہین ہی بن گڑھا پتھر
ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھانولہ بنا ہوا ہی اوسی پتھر کو پوجتے ہین
ہر ہفتے یہان میلہ ہوتا ہی بنیئے اس مندر کو بہت مانتے ہین کیونکہ چڑھاوے
مین یہان جیو نہین چڑھتا۔

جینیون کا چھوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد مین ستھ کی گلی مین یہ مندر ہی اس مندر کو سارے شہر
کے سراوگیون نے ملکر بنایا ہی اور پنچایتی مندر کہلاتا ہی اس مندر کی تیاری
پوہ سدی دوج سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۸ عیسوی موافق سنہ ۱۲۴۴ ہجری کے
شروع ہوئی اور سات برس کے عرصے مین بن چکا متی منگسر بدی ودشی
سمت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۴ عیسوی کے سراوگیون کے مذہب کے موافق
اس مندر مین مہاراج براجوان ہوئے یہ مندر بھی چونے اینٹ کا بنا ہوا ہی
اور اندر اکثر جگہہ سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور کلس اس مندر کے بھی بالکل سنہرے ہین

اس مندر کی تیاری مین بھی کئی لاکھ روپے خرچ ہوئے ہین۔

کوٹھی جہان نما

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یارخان فرزند ارجمند یجان پیوند سلطانی سرطامس سیافلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافت شاہجہان آباد نے ۱۸۲۹ عیسوی مطابق ۱۲۴۴ ہجری بنانا شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہی

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش
بدیدہ بار نگرد نگاہ از دیوار

مجھر میرزا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہین محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب الہ آباد مین اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دفن کیا ۱۲۴۸ ہجری مطابق ۱۸۳۲ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی مان نے یہ مجھر بنایا یہ مجھر سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت باریک کام کیا ہوا ہی جالیان بھی بہت خوبصورت ہین اسکے دروازے مین بھی دو پٹ ایک ڈال کے سنگ مرمر کے چڑھے ہوئے ہین۔

ظفر محل یا جل محل

قلعۂ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکے بیچون بیچ مین
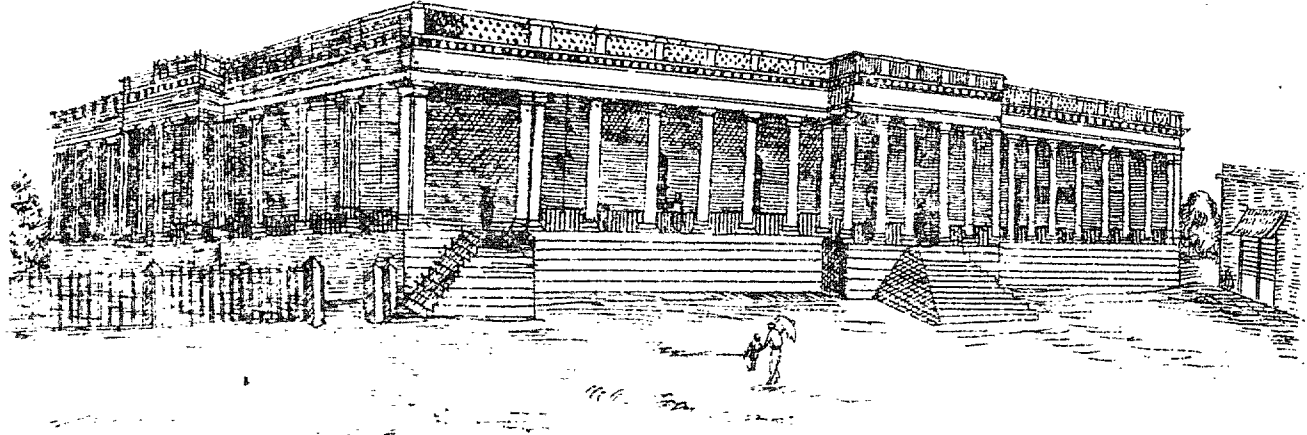
نقشۂ کوٹھی جناب صاحب کلاں بہادر

نقشۂ ظفر محل مع حوضِ مہتاب باغ

نقشہ ہیرا محل
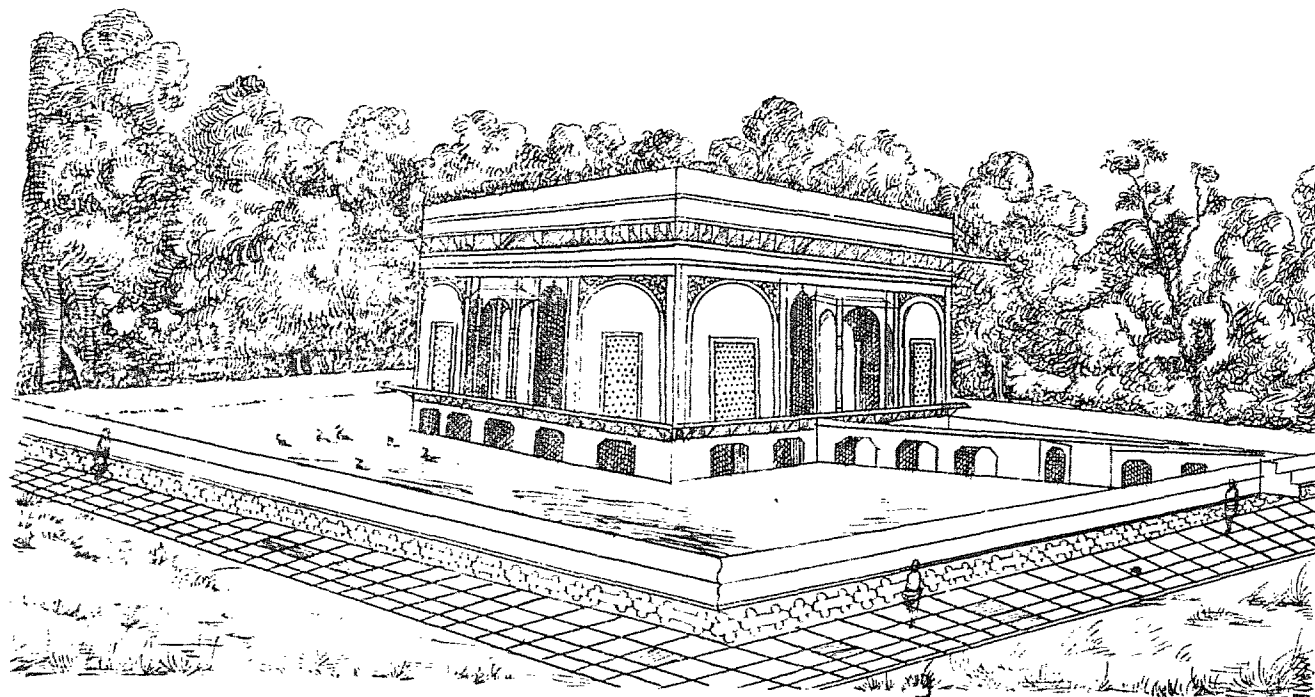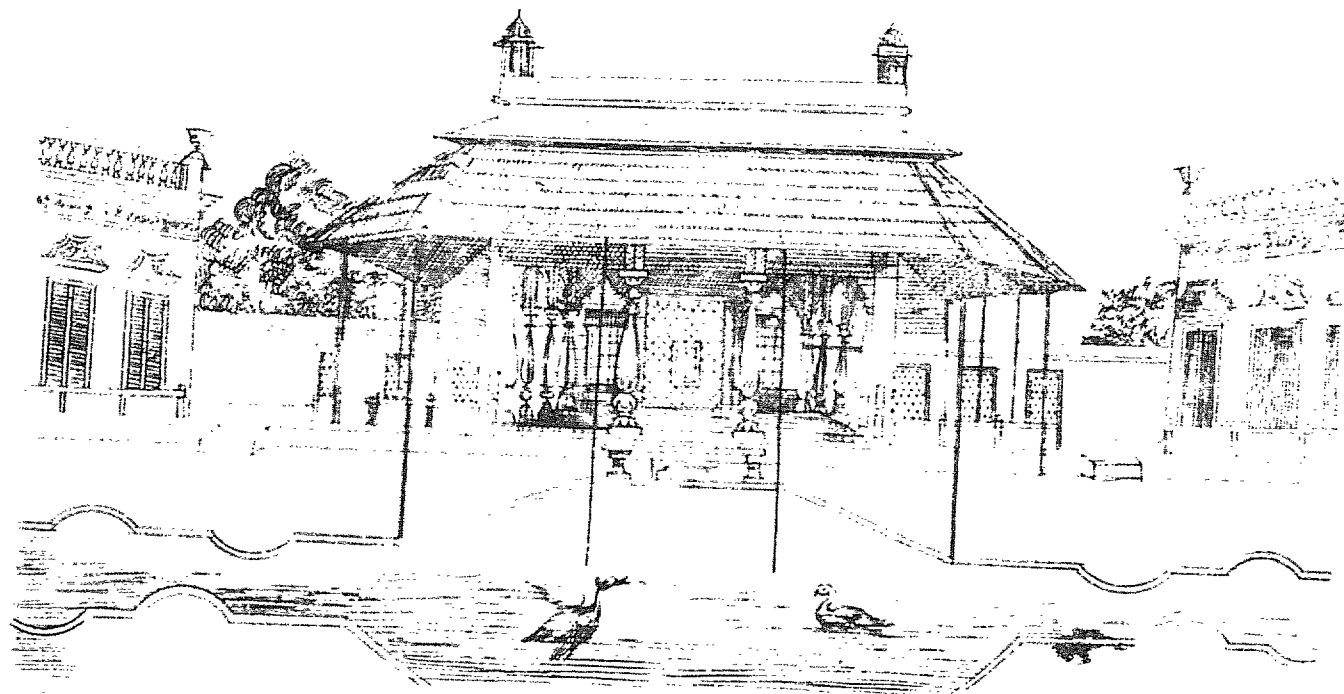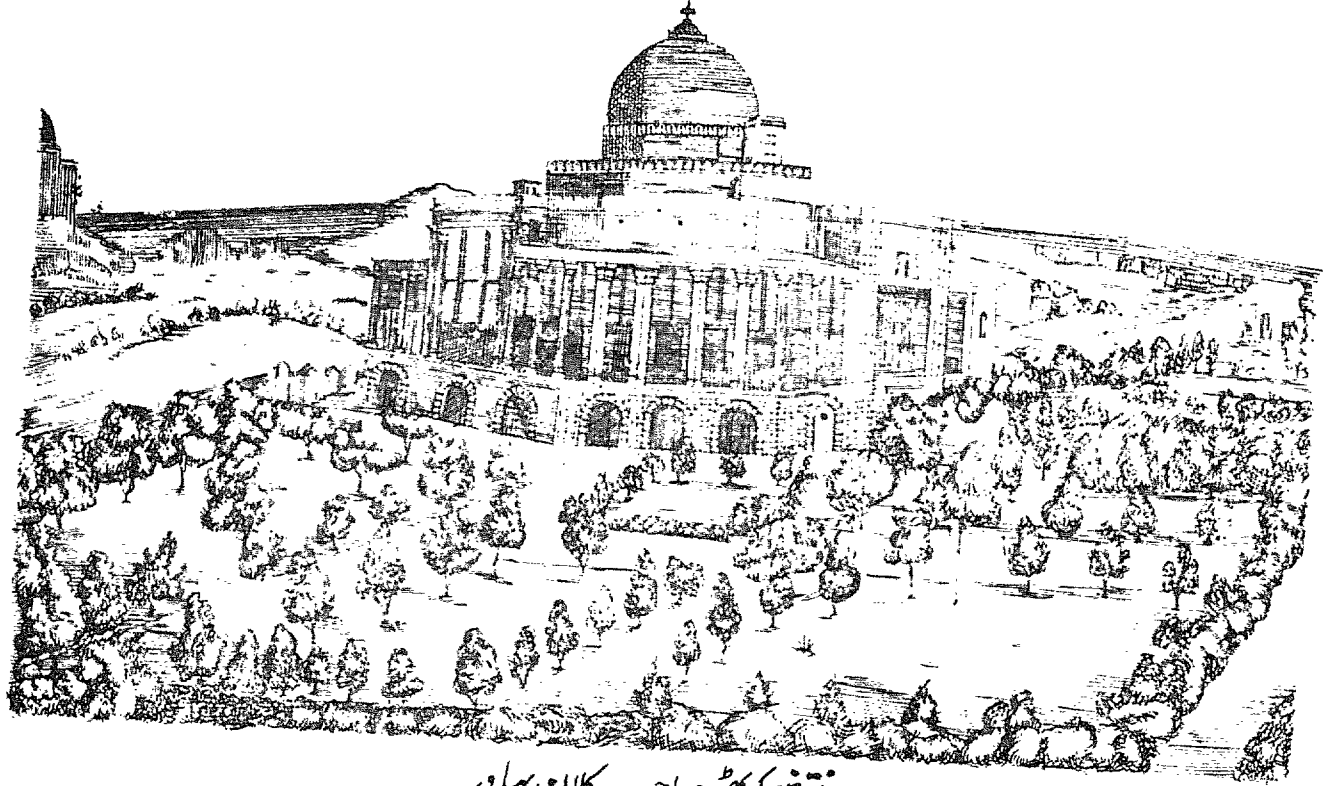
نقشۂ کوٹھی صاحب کلان بہادر

ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۲۵۸
ہجری موافق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی ایک مکان بنایا ہی نزا سنگ سرخ کا او ظفر محل اوسکے
بننے کی تاریخ ہی اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہی بطور کمرے کے اور چارو طرف
غلام گردش ہی اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون مین شہ نشین ہین
جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہی اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا
ہی الا حوض کی وہ کیفیت نہین رہی۔

ہیرا محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر سنہ ۱۲۵۸ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی کے ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے
ایک بارہ دری نزی سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام رکھا
ہی اس محل کے آگے جو قدیمی نہر ما بیچ کی ہین اوسمین چوبیس فوارے
چاندی کے تھے وہ تو اب نہین رہے مگر نہر رہ گئی ہی یہ محل بھی اس زمانے
کے لائق بہت اچھا بنا ہی۔

کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح مین یہ ایک سیر گاہ اور مکان دلکشا ہی صاحب والا مناقب
عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی منظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان
سر طامس سیافلس مٹکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر

شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی
کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہی اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہی

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ
محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی کے
یہ باؤلی بنانی شروع کی اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی سے یہ باؤلی
بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہی ترے چونے اور سنگ خارا
سے بنی ہوئی ہی قریب چودہ ہزار روپے ۱۴۰۰۰ کے سوا قیمت پتھر کے
اس باؤلی کے بننے مین خرچ ہوئے ہین —

آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک ندی ہی اوسپر سرکار انگریزی نے
سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہی یہ پل نہایت عجیب
ہی لوہے کی کمانیون پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہین اور اوپر
رستہ بنایا ہی ایسی ترکیب ان کمانیون کی رکھی ہی کہ جب کوئی وزنی چیز
آتی ہی تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہی ہر چیز کے چلنے سے
یہ پل لچکتا ہی اور کمانیان بوجھ بٹا لیتی ہین اس نواح مین اس قسم کا

نقشہ لال ڈگی
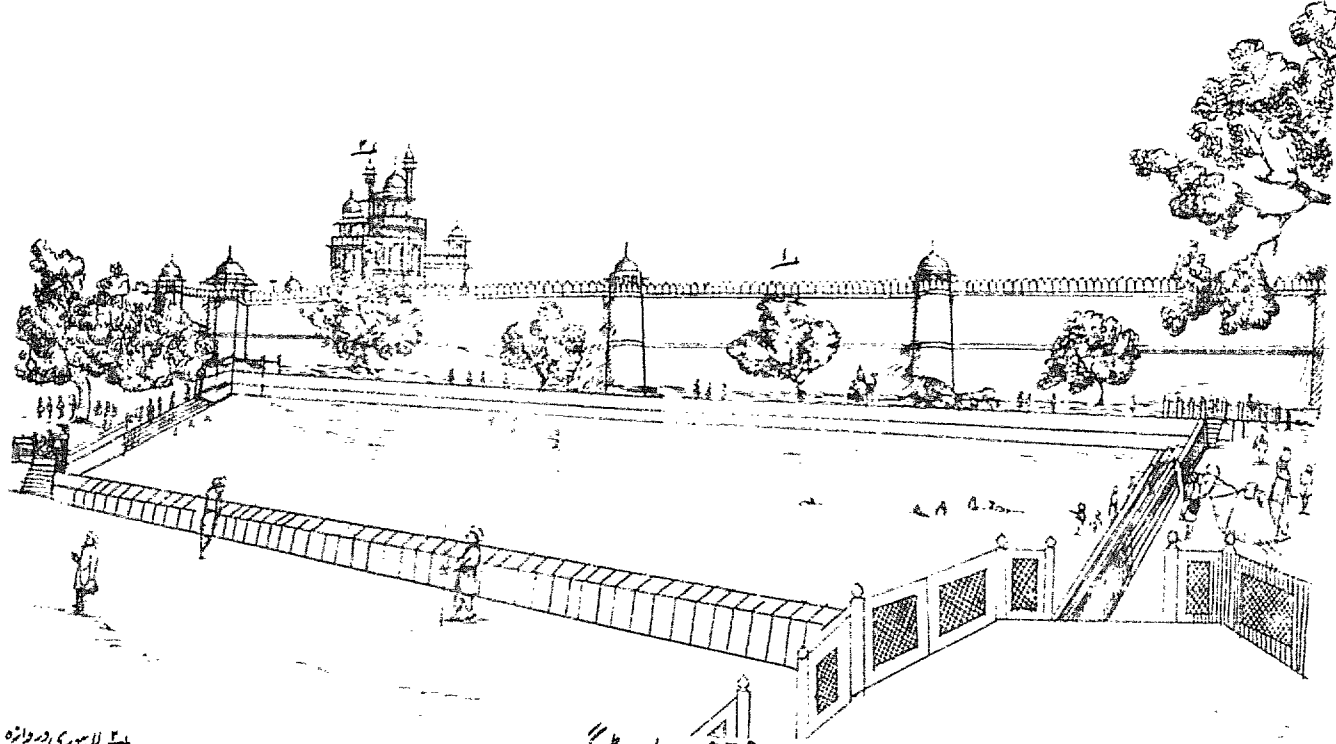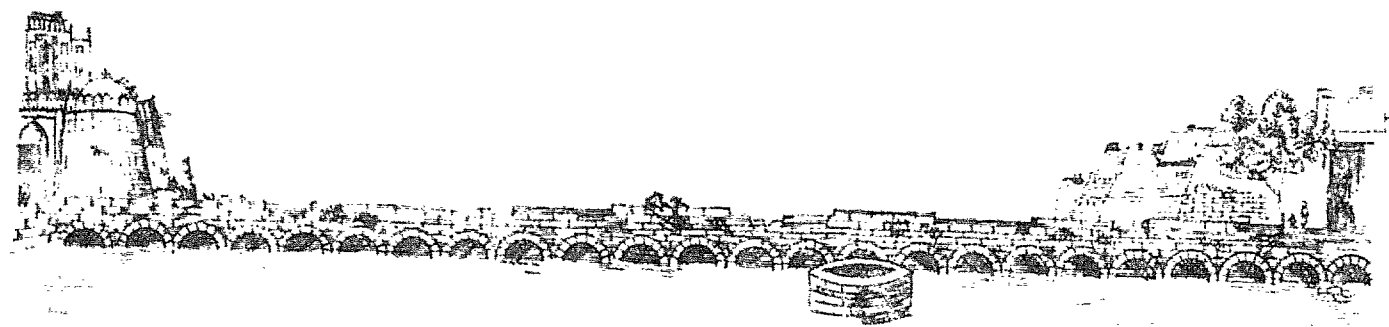
پُل عجائب روزگار سے ہی۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بموجب حکم لارڈ الن برا بہادر کے ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ حوض تیار ہوا ہی اس حوض کو سر سے پانون تک سنگ سرخ کا بنایا ہی اور چارون کونون پر چار برج کٹہرے دار بہت خوشنمائی سے بنائے ہین دونون طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہی طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہی اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہو گئے ہین اس سبب سے لوگون کو بہت آسایش ہی۔

پُل جدید نکمبود

نکمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گڈھ کے برابر ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پُل بنایا ہی اگرچہ یہ پُل چونے اور اینٹ کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہی اور ایسے خوش قطع اور بڑے بڑے در لائے ہین کہ دیکھکر آدمی ششدر رہجاتا ہی اسکے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہوگئی ہی اور نکمبود کے گھاٹ اس پُل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین برسات کے دنون مین صدہا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی۔

خاتمہ

اردو زبان کے بیان مین

(۱) ہندؤن کے راج مین تو یہان ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے مین آتی تھی سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے جب مسلمانون کی سلطنت نے یہان قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہوگیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی سنہ ۹۰۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۹۹ عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکندر لودھی کے عہد مین سب سے پہلے ہندؤن مین سے کائستون نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین داخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قومون نے بھی شروع کرلیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندؤن مین بھی رواج ہوگیا۔

(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا مین کچھ تغیر و تبدل نہین ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا مین کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہون ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیح سے تیرھوین صدی مین فارسی زبان مین بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکریان اور نسبتین ایسی زبان مین کہین تھین جسمین اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا مین جب ہی

نقشہ مسجد یحییٰ کٹرہ
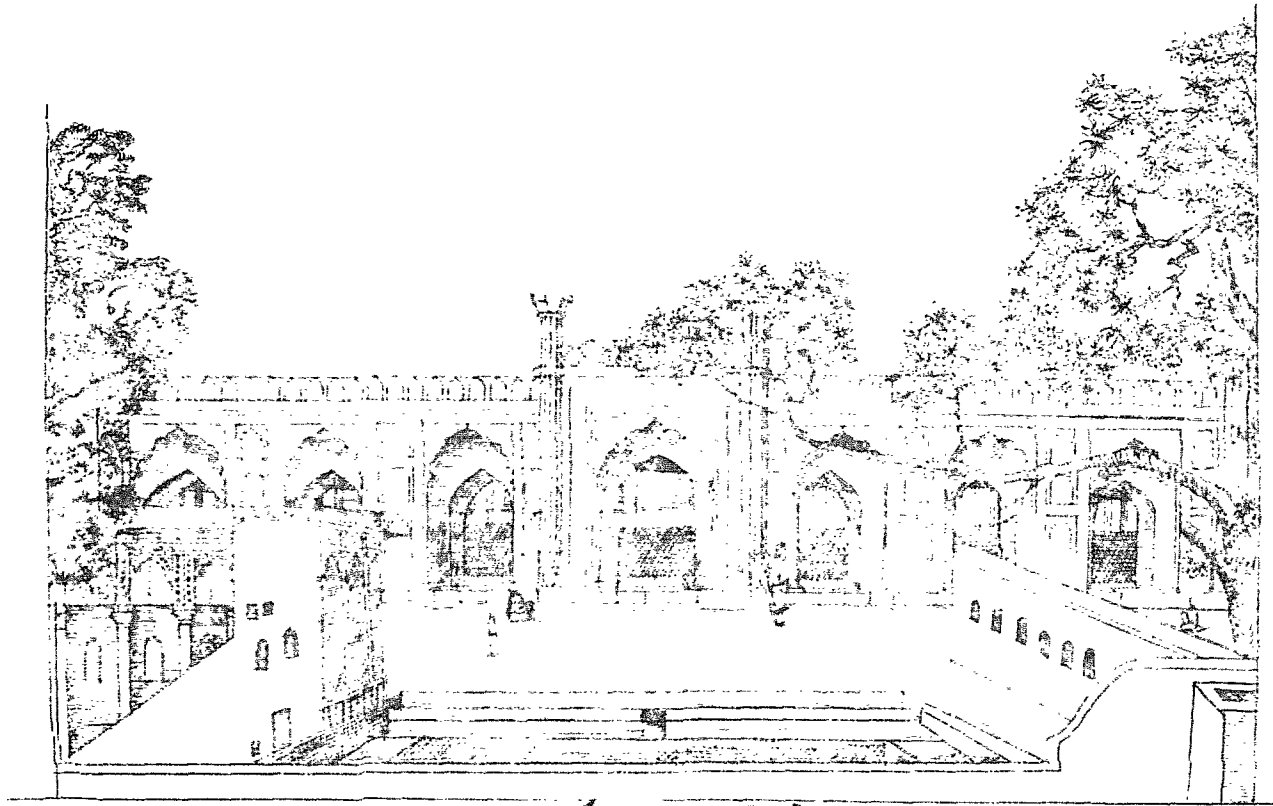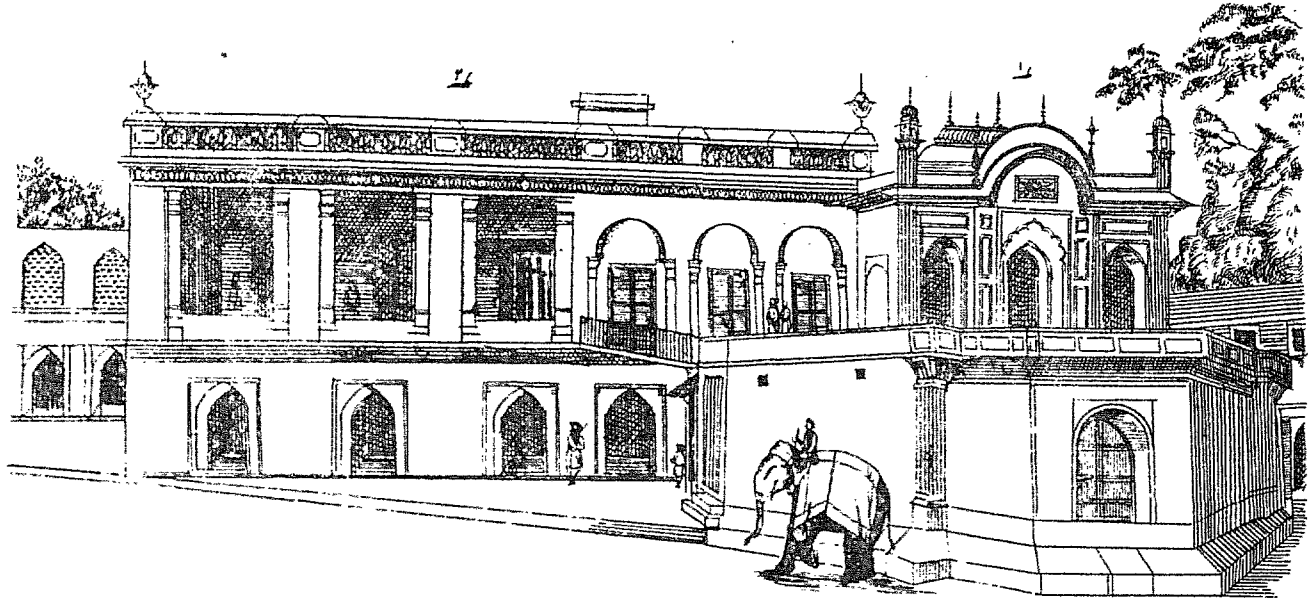
سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نتھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۵۸ ہجری مطابق ۱۶۴۸ عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد کیا اور ہر ملک کے لوگون کا مجمع ہوا اوس زمانے مین فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظون اور اکثر بھاشا کی لفظون مین بسبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہو گئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور اردو معلی مین ان دونون زبانون کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا محذوف ہو کر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی یہان تک کہ تخمیناً ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہی کہ سب سے پہلے اس زبان مین ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ اوسکے شعرون مین اور شاعرون کی زبان پر طنز نکلتی ہی مگر اوس زمانے کے شعر بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دن بدن اِسکو ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہونچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہی اور اوسکے شعرون مین ایسے اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہین کہ آجتک سب اوسکی تعریف کرتے ہین

سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہی اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہی مگر میر کی زبان کو اوسکی زبان نہین پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والون مین میر امن جسنے باغ بہار لکھا سب پر فوق لے گیا حقیقت مین نظم لکھنے مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکھنے مین ویسا ہی کمال میر امن کو ہی۔

(۵) عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہی اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک بہت عمدہ دستاویز ہی۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے پر یون ہی آن پڑا ہی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔

(۷) ہندی بھاشا مین دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی وقعہ اردو زبان مین اسیطرح پر بھی شعر کہا جاتا ہی اور اوسکو ریختی بولتے ہین غالب ہی کہ تخمیناً سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۵ عیسوی کے انشاء اللہ خان نے اسکو رواج دیا۔

(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہین وہ سب اردو شعرون مین مروج ہین الا مکری اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتین جو مشہور ہین فقرے ہوتے ہین کہ اون مین دو یا تین یا زائد چیزین جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہین معلوم ہوتی ہی بیان کیجاتین ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب مین پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی مین کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ وہ چیز کیا ہی بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہی کہ اوسمین اوس چیز کا نام بھی آجائے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہین پھر اوسپر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکری مین عورت کی زبان سے ذو معنی بات بیان کی جاتی ہی کہ جنمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسری سے اور کچھ قائل اوسکا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیان

بالا تھا تو سبکو بھایا — بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا — دیا یعنی چراغ

مین سے دیا اسکا ناؤن — بوجھے تو بوجھ نہین چھوڑدے گاؤن

فارسی بولی آئی نا — ترکی بولی پائی نا — آئینہ
ہندی کہتے عارسی آوے — مُنہ دیکھون جولے بتاوے

مُکری

آپ ہلے اور موکو ہلاوے — واکا ہلنا موکو بھاوے — پنکھا
ہل ہل کے بھیا نسنکھا — ای سکھی ساجن نا سکھی پنکھا

نسبتین

گوشت کیون نہ کھایا — ڈوم کیون نہ گایا — گلا نہ تھا
انار رکھا یا کیون نہین — وزیر رکھا کیون نہین — دانا نہ تھا
سموسہ کیون نہ کھایا — جوتہ کیون نہ پہنا — تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم ای صنم اچھا — لو مین بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے — میر صاحب بھی کیا دیوانے ہین
میر اوس نیم باز آنکھون مین — ساری مستی شراب کیسی ہی
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے — اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئے

تمت بالخیر

(۱) تتمہ - ضمیمہ (۱)

کتبہ لوہے کی لاٹھ کا

[illegible]

ترجمہ
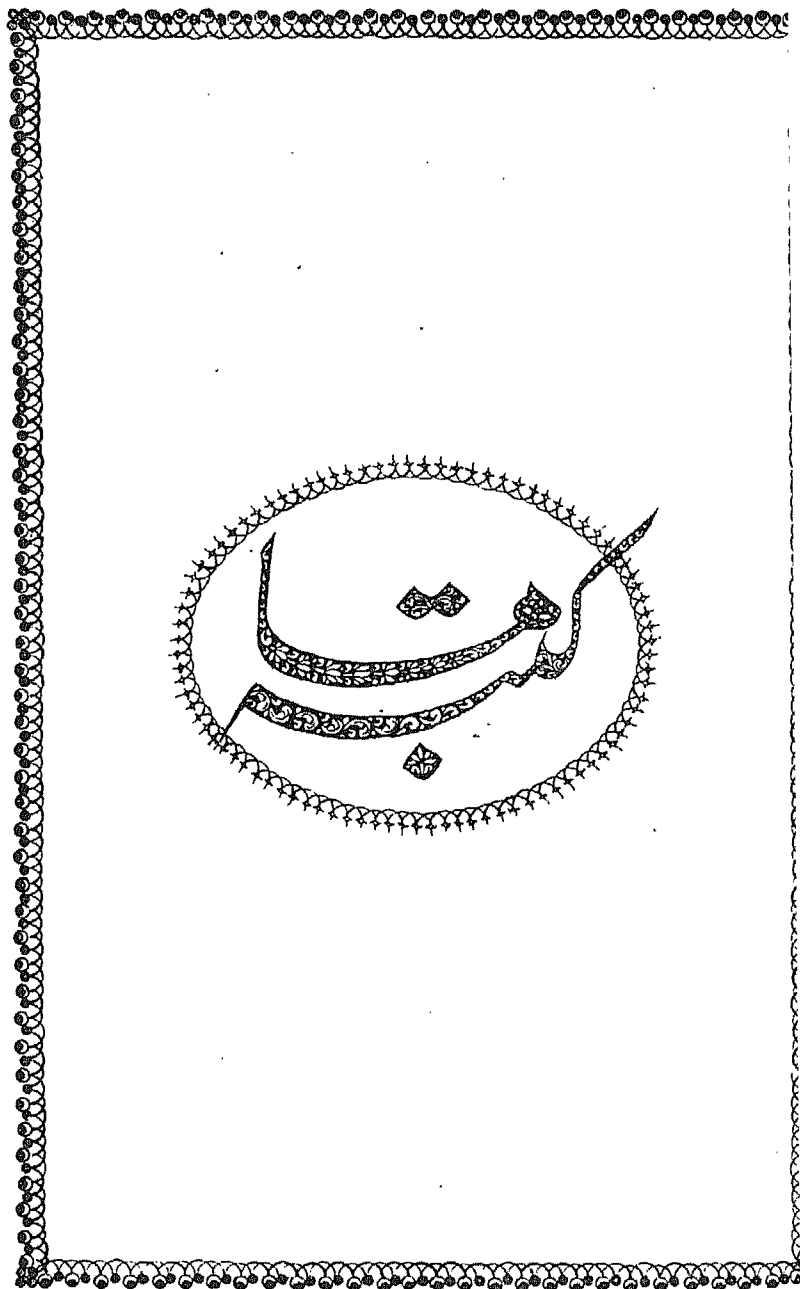
اُس شخص نے کہ جسنے یہ خبر سنی کہ میرے دشمن اچھی سپاہ اور رفیقون کے ساتھ
مجھسے لڑائی اور مورچہ بندی کی تیاری کرتے ہین ایک آلہ شہرت کا کھدوایا
جسطرح کہ اُسکی تلوار کے زخم اعضاے دشمنون پر جو شخص کہ مالک سات سلطنت
کا تھا اُسنے دریاے سندھ سے عبور کرکر سندھیون قوم وہلی کاز کو دبالیا اُسکی

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتین جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھین اس زمانے مین بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہین۔

جسطرح کہ شیر ایک شکار چھوڑکر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اُسنے اس دنیا کو چھوڑکر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مرگیا مگر اُسکی نام آوری ابتک ہی زمین پر بسبب اُسکے پہلے کامون کی شہرت سے کے اگرچہ وہ اب مرگیا ہی لیکن اُسکے ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنون کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم مین باقی ہی۔

اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت کی اور اُسنے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتین اکٹھی کی تھین اور اُسکے چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جسنے اپنا سر جھکایا پاؤن وشنون مین اور لگایا اپنا دل اُسی وشنون پر تھا یہ اونچا ہتیار یعنے لاٹھ وشنون کے نام پر جو قابل پرستش کے ہی بنایا ہوا دھاوا کا۔

جانب جنوب

جانب شرق

مرور

ख्यातसपत्ति चा ह मा न तिल कः शा क रू ती रूप तिः श्री
मद्दि म्न्द मा ड ए ए ष विड यी मं ता न ला मा नः।
आभ्मा ञि क न दें ह्य क र् मि द्दि म व द्दि ध्यां त ता ल ङ वः
शि ष ह्वी क म ग़ा त्य मा ह्नु र व ता भु हा ग ह्न थ्यं म नः॥

اے بلبیل راج دیواپکی چلنے کے سامان ہین دشمنون کی عورتون کی آنکھہ مین پانی ہوتا ہی اور
دشمنون کے دانتونمین کہانس ہوتی ہی اور بڑی سی بڑی شاعری آپکی تعریف کرنیوالی ہوتی ہی اور رستہ
ایسا ہوتا ہی کہ جس سے گنہگار لوگ بھی بہشت کو چڑھہ جاتے ہین اور دشمنون کے دل خالی ہوتے ہین۔
اے بلدیو دشمنونکی عورتون کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہہ کی ما جاتی ہین اُنمین آپکا رہنا ہوا اور تمہارے دلمین اُنکا
رہنا ٹھیک نہین اور دشمنون کے دلونمین تمہاری دہشت ہوا اور آپ کو تو دشمنون کی دہشت ہی نہین
کسواسطے کہ پرشوتم کہ جسنے سمندر کو متھہ کر لچھمین نکالی اُسکی گود مین آپ کیا نہین سوئے ہو۔
ساکھمبری کا راجہ دیوتا دنیا مین سب سے اونچا ہی کیسا کہ جسنے بندھیاچل سے ہمادری تلک تیرتھ جاترا
کرنے مین فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرنیوالون کو مارنے والا اور نیچی گردن والون سے خوشی
اور جسنے بے دھرمون کو مار کر آریاورت کو با معنی کر دیا۔
یہ ساکھمبری راجہ سریان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہی کہ اب ہمنے ہماچل اور بندہ کے بیچ
کی زمین خراج دینے والی کر لی اور باقی کی اپنا کرنے مین تمہارا دل ارادے سے مست ہو
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہین اُنکا سردار ہی۔

شبیہ (۴)

شبیہ (۵)

کتبہ نمبر ۹ یعنی لاٹھ درجہ اول

سطر دوم دریچۂ اول

کتبۂ دروازۂ اول

سطر چہارم درجہ اول

سطر پنجم درجہ اول

سطر ششم در جداول

کتبہ نمبر ۱۰

کتبہ نمبر ۱۱ بالادروازۂ درجۂ دوم

کتبہ نمبر ۱۲

سطر دوم درجه دوم

بالای دروازه درجه سوم
بر پهلوی درجه سوم
سطر درجه سوم

۱۳ نمبر درجۂ پنجم لاٹھ

۱۴نمبر کتبہ دروازۂ اول لاٹھ

سطر متعلقہ ۱۵نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب غرب

سطر ثانی متعلقہ ۱۵نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب غرب

۱۵ نمبر کتبۂ دروازہ علائے جانب غرب

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے

۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب
دروازہ علائے

سطر متعلقۂ ۷۱ نمبر کتبہ دروازہ علائی جانب شرق
سطر متعلقۂ ۸۱ نمبر دروازہ علائی جانب شرق

۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائی جانب شرق

سطر متعلقہ ۱۵ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی
سطر متعلقہ ۱۵ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی
سطر متعلقہ ۱۵ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

۱۴ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

در عہد اعلیحضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران الحسینی نعمت الٰہی

۱۹ نمبر کتبہ در دویم درگاہ حضرت نظام الدین
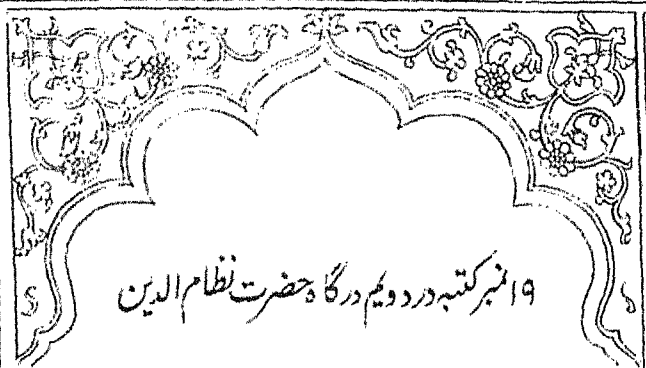
کہ حاکم شاہ جہان آباد بود این فی سنہ ۱۰۶۳ الو ربرد در روضۂ متبرکہ مرتب نمود

۱۹ نمبر کتبہ در چہارم درگاہ حضرت نظام الدین

۲۰ نمبر کتبہ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین*

* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲
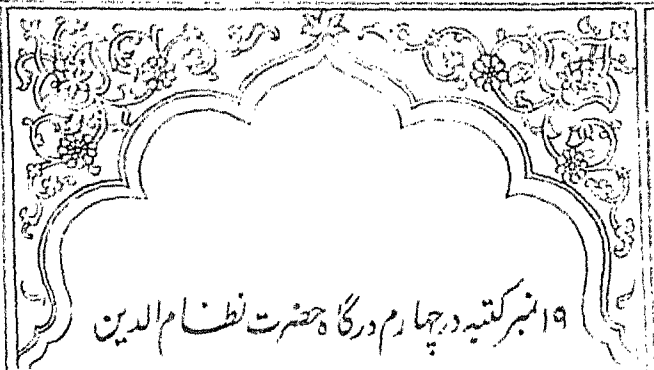
۲۳ نمبر کتبہ مقبرہ فیروز شاہ
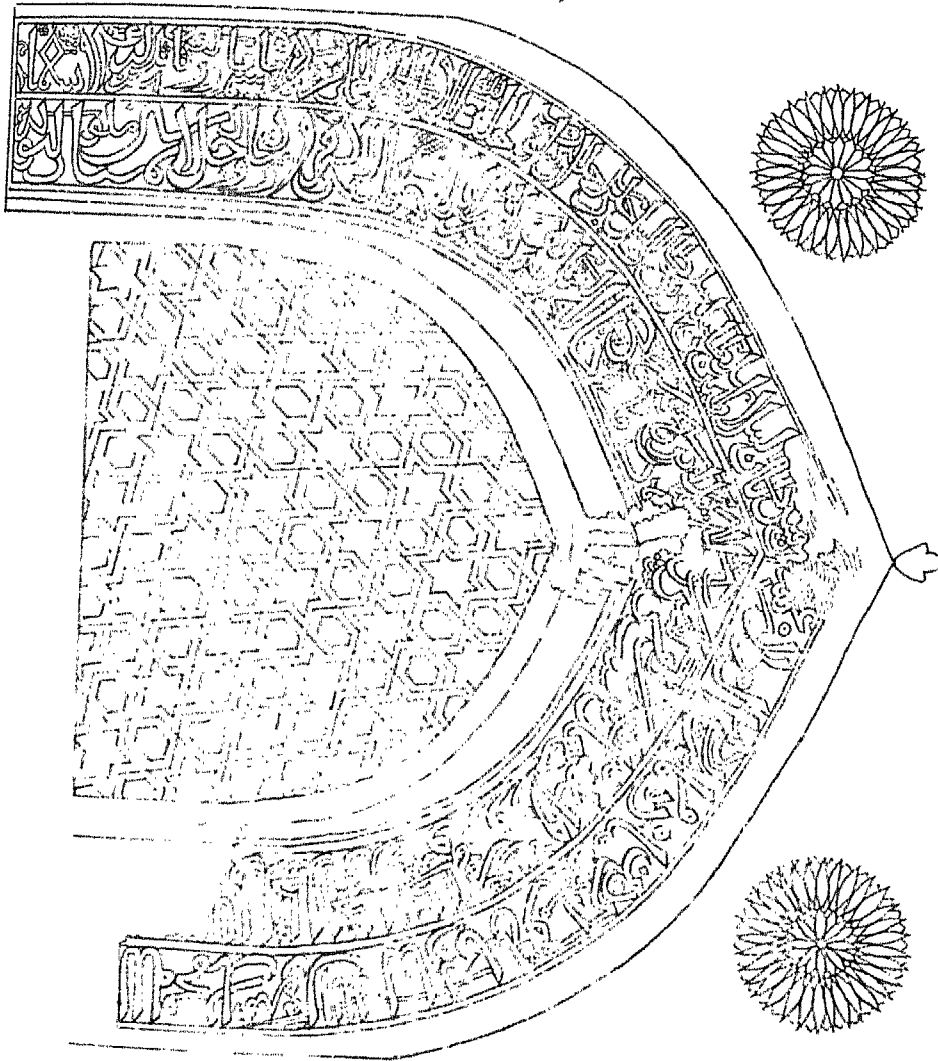
۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی
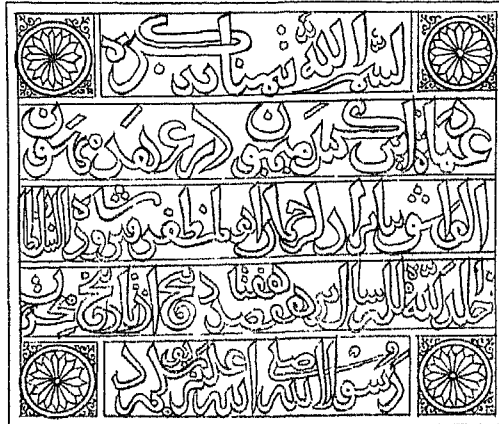
۲۴ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان
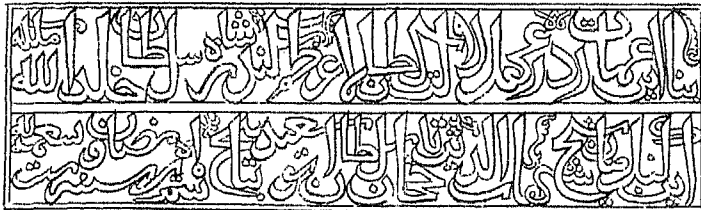
نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موٹھ
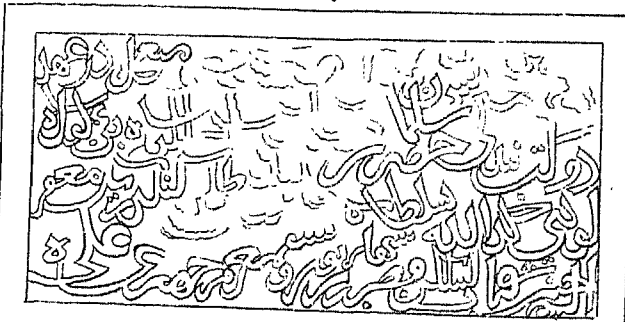
نمبر۶ کتبہ راجون کی ائین کا

نمبر۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال
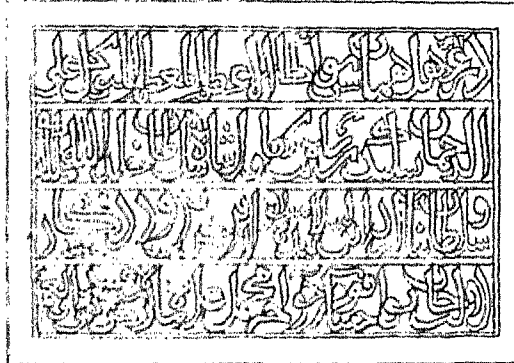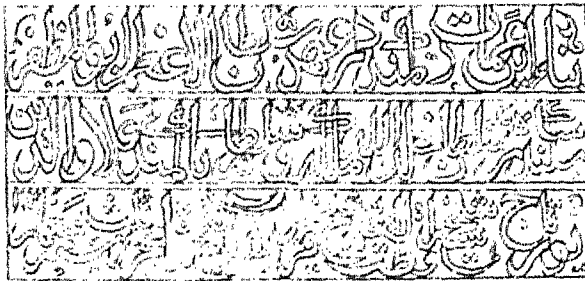
۲۸ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری
یا فتاح
وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نور الدین
جہانگیر بادشاہ غازی از دار الخلافہ
آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بر زبان الہام بیان گذرانیدند
اللہ اکبر
بدیہہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر
عجب پر فیض جائے کامرانیست
نشیمن گاہ جنت آشیانیست
سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری موافق سنہ ۱۰۲۸
۲۹ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری
یا ناصر
چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض رسان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ
این حسن مطلع را نیز نقش نمایند
اللہ اکبر
ہمایون شاہ ابن شاہ بابر
کہ اصل پاکش از صاحب قرانیست
سنہ ۱۶ جلوس مبارک
جہانگیری موافق سنہ ۱۰۳۰

نمبر ۳۰ کتبہ درگاہ امام ضامن

نمبر ۳۱ کتبہ دروازہ قطب صاحب

۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

۲۴ نمبر کتبہ باؤلی کہاری باؤلی

سنگ این کتبہ گم شد۔

نمبر ۳۰۸ کتبه درگاه امیر خسرو

نمبر ۹۳ کتبہ بارہ پلہ

۴۱ نمبر کتبہ پل سلیم گدہ
الله اکبر
بحکم بادشاہ ہفت کشور
جل جلاله
شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر
یا فتاح
یا ناصر
جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر
یا فیاض
کہ شمشیرش جہانرا کرد تسخیر
یا حی
چو این پل گشت در دہلی مرتب
جلوس
کہ وصفش را نشاید کرد تحریر
جہانگیری
باہتمام
پی تاریخ اتمامش خرد گفت
حسین حلبی
پل شاہنشہ دہلی جہانگیر
۴۰ نمبر کتبہ پل سلیم گدہ
الله اکبر
شد بحکم شاہ نورالدین جہانگیر عظیم
سال تاریخش مبارک ان صراط مستقیم
۱۰۳۱

فرد بودی قبهٔ گردون سپهر ثانیش   طاق پر طاق اگر جفتش نبودی کهکشان

فروغ شمسهٔ پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد
تمام آرایش نور افزای قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چون صخرهٔ مسجد اقصی مرقات

در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشاده پیشانی بشارت لسان
ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت آیاتش صلای والله یدعوا الی دار السلام مسامع
خاص و عام رسانیده منار سپهر مدارش ندای و تحیه للذین احسنوا الحسنی ازنه
رواق گنبد فیروزه فام گردن رابیده سقف رفیع با صفایش تماشاه روحانیان کرهٔ افلاک

در ششم

صحن وسیع دلگشایش سجده گاه پاک نژادان معمورهٔ خاک روح فضای فیض
انتما وطیب هوای روح افزایش از روضهٔ رضوان حکایت کرده و عذوبت ماء معین
حوض دلنشین نظافت آمایش از چشمهٔ سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم
شهر شوال سال هزار و شصت و هجری موافق سال چهار از دور سیوم جلوس میمنت
مانوس بساعت خجسته

در هفتم

و طالع شایسته سرمایهٔ ابتنا و پیرایهٔ تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی
کارپردازان کاردان کارگزار و فرط اعتنا و اهتمام کارفرمایان صنا اقتدار و بذل جد

وجهد استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیشه کاران چابک دست صناع هنرور و انفاق
مبلغ ده لک روپیه صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

در هشتم

بفر قدوم اقدس پادشاه ظل الله صاحبقران ثانی بنیت خدا آگاه زیب و زینت گرفت و باقامت نماز عید
و ادای وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوایف انام گردید
و مبانی اسلام و ایمان را استحکام فرمود سیاحان ربع مسکون و مسالک
نوردان کوه و هامون را از راستهٔ عمارتی باین رفعت و حصانت در آیینهٔ بصر

در نهم

مرات خیال مرتسم نگشته و حقایق نگاران وقایع دهر و فکرت پردازان نظم و نثر را
که سوانح نگاران بدایع ارباب ملک و دولت و صنایع شناسان اصحاب مکنت و قدرتند
از لخت بنائی باین شکوه و عظمت ترجمان فهم و قلم زبان نگذشته فرازنده کاخ هستی
و طرازنده بلندی و پستی این بنیان رفیع را که قرة العین بینش و زینت بخش کارخانه آفرینش است
پاینده داشته صدای تسبیح مسبحی آنرا آهنگ همدمای نغمه کروبیان عالم ملکوت و زمزمهٔ تهلیل مهللان آنرا
نشاط افزای معتکفان صوامع جبروت گرداند و روشنای معمورهٔ جهان از خطبهٔ دولت ابد پیوند این
پادشاه دادگر دین پرور که بنیاد مزدات مقدس مبارکش ابواب خیر و برکت بر روی روزگار کشاده استوار باد

نمبر ۳۳ کتبهٔ مسجد اکبرآبادی

این مسجد فیض انتما و سرا راست جامع تمام نفاست و خوبی دلکشا که بانی آن نکوهش متوسلان دودمان روزگار

افزائی متردد اقطان ونزهتکدهٔ آسمانیان ودار النعم زمینیانست در عهد سعادت مهد پادشاه
اسلام کهف انام سایه والا پایه پروردگار خلیفه برگزیده کردگار در راحمت عمر ذو الجلال
مظهر اقتدار ازلی همای ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
پادشاه غازی پرستار خاص پادشاهی پرستنده با اخلاص ظل اللهی موفقه
خیرات ومبرات محرره سعادات وحسنات اعز النسا مشهوره باکبرابادی
محل بفرمان معلی بنا کرد وبجهت ابتغاء رضاء الهی واقتناء ثواب اخروی حاصل سرای
محتوی بر مسجد با وحقوق ومرافق داخله وخارجه وقف لازم شرعی نمود
ومقرر ساخت که اگر مرمت این امکنه احتیاج افتد انچه از حاصل موقوف
بعد الترمیم باقی ماند بخدمه مسجد وحمام وطلبه علم رسانند
والا تمام را بجماعه مسطوره دهند این منازل منیعه در عرض
دو سال بصرف صد وپنجاه هزار روپیه اخر شهر رمضان المبارک
سال هزار وشصتم هجری مطابق بیست وچارم سال جلوس عالم ارا صورت
انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری ونفع باقی بروزگار
فرخنده اثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت کستر
وبانیه این مبانی عامره مغانی عائد گرداناد
امین یا رب العالمین

۴۴ نمبر کتبہ قبر جہان آرا بیگم

۴۵ نمبر کتبہ قبر زیب النسا بیگم

هو الحی القیوم

بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا

که قبر پوش غریبان همین گیاه بس است

الفقیرة الفانیة جهان آرا مرید

خواجگان چشت بنت شاه جهان

پادشاه غازی انار الله برهانه

سنه ۱۰۹۲

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم | بفرمان محمد شاہ عادل | کہ بر قرش بود تاج و تبارک

بنای گلشنی در قطب گردید | کہ گلہایش زند رضوان تبارک | بود سرسبز دایم روز افزون

بحق سورہ صاد و تبارک | پی تاریخ سالش گفت ہاتف | خدا باری بود اللہ مبارک

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مقدس مطہرہ | سنہ ۳۱ جلوس مبارک محمد شاہی

۵۳ نمبر کتبہ سنہری مسجد زیر قلعہ

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ | مسجدی کردہ بنا نواب قدسی منزلت
خلق پرور دادگر شاہان عالم را پناہ | باد دایم فیض عام آن ملایک سجدہ گاہ

سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم | چاہ و حوض صاف صحنش آبروی زمزم است
ساخت تعمیر چنین جاوید عالی دستگاہ | ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ

سال تاریخش چہ خرم گفت پیر از الہام غیب
مسجد بیت مقدس مطلع نور الٰہ

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور

چو آن صفدر صحبت مرد	ز دار فنا گشت حلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم	که بادا مقیم بهشت برین
	۱۱۶۰

ء ۵ مہر کتبہ قبر کی پشت پر کندہ تھی جو پڑھا نہیں جاتا

نمبر ۵۶ کتبہ باؤلی متصل حویلی پالم جسکا پتھر موضع بوہر ضلع رہتک مین موجود ہی

सृजति रक्षति संहरती ह्यास्तिरयति प्रति बोधयति प्रजाः स भवता भवतापहरो हरो भवतु भावित भावुक भावकः १

अभोजि तोमरै राज्यं चौहानैर्यस्तदनन्तरं

हरिवानक भूरेषा शकेन्द्रैः शास्यतेधुना ३ आदौ साहबदीनस्ततः परं कुतुबदीन भूपालः जातोथ समसदीन पेरुजसाहिब भूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्जलालदीनस्तदनन्तरमजनि मौजदीनन्नृपः श्रीमानल्लावुद्दीनोन्तपतिवरोन सरदीनपृथ्वीन्द्र ५ आगौडाद्गज्जनां तन्द्रविडजनपदान्सेतुबन्धात्समन्तादन्तस्तोषपूर्णो सकलजनपदे प्राज्यसौराज्ये यत्सेवायतया मा क्षितिपति मुकुटो घट्टनम्रष्टरत्न ज्वालाजालप्रवालैर्वहति वसुमती वन्यवासन्तलीलाम् ६

गंगासागर सङ्गमस्पृति दिनं प्राच्यां प्रतीच्यामपि स्नातुं सिन्धु समुद्र संगमम

ह्येयत्सैन्यमाधावति हेलान्दोलितधारिणीकंकणारणत्कारेण वाराङ्गनाः या
न्त्या यान्ति च निर्भयाः यद्भयाच्चित्राम्बराडम्बराः ७ यत्सैन्याग्रसरत्तुरगनखुरप्र
क्षोभविक्षोभिताः शत्रून्नर्मनिवारयन्ति पुरतो दूरेणभूरेणवः सोयं सप्तसमुद्रमुद्रित
महीहारावलीनायकः श्रीहम्मीरगयासुदीननृपतिः साम्राज्यमुज्जृम्भते ८ य
द्धाटीवेगधावत्तुरगखुरपुटापातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितन
कुभिर्व्योम्नि सच्छाद्यमाने आदित्यस्य प्रतापैः करनिकरधिसरद्दीप्तिभिः साकमस्तं
याति प्रायेण राजप्रभृतिसुगणानां काचमानौ दिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाण
कपरे गौडा निराडम्बरा गान्धारान्ध्रपराङ्मुखाः भयवशान्निष्केरलयः केरलाः कर्णाटाश्च
चिकन्दरा भयपराभ्रष्टा महाराष्ट्रका स्त्यक्तोर्ज्जाः किल गुर्ज्जराः समभवन्लाटा हि
राटाइव १० अस्मिन्राजनि विभूति क्षितितलं शोभामिते श्रीपतौ भूभारं तत्र मास्थिते
ह्नव महाशारग्यापदं संश्रितः लक्ष्मीं वक्षसि सोपि विष्णुरधुना प्रक्षिप्य रक्षाविधौ चिंता

संतति माप्न दुःखजलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेक महापुरीशतपतेराज्ञोमनोहारि
णी ढिल्लीनाम महापुरी विजयते भल्लीवविद्वेषिणां याप्त्वीववविचित्र रत्ननिलयाद्यौ
रिनन्दिनी यापाताल पुरीव दत्यानिलयामायेवयामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
मिति प्रथिताभिधाने ढिल्लापुरे पुरपतिः सुकृती बभूव श्रीमानशेष गुणरा
शिरपेतदोषो धीमानुदारमतिरुद्धरनामधेयः १३ वितस्ता विपाशा शतद्रू भिराभि
र्मिलित्वा मलाचन्द्रभागा विभागा पुरस्तादुदस्तैस्तरंगैररंगैः स्थिता यत्र सिन्धुः
सुबन्धुः १४ सुधामधु सुधा सीधु सुधादि विसुधारसः येन सिन्धु सुधा पीता तस्य
ज्ञान सुधाम्बुधः १५ तत्सिन्धु दिव्य सुधया परिधौत भूमि हारस्थले सकलपा
पहरे पवित्रे उच्चैरुदञ्चतिह सत्यमरालवतीमा मुक्ता पुरी सुरपुनीतटवासिनीं स
१६ तस्यास्तस्यापिताभूद्धरिपालस्तत्पितामहोराजः उद्धरस्तज्जनकः किंतु
रस्यापितेति पितृवंशः १७ उद्धरमाता चन्द्री हेमपुत्री पृथु पिता हरिश्चन्द्रः उच्चाहरणो

स्य जनकः सहदेवसुतः सतोलसुतः १८ तोलपितार्थाश्वरः सिंहसुतो गौरपुत्र इति वंश
बलीति प्रथिते प्रबन्धे वंशाद्वयं पूर्वमभाणि सम्यक् अत्रापि तस्य सकल ये प्रशस्तौ नामा
निका मं प्रतिपादितानि १९ इच्छाज्ञानक्रियाशक्ति स्तपास्ति स्तोस्य योषितः राजश्रि
या रत्नदेव्या जाजलाज्येष्ठगाह्निनी २० तस्याश्च पुत्रो हरिराजनामा कायेन वाचा मन
सा पवित्रः ख्यातश्चतुष्षष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षा बच्चुर्भुवनैकजिष्णु २१ अस्यानु
जौ चास्थिरराज जैत्र संज्ञा समं वीरड या विभातः स्वस्त्रापरस्या आयमध्यमायाः पुत्री
पुरा भूद्ध नवत्सु दारा गुणराजभूपती अपि पुत्रौ द्वौ तरनुरत्न देव्याश्च हरिदेवो नाथ
इति ख्यातः पुत्रो पकन्यान्या २३ उत्तमराजः पुत्रः साउली पुत्रिके त्यपत्ये च मूलल
ताशाखा फल कुडम्बकं कल्प विटपितो स्येत्यम् २४ स्थाने स्थाने धर्मशाला वि
शाला काकानेनाकारि सत्रादि कर्त्री किंत्वत्रापि श्वाल पांथ श्रमार्त्ते च्छेदे त्रा वापि
का काप्य कारि २५ पाल स्वग्राम पूर्वेच कुसुम्भपुर पाश्चिमे क्रतान क्रातिना वापी

कस्त्रमोहापहारिणी २६ पीनोत्तुंग पयोधरापरिलुवधारा व्यली विभ्रमा न छ्या-
भूम्यदनेक कामुककजन विश्रामशांतिप्रदा फुल्लन्मौलि तरुप्रसूनपटल श्रेणी
श्रियामोहिता वापीकापि महामुदान्दि शतुवः कांतेवकान्ताहृशां मानसमपिहस
तिसतानिजप्रसादेनकलुषमपि वितुषानिजविश्रांत विधात्री विद्येवाध्यात्म
वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिसमस्तवस्तु विषयाभोग्योप भोगात्मभिः भावैःपुत्र
कलत्र मित्रजनता युक्ताय युक्तात्मनो भक्तायो वरठक्कुराय महते स्वर्गापवर्गोदया
नन्दाधेनु कलावतंस चरणाहूंदूहैकनिष्ठात्मते २९ अरणाड प्रकाशेन योगीश्वरेण
प्रशस्तिः कृता परिडतेनप्रशस्ता समस्ताशिषामेक पात्रस्य वापी विचित्रा सुवि
स्तारयन्मुद्धरस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन् श्रीनृपविक्रमार्कस्य १३३३
।। ठ १ कि मुसद्दी … सरि उ … इकि इरीस्नु … ३०रेउ ।। धं रा का स हि
। ली क्व हु धं षि धलं भ य वे स उ ।। के ७ भां सि क्व ट वि मे म्रा इसरि हा रंड

سویہ سات سمندر روالے جو زمین سے مثل ہار سات لڑکی اُس کا تابک یعنی مالک میر غیاث الدین یہ اجاراج کرتا ہے (۸) جسکے دھاوہ مین دور سی
دوڑتے ہوئے جو گھوڑے اُنکے سم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جو زمین اُسکی خود روانگی اجتماع سے تمیز اطراف عالم کا نہین رہتا اور جمیع آسمان چھایا جاتا ہے اُسوقت
روشنی آفتاب بہت نہین رہتی تو پھر اور راجاؤن کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کیوقت کوردیش والے بےسامان ہوگئے
اور رندہیر دیش والے واسطے اپنے بچاؤ کے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کے کیرل دیش والے سب کھیل کھول گئے اور کرنات دیش کے پہاڑ کے
کھوہ مین جا رہے اور مہاراشتر یعنی مرہٹہ برہستہ یعنی بے طریق ہوگئے اور گجرات کے لوگون نے اناج چھوڑ دیا اور لات لوگ مثل کرات یعنی بنیون کے
(۱۰) جسوقت کہ اُسنے تمام روے زمین کا بار اُٹھایا یعنی پرورش اور انتظام مین مصروف ہوا اُسوقت سے سر جی مہاراج نے بھی سب زمین کے بار کو چھوڑ کر قیامت کے
وقت کے بستر کو تکیہ کرکے میٹھ رہے ہیں اور وہی لشن بھگوان بھی لچھمن جیو کو اپنے سینے مین رکھکر دنیا کی پرورش کے تردد کو چھوڑ کر سوتے ہین (۱۱) اور صدہا
بڑے بڑے شہرونکا جو راجہ ہے اسکے دلی نام ایک بڑے بوڑھے یعنی شہر سب سے غالب ہو رہا ہے کہ جو دشمنون کیواسطے مثل نیزہ کے اور جس طرح زمین
تمام جواہرون سے ویسی یہ دہلی کان سب جواہرات کی ہے جو بہشت کیطرح جوشی والے دریا تال پورے کیطرح دیسون کے رہنے کا مکان ہے اور
قدرت کی طرح ہلانے والے (۱۲) اُس دہلی شہر مین جو جگہ جوگنی پور یعنی جوگی پورہ کہلاتا ہے وہان پورپتی یعنی زمیندار نیک بخت دولتمند ہمہ صفت
موصوف اور بے عیب عقل سند مخیر اودر نام ہوا (۱۳) بستیا اور بہ پاشا یعنی بیاسا اور شت درو یعنی ستلج اور چندر بھاگا یعنی چناب ان سے

ملکر سند ہو یعنے اٹک جس جگہ پر بڑے بڑے نہر یہ یون سے ملاو حقیقین بہتی ہی (۱۴) جسنے سند ہو یعنی اٹک کا پانی کہ مثل آب حیات ہی پیا اُسکے
نزدیک شہد و شراب اور امرت کچھ حقیقت نہین بلکہ گیان امرت ہی (۱۵) اُس سندہو کے پانی سے دہوئی دہوئی جو زمین لایق جبکہ سب گناہونکے
دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر ہی کہ جو گنگا کے نزدیک ہونے والی امراوتی یعنی بہشت کو ہنستا ہے (۱۶) اُس روح مین
السں اودرکا باپ ہری پال نام ہوا جسکا باپ بسوراج اُسکا باپ دولہر اُس باپ کی یہ ہوا یہ نسبت نامہ اودرکا ہی (۱۷) اودرکی ماکا نام چندی
سو پرتھو کی دختر پرتھو کا باپ سرش چندر اُسکا باپ اوجاہن اوجاہن کا باپ سہدیو سہدیو کا باپ تول (۱۸) تول کا باپ اشوہر وہ اشوہر سکھ کا بیٹا اودرکو کا
پوتا ہوا یہ حسب نامہ یعنی ننہسال اودرکا اگرچہ نہی منبادلی نام کرنت یعنی کتاب مین درنوسس پہلے کہ مین بیان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھدیے
ہین (۱۹) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسکے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسکے کرنے کی طاقت اور حیا یہ تینون
جسکے مطیع اور تابعدار مثل زوجہ کے راجتیری اور رتن دیوی ان دونو رانیون سمیت جس کی بڑی رانی جاجلا نام ہے (۲۰) اس جاجلا کا
بیٹا سری راج نام کہ جو تن من بچپن کر کے پاک اور جو نشٹھ کلاون کا گھر مشہور ہے اور جسکی لشن ظاہر اور اکیلا ئے قابل فتح یا بی تام ملک
کے (۲۱) اُسکے بھائی دو ایک بواستہبر راج اور دوسرا جے انتر بیرا نام اپنی بہن سمیت سوبھا دیتے ہین اور جو مجھلی رانی راجتیری
نام اُسکی ایک دھن وتی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۲۲) اور اُس کے پیچھے کن راج اور بہوپتی دو بیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہر دیو

عرف ناتھ ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور ہوئی (۲۳) اور اوتم راج بیٹا اور ساوبی نام بیٹی رتن دیوی کی اور بیوی سواو دنامی درخت طوبی
کی اس طور بیج اور شاخ اور برگ اور بر کا انتشار ہے (۲۴) اس جگ وغیرہ کے کرنیوالا اور ڈرتے بہت سی جگہ بڑے بڑے دھرم سالا بنایا ئے اور اس جگہ بھی
تھکے ہوئے مسافرونکے رنج دور کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور درنے نئی ناوڈے بنوائی (۲۵) پالم گانو کی پورب مین اور کسنبھ پور کے پچھم مین اس
نیکبخت نے باوڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے مین نیو دھر یعنی جگہ پانی کے رکھنیکی جنکو کوٹھی اور کہل
کہتے ہین اور بھوڑتے ہوئے دھارا وتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین اور پیاسے بھرتے ہوئے بہت لوگونکو قیام اور آرام دینے والے بھولے ہوئے
ہین سکھ جنکی ایسی درختون کے پھولونکے مجمع کی آرایش اور خوشبو سے خوش ہوے ہوے ایسی ایک نئی باوڑی مثل جوان عورت کے آنکھون کو
پیارے تم کو خوشی بخشو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگونکے مین کو ہنستی ہوئے مصفا اپنے لوگونکو آرام دیتے ہوے کہان بدیا کیطرح یہ
باوڑے ہے (۲۸) بیٹا اور جورو اور رعایا اور مال خزانہ سمیت اُس اوڈر کی جس نے واسطے بہشت اور مکت یعنی لامکانکے واسطے وہان شیو جیو
کے چرنون مین لگا یا خیر ہو جیو (۲۹) اکھد پرکاش نام جوگیشور پنڈت نے یہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی سب دعایون کے لایق
ایک ظرف جو یہ اوڈر ہے اس کا چھپا ہوا جش یعنے نیکنامی کو یہ باوڑے ظاہر کرو سمبت ۱۳۱۳ بکرما جیت

نقول بعض کتبه ها

نقل کتبه نمبر ۸ این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بساخت بتاریخ فی شهور سنه سبع وثمانین وخمسمائة امیر اسفهسالار اجل کبیر قطب الدوله والدین امیر الامرای بک سلطانی اعز الله انصاره ربست هفت اله بتخانه مرکنی در هر بتخانه دو یا هزار بار هزار دلیوال صرف شده بود در ین مسجد بکار بسته شده است خدای عزوجل بران بنده رحمت کند هرکه بر بینت بانی خیر دعاء ایمان گوید

نقل کتبه نمبر ۹ الامیر الامرا الاسفهسالار الاجل الکبیر الدوله قطب

نقل کتبه سطر دوم نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولے ملوک العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد المرید من السماء المنصور علے الاعداء علاء الدولة القاهرة جلال الامة الباهرة فلک الملة الطاهرة سلطان البر والبحر محمد مالک الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا اسکندر الثانی ابو المظفر محمد بن سام ناصر امیر المؤمنین خلد ملکه وسلطانه ویعلے امره وشانه

نقل سطر چهارم کتبه نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولے ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم غیاث الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین محی العدل فی العلمین علا والدولة القاهرة فلک الملة الطاهرة جلال الامة الباهرة شهاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی بعباد الله محمد مالک الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر محمد بن سام قسیم امیر المؤمنین خلد الله ملکه

نقل کتبه نمبر ۱۰ متولے این مناره فضل بن ابوالمعالی برده است

نقل کتبه نمبر ۱۱ امر باتمام هذه العمارة الملک المؤید من السماء
شمس الحق والدین ایلتمش السلطانی ناصر امیر المؤمنین

نقل کتبه نمبر ۱۲ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالک رقاب
الامم مفخر ملوک العرب والعجم ظل الله فی العالم شمس الدنیا والدین غیاث
الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل فی العلمین
علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المؤید من السماء المظفر
علی الاعداء شهاب سماء الخلافة ناشر العدل والرافة محرز ممالک الدنیا
ومظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر ایلتمش السلطانی ناصر امیر المومنین
خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه

نقل کتبه بالای دروازه کتبه نمبر ۱۲ السلطان المعظم شهنشاه
الاعظم مالک رقاب الامم خاتم ملوک العرب والعجم المؤید من السماء
المظفر علی الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محرز
ممالک الدنیا والدین مظهر کلمة الله العلیا جلال الدولة القاهرة
نظام الملة الباهرة شهاب الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین
ظل الله فی العالمین التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافة
سلطان السلاطین

نقل کتبه پهلوی دروازه کتبه نمبر ۱۲ تمت هذه العمارة فی نوبت العبد المذنب محمد امیر کوه

نقل سطر درجه سوم کتبه نمبر ۱۲ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی
ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر علی الاعداء
المؤید من السماء تاج الاسلام والمسلمین غیاث الملوک والسلاطین الحامی لبلاد الله الراعی لعباد

الله یمین الخلافة باسط العدل والرافة ابو المظفر التمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه

نقل سطر در جهار کتبه نمبر ۱۳ امر بهذه العمارة فی ایام الدولة السلطان الاعظم شاهنشاه المعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک الترک والعرب والعجم شمس الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین ذو الامن والامان وارث ملک سلیمان ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱۴ عمارت مناره مبارک حضرت سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین مرحوم مغفور طاب ثراه وجعل الجنة مثواه شکست شده بود مناره مذکور در عهد دولت سلطان الاعظم والمعظم والمکرم سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه عمر خانزاد فتح خان بن مسند عالی خواص خان جونا کنبذ در دن بنگ تیمها بالا مرمت کرده مرتب کنانید اخره من ماه ربیع الاخر سنه تسع وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۱۵ چون ایزد تعالی علا اعلاه و عمی اماوه برای احیای مراسم ملت و اعلاء معالم شریعت خدایگان جهان از برگزیده تا مرحمه اساس بن محمدی استحکام می یابد و هم لمعانه بناء شریعت احمدی قوی میگردد از براه دوام مملکت و نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات بحکم کلام من لا ریب سواه که انما یعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم القیام رفع فی بناء جوامع الاسلام وابقاه مدی الزمان فی اشاعة الاحسان التاریخ فی الخامس عشر من شوال سنه عشر وسبعمائة

حضرت علیا خدایگان سلاطین مصطفی جان الضارع لامرالله المختص بعنایات اکرم الاکرمین علاء الدنیا والدین غوث الاسلام والمسلمین معز الملوک والسلاطین القائم بتائید الرحمن ابو المظفر محمد شاه السلطان سکندر الثانی یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه

بناء این خیرات سنت و بجا آورد است عمارت فرمود

این مسجد که چون بیت المعمور در افواه جهانیان مذکور است بخلوص عقیدت تقاضا طویت مجلس اعلی خدایگان سلاطین زمان علاء الدنیا والدین سکندر ثانی ابو المظفر الرحمن المؤید بتائید الرحمن

ابوالمظفر محمد شاہ السلطان یمین الخلافۃ ناصر امیر المؤمنین خلد اللہ ملکہ الی یوم الدین۔

نقل کتبہ نمبر ۱۶ بتوفیق ایزدیہ بہمتنا و معاونت منشی نثر امثال المسجد اسس علی التقوی تعالے رسول اللہ علیہ السلام کما قال من بنی مسجداً للہ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ مجلس اعلے خدایگان سلاطین امرہ و شانہ و توالی عدلہ و احسانہ بر مفضے خیر ما مور امر فول وجہک شطر المسجد الحرام محمد زمان شہنشاہ موسی فر سلیمان مکان راعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت احمدی مولد منابر معالم و مساجد و موطد قواعد مدارس و معابد و ممہد بنیان رسوم مسلمانی و مؤسس مبانی مذہب نعمانی قالع اصول مردہ فجار و قاطع فروع قیدہ کفار و ہادم بناء صوامع اصنام رافع اساس مجامع اسلام مظہر آیات قاہر کفرہ روف متین قامع فجرہ روی زمین فاتح قلاع سامع امکان ضابط بقاع راسخ بنیان المعتصم بجلال اللہ المنان ابوالمظفر محمد شاہ السلطان یمین الخلافۃ مبین دین اللہ ناصر امیر المومنین مد اللہ ظلال جلالہ علے روس العالمین الی یوم الدین بناء فرمود این مسجد کہ مسجد جامع اولیاء و ملتزم ملت اتقیا و مجمع ملایک کرام و محضر ارواح انبیاء عظام است بتاریخ فی الخامس عشر من شوال سنہ عشر و سبعمائۃ

درعہد ہمایون حضرت علیا خدایگان سلاطین جہان علاء الدنیا والدین لعالی بجنود الظفر ابوالمظفر محمد شاہ السلطان یمین الخلافۃ ناصر امیر المؤمنین مد اللہ ظلال الخلافۃ علی روس العالمین الی یوم الدین این مسجد کہ بو صف و من دخلہ کان آمنا موصوف است

این مسجدی کہ در فسحت و رفعت چون بیت المقدس مشہور بلکہ ثانی بیت المعمور است حضرت اعلے خدایگان فایض فضل شامل احسان المؤید بتائید الملک المنان علاء الدنیا والدین الظفر ابوالمظفر محمد شاہ السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المؤمنین مد اللہ ظلال عظمتہ الی یوم الدین بصدق نیت و خلوص عقیدت بنا فرمود

نقل کتبہ نمبر ۱۷۔ بناء این بقعہ شریف و اساس این عمارت منیف بود درعہد سلطنت و ایام مملکت خدایگان سلاطین جہان خسرو دارانشان سلطان کامل و افر احسان شہنشاہ شامل و

ونافذ فرمان معلے منابر اسلام محی آثار الحکام بانی منابر مساجد طاعات اقراساس معابد عبادات
عامر بلاد هدایت عامر دیار غوایت و سریر مملکت مظهر قوانین جهاد مبرهن براهین
اجتهاد ضابط بلاد سلاطین رافع بناء محراب منابر اسلام کاسر اساس صوامع اصنام
ناصب اعلام خیرات حافظ حوانیت مسکرات بادشاه کشورکشای سایه رحمت خدای
مؤید بتائید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
فی عمارت المساجد و اید سلطانه فی انارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مد الدنیا ها تلیت
سورة سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
بفرمان برگزیده حضرت یزدان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا والدین
غوث الاسلام والمسلمین معز ملوک والسلاطین جوامع بناء خیرات والمحلی رافع اساس محراب ومنبر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم التناد این مسجد ساعی عمارت
کرده شد این مسجد جامع ساعی بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد الزمان
علاء الدنیا والدین خسرو خسروان افق قمر رفیق ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین
الخلافة مظهر العدل والرافة ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱ امر ببناء هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم مالک
رقاب الامم ظل الله فی العالم ذو الامان سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین
المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر ایلتتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
الی الفتح محمود تعمده الله بغفرانه واسکنه بحبوحة جنانه فی شهور سنه تسع و
عشرین و ستمائة

نقل کتبه نمبر ۲ بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثق
بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه واعلی امره و شانه این مسجد بنا کرد
بنده زاده درگاه آسمان جاه عالم پناه جونا شه مقبول الملقب بخان جهان ابن خان جهان در سال

هفتصد هفتاد دراز هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای بران بنده رحمت کند هر که
مسجد نماز بگذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله تیمنا بذکره عمارت این کنبه میمون در عهد همون الواثق بتائید
الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنج بر هفتصد از تاریخ هجرت
رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین
سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه و سلطانه و اعلی
امره و شانه در بستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر و تسعمائة
سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان
خلد الله ملکه این کنبد میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه
رمضان سنه ست و تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه
بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المتوکل علی الرحمن
سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این کنبه بنده امیدوار
رحمت پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر
و تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت کنبد در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر
سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه بانی کنبد علاء الدین نور تاج شیخ ببسه
قطب عالم شیخ فرید شکر گنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۳۰ بسم الله الرحمن الرحیم وظیفه حمد و دعا شکر مجاوران حضیره قدس
وساکنان روضه اش بان قیام نمایند شاخداوند که مقربان درگاه او دینا و آخرت را فداء راه او نمود
ونقد جان و دل بیکران کل را صرف بارگاه او فرموده و درود وافر و تحیات متکاثره بمشهد معظم و حضیره
منور شفیع روز حشر وال اصحاب اطهر او واصل و متواصل باد و بحضرت مخزن الخیرات و منبع
البرکات توفیق ازل را رفیق حضرت هدایت مرتبت محمد ته صفوت مهر علی حسنی مشرب حسنی نسب
عمدة سادات عظام خلاصه اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوه عزلت و تفرید المؤید من عند الله
الغنی قطب الملة والطریقة سید حسنی الحسینی گردانید تا این بقعه شریف و منزل لطیف احداث
فرموده وصیت فرمود که چون مدت حیاتش تیامت پیوند یاد لبر اید و بشریت از خلوها
بسلام امنین مشرف گردیده بسوی حضیره قدس روضه اش پرواز نماید مقبره فایض الانوار
حضرت این نقعه نامدار زمان و کان اتمام هذه البقعة فی شهور سنه اربع و اربعین و تسعمائة ـ

نقل کتبه ها نمبر ۳۲ بسم الله الرحمن الرحیم تمام شد این باوری چاه در ماه رمضان
در سنه نهصد پنجاه و هشت هجری بروح محمد مصطفی رسول درگاه حضرت اله در زمان
عادل اسلام شاه بن شیر شاه بنا کرد کار کن دین از جمله بیشی خواجه عماد الملک عرف
عبد الله لاذ قریشی بنده کار کن ما و ری امید وار عنایت و مرحمت گردد

بسم الله الرحمن الرحیم در عهد و زمان سلطان السلاطین ابو المظفر اسلام شاه بن
شیر شاه خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این چاه بتوفیق اله بروح رسول الله ملک عماد الملک
عرف خواجه عبد الله لاذ قریشی بدار الملک حضرت دهلی فی سنه اثنی و خمسین و تسعمائة

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of "Futtoohaut Faezerhuh," that the foundation of this Building was first laid by Sooltan Moouz-oodeen Mohomed, son of Saur. He shews this under the following grounds, *viz.*

1*st.* When Kootboodeen Abek, Commander-in-Chief conquered the Fort, and the Bunder—he had inscribed on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters of the inscriptions correspond with the first inscription—thence, if Moiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-Chief would not be inscribed there.

2*nd.* At the time of Mooiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Moiz-oodeen had made the Minaret, he would have it erected by his Musjid, or at one end of it—and not in a quite separate place. It should be recollected however, that the Minaret now appearing within the compass of the Musjid, is this, that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shums-oodeen.

3*rd.* The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it—whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Ala-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4*th.* It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the Building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Ala-oodeen.

5*th.* It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartment of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other compartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appears that the stones with the engravings of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund, of the Minaret was made by Rae Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, there other stones with their own engravings. After this, Sooltan Shums-oodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

—:o:—

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Isphu Sahlar Ujjulleel Kubbeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arabic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Appartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Moealy—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altumush.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqweem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for the only completed the work.*

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

PREFACE.

—:o:—

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A, D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxzon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections,

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxzon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations,

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contain a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated,

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, *viz.*, one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously ; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7th. This new Edition contains another thing of great moment, *viz.*—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

—:0:—

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Jelaloodeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore relate a few of recent date. That during the time of Azeezood-deen Alumgeer Sanee, the grandfather of the Author received the title of Jawed-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of [illegible], and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahader. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mahomed Moortuza Khan Bahader, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Farreed-oodeen Ahmud Khan Bahadur Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an affray—it became urgent for the British Government to send a Vakeel on deputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for this high office. On his return, after fully completing the trust, he was appointed a full Political Agent at Ava. After this, in latter times, he held the office of Prime-Minister to Akbar Shah, the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was so much respected, that General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart, paid the family a visit of condolence.

ASAR-OOS-SANADID,

i. e.

The first literary venture

of

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang
Dr. Sir Syed Ahmad Khan

the respective merits of the first and second edition of which have now been collected in this edition

BY

Mohammad Rahmatulla Rad,

PRINTED IN

THE NAMI PRESS, CAWNPORE.

1904.